بسم الله الرحمن الرحيم

شہیدہ آمنہ بنت الہدیٰ الصدرؒ

کی شخصیت، افکار و خدمات پر ایک خصوصی اشاعت

ذی قعدہ ۱۴۴۳ھ / جون ۲۰۲۲ء

گوہرِ نایاب

▣ نگران:	معصومہ جعفری
▣ چیف ایڈیٹر:	شگفتہ عابد زہرا شگری
▣ ایڈیٹر:	کبریٰ بتول
▣ اسسٹنٹ ایڈیٹر:	ریحانہ بتول
▣ معاونین:	صدیقہ بتول، گل چہرہ، بتول حسین نگری، بشریٰ علوی

مجلس نظارت

- ڈاکٹر عنبر فاطمہ عابدی نائب مدیر ریسرچ جرنل اردو
- سیدہ زہرا نقوی رکن پنجاب اسمبلی
- منیرہ سجاد فیکلٹی ممبر شعبہ اردو، شاہ عبداللطیف یونیورسٹی
- سید ہما جعفری کارشناسی ارشد فقہ میڈیا
- زاہدہ جعفری کارشناسی ارشد علوم قرآن و تفسیر

مجلس مشاورت

- صدیقہ فیاضی پی ایچ ڈی اسکالر فلسفہ و کلام
- سلمٰی خلفان کارشناسی ارشد فقہ معارف اسلامی
- آفرین زہرا حیدری کارشناسی ارشد علم کلام
- زرینہ تبسم ایم اے اسلامیات و اردو ادب
- کلثوم علیا شگری ایم اے۔ ایل ایل بی

ایڈیٹنگ اینڈ ڈیزائننگ: عمار گرافکس پاکستان

اہتمام اشاعت: **انما پبلشرز پاکستان** بتعاون: **شہید صدرؒ ریسرچ سینٹر**

ویب سائٹ: https://mbsadr.ir/ur

ای میل: inf@ mbsadr.ir

حسنِ ترتیب

اپنی بات..........ادارہ▣ ۵

اداریہ..........معصومہ جعفری▣۶

تاثرات..........سیدہ زہرا نقوی▣۸

لفظ میرے مِرے ہونے کی گواہی دیں گے
..........ڈاکٹر عنبر فاطمہ عابدی▣۹

مضامین: ❀❀❀

بنت الہدیٰ، جابروں کے خلاف قیام کا استعارہ
..........ڈاکٹر شجر فاطمہ▣۱۰

شہیدہ بنت الہدیؒ ایک مثالی خاتون .... منیرہ سجاد▣۱۴

بنت الہدیؒ ایک توحید پرست کردار
..........سیدہ گل فروا نقوی▣۱۶

بنت الہدی دور حاضر میں فاطمی اسوہ
..........سیدہ شمائلہ رباب رضوی۔ انمول زہرا▣۱۸

مکتب صدر کی کامیابی میں شہیدہ بنت الہدیٰ کا کردار
..........شگفتہ زہرا عابد شگری▣۲۲

بنت الہدیٰ کی شاگرد، ام تقی موسوی کے تاثرات کا جائزہ
..........کنول فاطمہ▣۲۵

ابلاغ دین میں آمنہ بنت الہدیٰ کا انقلابی کردار
..........سیدہ مشعل زہرا▣۲۸

تعلیم و تربیت کی راہ میں بنت الہدی کی خدمات
..........گل چہرہ جوادی▣۳۰

آمنہ بنت الہدی کا تربیتی، سماجی، اور سیاسی کردار
..........سیدہ کلثوم نقوی▣۳۳

انٹرویوز: ❀❀❀

معروف کالم نگار خواہر سویرا بتول سے گفتگو▣۳۶

بنت الہدیٰ یونیورسٹی (قم) کی پروفیسر سے گفتگو▣۳۸

شہیدہ بنت الہدیٰ کی شاگرد طاہرہ حائری سے گفتگو▣۳۹

کالمز: ❀❀❀

شہیدہ بنت الہدی کا قلمی جہاد.. مہرین فاطمہ حسنین▣۴۱

کربلائے وقت میں بنت الہدیٰ کا زینبی کردار
..........سیدہ یاسمین نقوی▣۴۳

آمنہ بنت الہدی اور معاشرتی شعور
..........سیدہ زینب عمران نقوی▣۴۵

بنت الہدی میری نظر میں..........لاریب فاطمہ▣۴۶

بنت الہدیٰ، زینبِ عصر..........بنت الہدیٰ▣۴۷

عظیم خاتون..........کلثوم ایلیاء شگری▣۴۹

شیر دل خاتون..........سیدہ فاطمہ رضوی▣۵۱

اکیسویں صدی کی کربلا میں ایک اور بہن بھائی
..........بشریٰ علوی▣۵۳

شہدا کا مقام اور بنت الہدی..........زہرا الحسینی▣۵۶

تاریخ ساز قرآنی خواتین کا تسلسل..........عنیزہ عابد▣۵۸

بنت الہدیٰ اور تاریخ میں عورت کا کردار
..........ڈاکٹر خدیجہ بتول▣۶۰

شہیدہ بنت الہدی، بیداری کی صدای بازگشت
..........بتول حسین نگری▣۶۱

شہیدہ آمنہ بنت الہدیٰ اسلامی عورت کا نمونہ
..........ہما فاطمہ▣۶۳

شہیدہ آمنہ بنت الہدی عصر حاضر کی ایک عظیم انقلابی خاتون
..........شبانہ بتول شاکری▣۶۴

بنت الہدی ایک جامع الصفات کردار.... حسینہ بتول▣۶۵

شاعری: ❀❀❀

برادر کی جاں نثار..........سیدہ گل فروا نقوی▣۶۶

زمین پہ آسمان جیسی..........ڈاکٹر عنبر فاطمہ عابدی▣۶۷

شہیدہ آمنہ بنت الہدیؒ: شخصیت، افکار اور کردار▣۶۸

اپنی بات

اسلام میں جہاں تاریخ ساز مردوں کی بے شمار مثالیں ملتی ہیں جنہوں نے مختلف میدانوں میں اپنے کردار کے ذریعے انمٹ نقوش چھوڑے ہیں وہاں ایسی خواتین کی بھی کمی نہیں جنہوں نے ماں، بیٹی، بہن، بیوی اور سب سے بڑھ کر ایک طاقت ور انسان کے روپ میں جب ہر طرف ظلم، جبر کی تاریکی تھی وہاں اپنا ایسا کردار ادا کیا جو مرد وزن سب کے لیے نمونہ عمل بنے۔

شہیدہ بنت الہدیٰ بھی انہی قرآن واسلامی خواتین کے سلسلہ کی ایک کڑی ہے جو اہل بیت کی پاکیزہ نسل کے ایک باعظمت گھرانے میں پیدا ہوئی، عالمہ وفاضلہ ماں، فقیہ ومجاہد بھائی کے زیر سایہ تعلیم وتربیت کے مراحل طے کیا، آپ نے تاریخ میں خواتین کے کردار کا بغور مطالعہ کیا، اسلام کو ایک جامع وکامل ضابطہ حیات کے طور پر اپنے وجود کا حصہ بنالیا زمانے کے تقاضوں اور حالات کے پیش نظر فاطمی اسوہ اور زینب زمان بن کر تبلیغی، اصلاحی، انقلابی اور جہادی کردار کو زبان، قلم اور عمل کے ذریعے انجام دیا۔

شہیدہ بنت الہدیٰ کی شخصیت، افکار اور خدمات پر عربی، فارسی اور انگریزی میں بہت زیادہ کام ہوا ہے، ان کی کتب کا ترجمہ، شخصیت پر کتب اور مقالات وافر تعداد میں موجود ہیں، لیکن متاسفانہ شہید صدر جیسے نابغہ روزگار شخصیت کے افکار کی مانند اردو زبان میں شہیدہ بنت الہدیٰ کی شخصیت بھی مجہول ہے۔ اور اردو معاشرہ اس عظیم الشان خانون کی شخصیت اور افکار وآثار سے ابھی تک آگاہ نہیں۔

یہ مجلہ اس سلسلے کی پہلی کاوش ہے جس میں شہیدہ بنت الہدی کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کرنے کے لئے مختلف اہل قلم اور فکری وعلمی شخصیات خواہران کو دعوت دی گئی۔ جس کا وسیع سطح پر اہل فکر وقلم کی جانب سے استقبال ہوا اور مضامین، کالمز، انٹرویوز اور تاثرات ادارہ کے لئے ارسال کیا۔ جو کہ اصلاح وتہذیب کے بعد حاضر خدمت ہے۔

اس مجلے کے موضوعات کے انتخاب سے لے کر اشاعت کے مرحلے تک مختلف اہل علم وفکر کے مفید مشورے اور تجاویز حاصل رہے۔ موضوعات کے انتخاب کے سلسلے میں معروف شاعرہ محترمہ معصومہ شیرازی نے رہنمائی کی، محترمہ معصومہ جعفری اور ڈاکٹر عنبر فاطمہ عابدی نے مجلہ کے حوالے سے بہترین آراو تجاویز دیئے۔ مجلہ کے چیف ایڈیٹر اور ٹیم نے انتہائی جانفشانی کے ساتھ مختصر وقت میں تحریروں کا متنوع اور منفرد مجموعہ جمع کیا اور اہل قلم وفکر نے اپنی تحریروں کے ذریعے مجلہ کو رونق بخشی۔

ہم ان تمام کے مشکور وممنون ہیں اللہ تعالی ان سب کی توفیقات خیر میں اضافہ فرمائے۔ امید ہے شہیدہ بنت الہدیٰ کی شخصیت کے آئینے میں اسلامی عورت کے مقام وکردار اور ذمہ داریوں کو سمجھنے کے سلسلے میں یہ مجلہ پہلا قدم ثابت ہو۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمان خواتین کو قرآن واسلامی آئیڈیلز اور نمونوں کو معاشرے میں اجاگر کرکے ان کی سیرت وکردار پر چلنے کی توفیق عطا کرے۔

شہید صدرؒ ریسرچ سینٹر

اداریہ

معصومہ جعفری
پی ایچ ڈی اسکالر ادیان و مذہب یونیورسٹی قم

اسلام کی آمد عورت کے لیے غلامی، ذلت ، ظلم اور استحصال کے بندھنوں سے آزادی کا پیغام تھا۔ اسلام نے ان تمام قبیح رسوم کا قلع و قمع کر دیا جو عورت کے انسانی وقار کے منافی تھی اور عورت کو وہ تمام حقوق عطا کیے جس سے وہ معاشرے میں عزت و تکریم کی مستحق قرار پائیں جس کے مستحق مرد ہیں .اس طرح انسانیت کی تکوین میں عورت، مرد کے ساتھ ہم پلہ و ہم رتبہ قرار پائی۔ ارشاد باری تعالی ہے: يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً(النساء:۱)اے لوگو اپنے رب سے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا پھر اسی سے اس کا جوڑا پیدا فرمایا پھر ان دونوں میں سے کثرت مردوں اور عورتوں کی تخلیق کو پھیلا دیا۔

اسلام ایک ایسا دین ہے جو اپنے ماننے والوں کو زندگی گزارنے کا ایک نقشہ وکامل نظام عطا کرتا ہے ۔ اسلام جہاں مقام،منزلت ومنصب انسانیت کو بیان کرتا ہے وہاں ان کے حقوق اور فرائض بھی واضح الفاظ میں بیان کرتا ہے۔ قرآن کریم کامخاطب مرد وعورت نہیں بلکہ انسان بحیثیت اشرف المخلوقات اور صاحب کرامت ہے جس میں مرد وعورت دونوں شامل ہیں۔ اگرچہ ان کے فطری وطبیعی اختلاف کے پیش نظر بعض احکام میں تفاوت بھی عدلت اور فطرت کا تقاضا ہے۔ جس کو مد نظر رکھنا اسلام جیسے کامل, آفاقی،عالمگیر نظام کی بنیادی خصوصیت ہے تاکہ کسی پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ اور ذمہ داری نہ آئے۔

عورت کا فطری تقدس اور اس کی نسوانی حرمت صرف اسلام کے قلعہ میں محفوظ ہے ۔اسلام نے عورت کو آبگینہ قرار دیا ہے اور اس آبگینہ کی حفاظت کا ہر ممکن معقول ترین انتظام کیا ہے ۔اس کی ولادت سے لے کر آخر عمر تک اسے محترم قرار دیا ہے۔اگر عورت اچھی ہے تومعاشرہ اچھا ہوگا اگر وہ خراب ہے تو پوراامعاشرہ بھی خراب ہو گا۔ جس طرح ستون دیکھ کر کسی عمارت کی مضبوطی کا اندازہ کیا جا سکتا ہے اسی طرح معاشرہ میں عورت کی حیثیت کو دیکھ کر قوم کی عظمت اور سر بلندی کا اندازہ باآسانی کیا جا سکتا ہے۔معاشرے کا یہ ستون مضبوط ہو تو اس پر قوم کے امن و عافیت کی چھت ڈالی جا سکتی ہے۔

عورت عظمت کا مینارہ ہے اور اسلام نے عورت کو وہ عزت عطا کی کہ جس میں بیٹی کی تربیت جنت کی ضمانت ہوئی اور ماں کی خدمت جنت کا پروانہ ہوئی ۔اور آج کے پر آشوب فتنوں سے خلق خدا کے اس گوہر کی عزت اور فضیلت کو استحصال سے محفوظ رکھنے کے لیے قرآن وپیغمبر نے انسانیت کے لئے شہزادی کونین حضرت فاطمہ زہرا کو آئیڈیل، مشعل راہ اور چراغ ہدایت بنا کر پیش کیا اور حضرت فاطمہ کی عظمت اور رفعت کو رسول خدا نے بارہا فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَاكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفَاكِ عَلَىٰ نِسَاءِ الْعَالَمِينَ۔(آل عمران۔42)بے شک خدا نے تمہیں چن لیا ہے اور پاکیزہ بنا دیا ہے اور عالمین کی عورتوں میں منتخب قرار دیا ہے۔

ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ہر زمانے میں دنیا کے گوشہ وکنار میں ایسی عظیم فاطمی و زینبی خواتین موجود رہی ہیں۔ جنہوں نے مختلف حیثیتوں سے بڑے اور عظیم کارنامے سر انجام دیے اور مختلف ملکوں و قوموں میں انقلاب لانے کا باعث بنی ہیں اور ان کی زندگی اور سیرت آج کی خواتین کے لیے بہترین نمونہ ہیں۔ ان کے دینی، اخلاقی، ، معاشرتی ، علمی اور سیاسی کارنامے نہ صرف دنیا اور آخرت دونوں میں نجات کا ذریعہ ہے بلکہ موجودہ دور کی تمام معاشرتی خطرات اور خواتین کو درپیش چیلنجز سے محفوظ رہنے کا بھی ضامن ہیں۔

انہی ہستیوں میں سے ایک عصر حاضر کا فاطمی وزینبی کردار، آمنہ بنت الہدیٰ ہیں۔ جنہوں نے مختلف تربیتی، تبلیغی وجہادی میدانوں میں جامع کردار ادا کیا۔ اور خواتین کے لئے فکری، ثقافتی وسیاسی میدانوں اور سیرت وکردار میں ایک نونہ عمل بنی۔

مجلہ گوہرنایاب میں علمی وتربیتی محاذوں پر مصروف عمل اسکالرز، سٹوڈنٹس اور دیگر نظریاتی ودیگر فعال خواہران نے شہیدہ بنت الہدٰ یٰ کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں پر مضامین، کالمز، انٹرویوز، تاثرات اور شاعری کے ذریعے ان کو متعارف کرنے کی کوشش کی ہیں، جو کہ اس وقت ہمارے معاشرے کی اہم ضروریات میں سے ہیں۔ کیونکہ مغربی آئیڈیل اور ثقافتی یلغار نے اسلامی عورتوں کی شناخت میں بحران پیدا کیا ہے۔ جس کے لیے تاریخی اسلامی خواتین کو بطور نمونہ پیش کرنے کی ضرورت ہے۔ گوہر نایاب اسلامی مثالی خواتین کے تعارف اور ان کی سیرت وکردار سے آشنائی کے لئے اولین کوشش ہے۔ دیگر تاریخ کے اوراق میں گم شدہ قرآنی واسلامی مثالی خواتین کو معاشرے میں پہچنوانے اور بطور نمونہ پیش کرنے کا یہ سلسلہ جاری وساری رہے گا۔

اللہ تعالیٰ اس مجلہ کی اشاعت میں حصہ لینے والی تمام خواہران کی توفیقات میں اضافہ فرمائے اور قلمی جہاد کو دین حق، اصلاح معاشرہ اور شعور وبیداری کے لئے استعمال کرنے کے ساتھ ہر سطح پر اخلاص نیت کے ساتھ اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرنے کی توفیق دے۔ مجلہ کی بہتری اور اس میں موجود نقائص کی جانب ضرور توجہ دلانے کے ساتھ تعمیری آرا وتجاویز سے دریغ نہ کریں۔

تاثرات

سیدہ زہرا نقوی
رکن پنجاب اسمبلی
مرکزی سیکرٹری جنرل ایم ڈبلیو ایم شعبہ خواتین

بنی نوع آدم کو حقیقت کی پاکیزہ راہ دکھانے میں مریم ، آسیہ ،ہاجرہ ، خدیجہ ،صدیقہ طاہرہ فاطمہ زہراء اور ان کی شیر دل دختر جناب زینب کبری سلام اللہ علیہم جیسی عظیم شخصیات اپنے مقدس کردار کی روشنی میں ہمیشہ جبین تاریخ کی زینت بن کر نہ صرف خواتین بلکہ مردوں کے لیے بھی نمونہ عمل ہیں۔ تاریخ کی ان شجاع ترین ,عفت و پاکدامنی کے بلند ترین مرتبے پر فائز خواتین سے درس حجاب و پاکدامنی ، تقوی و پرہیزگاری اور شجاعت و بہادری حاصل کر کے وقت کے فرعون و یزید کے ظلم و ستم کے سامنے سینہ سپر ہوجانے والی خواتین میں سے ایک روشن اور چمکتا ہوا نام شہید باقر الصدر کی ہمشیرہ شہیدہ آمنہ بنت الہدی کا ہے جو اپنے بھائی کی جرات, مجاہدت, علم اور تقویٰ کا عکس تھیں۔

آپ کی علمی ،ادبی ،معاشرتی، ثقافتی اور سیاسی کردار و خدمات نے سرزمین عراق میں ایک انقلاب برپا کر دیا۔ جناب زینب کبری سلام اللہ علیھا کے نقش قدم پر چلتے ہوئے آپ صدام ملعون کے ظلم و جور کے خلاف آہنی دیوار ثابت ہوئیں. پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک نسل سے تعلق رکھنے والی عظیم شہیدہ بنت الہدی نے اپنے پاکیزہ خون سے اپنی صداقت کی گواہی دی۔ شہیدہ بنت الہدی خواتین کے لیے ایک زندہ مثال ہیں کہ جب دین پر آنچ آجاے اور باطل قوتیں جبر و استبداد پر اتر آئیں تو ایک خاتون کو کردار زینبی اپناتے ہوئے کیسے میدان میں اترنا ہے اور باطل کا چہرہ بےنقاب کرنا ہے۔

میں خراج تحسین پیش کرنا چاہوں گی ان تمام افراد کو جنھوں نے اس مجلہ کی صورت میں شہیدہ آمنہ بنت الہدیٰ کی شخصیت کے عظیم اور بے مثال مجاہدانہ پہلوؤں کو جمع کیا اور قارئین کے لیے ایک جوان، شجاع، عالمہ ،فکر زینبی کی عکاس شہیدہ بنت الہدیٰ کی تبلیغی ، ثقافتی ، علمی ، ادبی، جہادی اور سیاسی کردار کو یکجا کر دیا۔ یہ ایک بہترین کاوش ہے اور مجلہ گوہر نایاب کی پوری ٹیم مبارکباد کی مستحق ہے..

میں سمجھتی ہوں اس دور پر آشوب میں آج کی نسل کو جس طرح گمراہ کیا جا رہا ہے، علماء و مجتہدین سے برگشت و بیزار کرنے کی سازشیں ہو رہی ہیں، ان حالات میں ضروری ہے کہ ان بزرگان و محسنین کی قربانیوں کا تذکرہ بار بار کیا جائے اور نوجوان نسل کو بتایا جائے کہ انہوں نے کس قدر زحمات اٹھائیں۔ اس مکتب کو سینہ در سینہ منتقل کرنے کے لیے دن رات محنت کیں. اپنی جان کی قربانیاں پیش کیں۔

پروردگار عالم ہم سب کو شہیدہ کے عظیم کردار و افکار کو زندہ رکھنے اور ان پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

لفظ میرے ،مرے ہونے کی گواہی دیں گے

ڈاکٹر عنبر فاطمہ عابدی
نائب مدیر، ریسرچ جرنل "اردو"
انجمن ترقی اردو پاکستان، کراچی

جرات وہمت کا استعارہ، عزم و استقلال کا روشن ستارہ، زینبی افکار پر لبیک کہنے والی بلند اور واضح ندا، آمنہ بنت الہدیٰ کی شہادت نے دراصل ان کے افکار کو دنیا بھر میں پہنچانے کا ذریعہ عطا کیا۔ اپنے دور کے ظالم اور سامراجی نظام حکومت کے مقابل جس طرح وہ آخری وقت تک نبرد آزما رہیں، یقینا اس دور میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ انہوں نے اپنے فکری و انقلابی رجحانات کا اظہار جس طرح تحریر و تقریر کے ذریعے کیا، اس پر توفیض کے یہ اشعار صادق آتے ہیں:

ہم پرورشِ لوح و قلم کرتے رہیں گے	جو دل پہ گذرتی ہے رقم کرتے رہیں گے
ہاں، تلخی ایام ابھی اور بڑھے گی	ہاں اہل ستم مشق ستم کرتے رہیں گے

یقینا انہوں نے اپنے دور کے ہر سماجی ناانصافی، ظلم اور اقدار کی زبوں حالی کے حوالے سے خوب لکھا۔ ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ کوئی ادیب بہترین مقرر بھی ہو، شاعر اور مقالہ نگار بھی ہو اور افسانے اور ناول کی اصناف میں بھی بیک وقت اپنے قلم کو مسلسل رواں رکھے کہ ادب کی یہ تمام اصناف ایک دوسرے سے کافی مختلف سمتوں پر اپنے انداز تحریر اور متنوع موضوعات کی بنا پر اہمیت کی حامل بھی ہیں اور باریک بینی اور مشاہدے کی طلب گار بھی، تاہم بنت الہدیٰ نے ان تمام ادبی اصناف کو اپنے نظریات کے اظہار کے لیے نہ صرف عمدگی سے انتخاب کیا بلکہ ساتھ ہی ساتھ ہر صنف ادب میں اپنے الفاظ کے ذریعے ایک نئی جہت عطا کی ۔ زندگی کے آخری وقت تک اپنی قوم خاص طور سے نوجوانوں کی اخلاقی، سماجی اور مذہبی اصلاح ان کی تحریروں کا مرکزی موضوع رہا۔ اور اس کام میں انہوں نے جس طرح سے حال کو موضوع سے مربوط کیا اس ضمن میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ ان کی ہر تحریر دوسری سے نہ صرف مختلف ہوتی تھی بلکہ منفرد بھی تھی۔ ان کا اسلوب ہر صنف ادب میں جداگانہ حیثیت کا حامل رہا، یہی ایک ادیب کا کمال ہوتا ہے کہ وہ اپنی تحریروں کے ذریعے رائے عامہ کو ہموار کرے اور وہ اس میں کامیاب رہے۔ گویا "خون دل میں ڈبولی ہیں انگلیاں میں نے" کی مصداق انہوں نے بہت کم وقت میں ایسی تحریری تحریک کا آغاز کیا جو ان کی شہادت کے بعد ختم نہیں ہوئی بلکہ ہر گزرتے لمحے کے ساتھ ہر قوم اور ہر ملک کی عوام جب ان کی تحریروں سے شناسائی حاصل کرتے ہیں تو انہیں یہ اپنے لیے بھی دعوت فکر و عمل دیتی محسوس ہوتی ہیں۔ اس حوالے سے بنت الہدیٰ کی شخصیت، ان کے انقلابی افکار، اور زندگی کے مختلف شعبوں میں ان کی خدمات کے حوالے سے یہ مجلہ ایک خوش آئند امر ہے کہ جس کے ذریعے اردو زبان سے وابستہ افراد بھی باآسانی آمنہ بنت الہدیٰ کی زندگی اور افکار سے آگاہ ہوسکیں گے کہ یہ وہ شہیدہ ہیں جن کی حیات اور کارناموں سے واقفیت کے بعد اندازہ ہوتا ہے کہ زندگی ایک مقصد کو پانے کے لیے کیسے بسر کرنی چاہیے۔ جس کی تحریر کا ایک ایک لفظ گویا اس امر کی دلیل ہے کہ:

مر بھی جاؤں تو کہاں لوگ بُھلا ہی دیں گے	لفظ میرے، مرے ہونے کی گواہی دیں گے

بنت الہدیٰ، جابروں کے خلاف قیام کا استعارہ

ڈاکٹر شجر فاطمہ رضوی
Ph.D. in Persian literature, Associate professor
BAMM PECHS Govt College for Women

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی
(علامہ اقبالؒ)

بیسویں صدی عیسوی کی ایک بے نظیر اور قابل احترام شخصیت، معلمہ، مجاہدہ، مصنفہ، شاعرہ، شہیدہ آمنہ بنت الہدیٰ عراق کے ایک معروف سادات خاندان کی چشم و چراغ اور شہید آیت اللہ باقر الصدر کی خواہر گرامی ہیں۔ آپ کے خاندان کا شجرہ، امام ہفتم حضرت موسی ابن جعفرؑ سے منسوب ہے۔ (سایت: پژوہشگاہ آیت اللہ سید محمد باقر صدر) آپ کے والد کا اسم گرامی حیدر صدر تھا اور والدہ مشہور عالم دین آیت اللہ شیخ عبد الحسین آل یاسین کی صاحبزادی تھیں۔ اس خاندان کے افراد اپنے علم و معرفت، اخلاق اور زہد و تقویٰ کی وجہ سے معاشرے میں ایک نمایاں مقام اور ممتاز درجہ رکھتے تھے۔

بنت الہدیٰ ۱۳۶۵ھ۔ق/۱۹۳۷ء میں عراق کے شہر کاظمین میں پیدا ہوئیں۔ (نعمانی، محمد رضا، ۱۴۳۰ھ۔ق، ص ۲۱) ان کے والد سید حیدر صدر اپنے زمانے کے عابد و زاہد، عالم و عارف اور بہترین اخلاق و کردار کے حامل افراد میں شمار ہوتے تھے۔ بنت الہدیٰ کی ولادت سے قبل ان کے والد کا انتقال ہو گیا تھا۔(نعمانی، محمد رضا، ۱۴۳۰ھ۔ق، ص ۲۱) دوسری جگہ ملتا ہے کہ جب ان کے والد کا انتقال ہوا اس وقت ان کی عمر صرف چھ ماہ تھی۔ (سایٹ: حوزہ / hawzah.net) الد محترم کے جلد انتقال کی وجہ سے وہ ان کے سایہ ءعاطفت سے محروم ہو گئیں اور ان کی پرورش اور تعلیم و تربیت کی ذمہ داری ان کی والدہ اور بھائیوں سید اسماعیل صدر اور شہید باقر صدر نے اٹھائی۔

بنت الہدیٰ غیر معمولی ذہانت کی مالک، علم و دانش، عفت و حیا، تقویٰ اور پرہیز گاری کے زیور سے آراستہ وہ خاتون ہیں جنھوں نے بندگی اور قرب خدا کے بلند ترین مقام کو حاصل کیا اور اپنی زندگی مسلمان اور مومن خواتین کی روحانی پرورش اور تربیت کے لئے وقف کر دی۔ آپ کی خواہش تھی کہ ایسی مومن خواتین کی تربیت کریں کہ جو اسلام کی بہترین خدمت کر سکیں۔ انہوں نے نجف، کاظمین اور بغداد کی خواتین کے لیے مدارس قائم کیے جو "الزہراء" کے نام سے مشہور ہیں۔ اس کے علاوہ وہ بہترین مصنفہ بھی تھیں۔ ان کی تحریریں مجلہ " الضواء" میں شائع ہوتی تھیں۔ اس کے علاوہ انہوں نے بہت سی کتابیں یادگار چھوڑی ہیں۔ (سایٹ: حوزہ/ hawzah.net)

جابر اور طاغوتی حکمران، راہ بندگی کے حریف:

قرآن کریم میں ارشاد رب العالمین ہے: إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ ۖ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا (سورہ احزاب، آیہ ۷۲) ترجمہ: بیشک ہم نے امانت کو زمین و آسمان اور پہاڑ کے سامنے پیش کیا، اور سب نے اس کو اٹھانے سے انکار کر دیا اور خوف ظاہر کیا، پس انسان نے اس کو اٹھالیا کہ انسان بہت ظالم اور نادان ہے۔

انسان اللہ کی وہ مخلوق ہے جس کو اس نے اپنی تمام مخلوقات میں اشرف اور افضل قرار دیا ہے۔ اسے با ہدف، با ارادہ، صاحب امانت و صاحب اختیار بنایا اور اسے درجہ ء خلافت کے لئے مخصوص کیا۔ یہ سب امتیازات اس لئے عطا کیے تاکہ وہ اپنے ہدف تخلیق تک رسائی حاصل کر سکے۔ اور اس کا ہدف تخلیق یہ ہے کہ وہ اپنے اندر ودیعت شدہ صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر خدا کے بتائے ہوئے اصول و قوانین پر عمل پیرا ہوتے ہوئے، محبت اور تسلیم و رضا کے ساتھ اپنے نفس کو بندگی پروردگار کے لئے آمادہ کرے، اور اس راہ بندگی پہ جو حقیقت میں راہ انسانیت ہے قدم آگے بڑھاتے ہوئے کمال انسانیت یعنی کمال بندگی کی طرف سفر کرے۔ ہر صفت رذیلہ سے اپنے نفس کو پاک کرے اور ہر صفت حمیدہ اور کمال سے اپنے نفس کو آراستہ کرے۔ اس طرح مکمل طور پہ عبد خدا بن کر انسان

ہونے کے لائق کہلائے، اور خلافت الٰہیہ کے اعلیٰ اور اشرف مقام کو حاصل کرلے۔

کیونکہ انسان وہی ہے جو عبد خدا ہے، اور عبد خدا وہ ہے جو آزاد ہے۔ یہاں یہ سوال ذہن میں آتا ہے کہ آزاد کس چیز سے؟

آزاد ہے شہوتوں کے جال سے، مال و دولت، جاہ و اقتدار اور کام و دہن کی لذتوں سے، آزاد ہے انانیت و تکبر سے، غیض و غضب اور نفرتوں کی آگ سے، شیطان کے اغوا اور مکر و فریب سے، ہر طاغوت اور ظالم و جابر حکمران کی اطاعت کی ذلت سے، غرض ہر اس بند اور دام سے آزاد ہے جو اس کے لئے بندگی کی راہ میں رکاوٹ بنے۔

انسان کو کیونکہ اس عظیم مقصد اور ہدف کے لئے پیدا کیا گیا ہے اس لئے اس کا راستہ بھی سخت اور دشوار ہے۔ اسی لئے پروردگار عالمین نے انسان کو اس راہ میں آنے والی آفات اور مشکلات سے آگاہ کیا ہے۔ ان تمام مشکلات میں سے ایک مشکل جو انسان کی زندگی پر بہت گہرے اثرات مرتب کرتی ہے اور اس کو راہ بندگی و تکامل سے دور کر دیتی ہے وہ ظالم و جابر طاغوتی حکمران کی اطاعت ہے۔ ارشاد پروردگار عالمین ہے:

اللہ ولی الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۥ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰۗـــُٔــھُمُ الطَّاغُوْتُ يُخْرِجُوْنَـھُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ ھُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ (سورہ بقرہ آیہ ۲۵۷) ترجمہ: اللہ صاحبان ایمان کا ولی ہے۔ وہ انہیں تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لے آتا ہے۔ اور کفار کے ولی طاغوت ہیں جو انہیں روشنی سے نکال کر اندھیروں کی طرف لے جاتے ہیں۔ یہی لوگ جہنمی ہیں اور ہمیشہ وہاں رہنے والے ہیں۔

قرآن کریم میں خدا نے انسان کو آگاہ کر دیا ہے کہ اگر وہ کسی جابر و طاغوت کی اطاعت کو اختیار کرلے تو وہ راہ بندگی و ہدایت سے دور ہو کر گمراہیوں اور پستیوں کی طرف گامزن ہو جاتا ہے۔ انسانوں کو اس عظیم خطرے سے نجات دینے کے لئے خدا نے اپنے ہادیوں کو انسان کی طرف بھیجا۔ ان الٰہی نمائندوں، انبیاؑ، رسل اور ائمہؑ نے ہر جابر اور طاغوت کے مقابلے میں قیام کیا اور انسانوں کو ان کی اصلیت سے آگاہ کیا، جیسا کہ ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت موسیٰؑ نے فرعون کے مقابلے میں، حضرت ابراہیمؑ نے نمرود کے مقابلے میں، حضرت زکریا اور حضرت یحییٰؑ نے اپنے زمانے کے یہودیوں کے مقابلے میں، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے مشرکوں، کافروں اور یہودیوں کے مقابلے میں اور سید الشہدا ابو عبد اللہ الحسینؑ نے یزید کے مقابلے میں قیام کیا تاکہ انسانوں کو ان کی غلامی سے نجات دلا کر شرف انسانیت کی راہ پہ گامزن کر سکیں۔

ان الٰہی نمائندوں کے علاوہ ہر زمانے میں کچھ ایسے بندگان خدا موجود رہے ہیں جنہوں نے ان الٰہی نمائندوں کے نقش قدم پہ چلتے ہوئے جابروں اور طاغوتوں کے خلاف قیام کرنے کی روش کو برقرار رکھا۔ ان عظیم ہستیوں کے درمیان ایک روشن و درخشاں کردار **آمنہ بنت الہدیٰ** ہیں جو جابروں کے خلاف قیام کا استعارہ ہیں۔

آمنہ بنت الہدیٰ کا قیام:

بنت الہدیٰ، عالم اسلام کی ان قد آور شخصیات میں سے ہیں جنہوں نے اپنی پوری زندگی دین اسلام کی ترویج اور خواتین کی اسلامی خطوط پر پرورش اور تربیت کرنے میں صرف کر دی۔ وہ ایک پر جوش، مبارز اور انقلابی خاتون تھیں جنہوں نے اپنی جدہ جناب فاطمہ زہرا اور بی بی زینب سلام اللہ علیہما کی پیروی کرتے ہوئے جنایتکار بعث پارٹی اور خاص طور پہ صدام جیسے جابر اور مطلق العنان حکمران کے خلاف قیام کیا۔

تاریخ عالم کے مطالعے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ دنیا میں جس بھی ظالم و جابر حکمران کو اقتدار ملا اس نے انسانوں پر ظلم کیا ان کا استحصال کیا۔ لیکن کیوں، اس کی وجہ کیا ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ جابر حکمران کیونکہ خود راہ بندگی خدا سے دور ہوتے ہیں اس لئے مال و دولت کے پجاری، شہوتوں کے اسیر اور طاقت و اقتدار کی ہوس میں گرفتار ہوتے ہیں۔ لہٰذا ہر ممکن طریقے سے حکومت، طاقت اور وسائل پر قبضہ کر کے انسانوں کو اپنی اطاعت پہ مجبور کرتے ہیں اور اس سے ان کا مقصد اپنی خواہشات کی تکمیل کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔

ان جابر و مستبد حکمرانوں کے مقابل اگر کوئی آواز نہ اٹھائے تو یہ اپنے محکوم افراد کو تباہی کے گڑھے میں گرا دیتے ہیں، لیکن جب ان کے خلاف قیام کیا جائے تو یہ اپنی پوری طاقت و قوت اور وسائل کو استعمال کر کے، ظلم و استبداد کا سہارا لے کر اس اٹھنے والی آواز کو دبانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کے خلاف وہی لوگ قیام کر سکتے ہیں جو خود آزاد ہوں، نفس کے غلام نہ ہوں۔ علم و معرفت اور تقویٰ و پرہیزگاری کے زیور سے آراستہ ہوں اور ساتھ ہی ہمت و حوصلہ اور شجاعت رکھنے والے بھی ہوں۔ بنت الہدیٰ میں یہ تمام صفات بدرجہ اتم موجود تھیں۔ یوں تو آپ

زندگی بھر درس و تدریس اور تصنیف و تالیف کے کام میں مشغول رہیں، لیکن جب صدام نے ان کے برادر آیت اللہ باقر الصدر کو گرفتار کیا تو وہ خاموش نہ رہیں اور اس کی ناجائز حکومت کو اس کے ظلم و ستم کے خلاف علی الاعلان مبارزہ شروع کیا۔

آیت اللہ باقر الصدر اس زمانے میں عراق کے بزرگ عالم دین ،فقیہ اور مرجعیت کے عہدے پر فائز تھے۔ وہ انقلاب اسلامی ایران کے حامی اور امام خمینی کے ہم فکر اور ہم مکتب تھے۔ آپ حقیقی اسلامی حکومت اور نظام عدل کے نفاذ کے خواہاں تھے۔ اگرچہ شہید صدر اور ان کی ہمشیرہ بنت الہدیٰ کی جدوجہد کی داستان طولانی ہے اور اس مختصر مقالے میں اس کو بیان نہیں کیا جاسکتا، اس لئے یہاں صرف ان موارد کی طرف اشارہ کیا جائے گا جو ظالموں کے خلاف قیام میں بنت الہدیٰ کے کردار کو واضح کرتے ہیں۔

شہیدہ بنت الہدیٰ کا کردار اس وقت زیادہ روشن اور آشکار ہو کر سامنے آتا ہے جب عراق کے سیکیورٹی اداروں کے کارندے پہلی مرتبہ ۱۳۹۲ قمری / ۱۹۷۱ عیسوی میں شہید باقر صدر کو گرفتار کرنے کے لئے ان کے گھر پر یلغار کرتے ہیں۔ اس وقت شہید خود طبیعت ناساز ہونے کی وجہ سے نجف کے ہسپتال میں داخل تھے اور گھر میں آپ کی زوجہ، بہن بنت الہدیٰ اور بچوں کے علاوہ کوئی موجود نہ تھا۔ بنت الہدیٰ نے اس وقت پوری شجاعت سے اپنے بھائی کے گھر اور بچوں کا دفاع کیا۔(نعمانی، محمد رضا، ۱۴۳۰ق، ص ۹۱) اس کے بعد بنت الہدیٰ اور شہید صدر کے خاندان کے لیے ظلم اور اذیتوں کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہوگیا۔ ۱۳۹۷ق / ۱۹۷۷ء میں بعثی حکومت نے ماہ صفر میں سید الشہدا امام حسینؑ کی زیارت کے لئے پیدل جانے پر پابندی لگانے کی کوشش کی، اس وقت شہید باقر صدر اور ان کے ساتھ دیگر علما و فقہا اور عراقی عوام نے بھرپور احتجاج کیا یہاں تک کہ حکومت اپنے اس مذموم ارادے میں کامیاب نہ ہوسکی۔ لیکن شہید باقر صدر کے خلاف حکومتی اقدامات میں اضافہ ہوگیا۔

اس کے تقریباً دو سال بعد، جس سال ایران میں اسلامی انقلاب رونما ہوا، یعنی ۱۹۷۹ عیسوی میں صدام نے اس پارٹی کے سربراہ عراق کے صدر احمد حسن البکر سے جو اس کے محسن بھی تھے، زبردستی استعفا دلوا کر خود اقتدار سنبھال لیا۔(ur.m.wikipedia.org / Vist.ir) اس کے بعد اپنے منحرف اور گمراہ کن عقائد اور اپنے ظالمانہ اور تشدد پسندانہ مزاج کے زیر اثر عراق میں قتل و غارت گری کا بازار گرم کیا۔ خاص طور پر صدام نے آیت اللہ باقر صدر کی گرفتاری کا حکم دیا۔

محمد رضا نعمانی لکھتے ہیں: جس دن صبح صدام کی حکومت کے ناپاک کارندے آیت اللہ باقر الصدر جیسی عظیم و شجاع ہستی کو گرفتار کرنے آئے تو وہ مسلح تھے اور ان کی تعداد بہت زیادہ تھی جبکہ شہید صدر تنہا تھے۔(نعمانی، محمد رضا، ۱۴۳۰ق، ص ۹۲) ویب سائٹ "پژوہشگاہ" پہ ملتا ہے کہ وہ لوگ جو آپ کو گرفتار کر کے لے جا رہے تھے ان کی تعداد ۳۰۰ کے قریب تھی۔ (سایت: پژوھشگاہ آیت اللہ شہید سید محمد باقر صدر) اس وقت بنت الہدیٰ انتہائی شجاعانہ انداز میں ان کے سامنے آکھڑی ہوئیں اور بغیر کسی خوف کے ان مسلح افراد کی طرف اشارہ کر کے کہنا شروع کیا:

" دیکھو، میرا بھائی اکیلا ہے، بغیر اسلحے کے، بغیر محافظ کے، لیکن تم سینکڑوں افراد ہو اس تمام اسلحے کے ساتھ، کیا تم نے اپنے آپ سے پوچھا ہے کہ کیوں اتنی زیادہ تعداد ہے؟ کیوں اتنا سارا اسلحہ ہے؟ پھر کہنے لگیں، میں خود جواب دیتی ہوں، خدا کی قسم یہ اس بات کی دلیل ہے کہ تم لوگ ڈرتے ہو، تمہارے دلوں پر خوف نے ڈیرہ ڈال رکھا ہے۔ تم جانتے ہو کہ میرا بھائی تنہا نہیں ہے تمام عراقی اس کے ساتھ ہیں۔ اسی طرح مزید گفتگو کی اور آخر میں کہنے لگیں۔ خدا کی قسم ہم کسی چیز سے نہیں ڈرتے ہیں، نہ تم سے اور نہ کسی دوسرے سے، نہ تمہارے کارندوں سے نہ تمہارے قید خانوں سے۔ کتنی اچھی ہے موت جب وہ خدا کی راہ میں ہو۔"۔(نعمانی، محمد رضا، ۱۴۳۰ق، ص ۹۴)

بنت الہدیٰ نے صرف اسی پہ اکتفا نہیں کیا بلکہ جب وہ لوگ شہید صدر کو لے گئے تو آپ حرم امیر المومنینؑ میں گئیں لوگوں کو خطاب کر کے شہید صدر کی گرفتاری سے آگاہ کیا اور اس طرح اس جابر حکومت کے ظلم کو آشکار کیا کہ تمام لوگ احتجاج کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے اور احتجاج کا آغاز ہوگیا۔ ان مظاہروں میں بنت الہدیٰ کے مدرسے الزہرا کی خواتین نے بڑا نمایاں کردار ادا کیا، بہت سی خواتین شہید ہوئیں گرفتار ہوئیں، لیکن ان سب کا اثر یہ ہوا کہ صدام جیسا ظالم شہید صدر کو قید میں نہ رکھ سکا اور اسے شہید صدر کو آزاد کرنا پڑا۔

اس مجاہدہ کی ایمانی قوت اور جذبے کو دیکھ کر صدام حکومت نے اس خاندان پر مزید سختیاں شروع کر دیں۔ محمد رضا نعمانی لکھتے ہیں کہ:

شہید صدر کو آزاد کرنے کے بعد ان کے گھر کا محاصرہ کر لیا گیا۔ پانی، بجلی اور ٹیلیفون کے کنکشنز قطع کر دیئے گئے۔ لوگوں کی ان کے گھر میں آمد و رفت ممنوع قرار دے دی گئی۔ یہ دن اس خاندان پہ بہت سخت تھے لیکن سلام ہو ان عظیم ہستیوں پر کہ جنہوں نے کسی حال میں راہ خدا کو ترک نہیں کیا اور صدام جیسے طاغوت کے سامنے سر نہیں جھکایا۔ ان تمام سختیوں کے باوجود بنت الہدیٰ کو کسی قسم کا خوف لاحق نہیں تھا اسی طرح بانشاط تھیں، آخر کار ان لوگوں کی غذا پر بھی پابندی لگا دی گئی۔ لیکن بنت الہدیٰ اپنے گھر کے بچوں اور دیگر افراد کی ہمت بندھاتیں اور انہیں حالات سے نمٹنے کے لیے تیار کرتیں۔ (نعمانی، محمد رضا، ۱۴۳۰ق، ص ۱۰۰)

بنت الہدیٰ کا صدام حکومت کے خلاف یہ سخت موقف کسی تکبر، انانیت یا ہٹ دھرمی کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ یہ باطل حکمرانوں کے چہروں سے نقاب اٹھانے کے لئے تھا تاکہ تمام انسانوں کو ان کی پہچان کروائی جاسکے۔ یہ وہی موقف تھا جو بی بی زینب سلام اللہ علیھا نے یزید و ابن زیاد لعین کے مقابل اختیار کیا تھا۔ آخر کار ۵ اپریل ۱۹۸۰ء کو شہید صدر کو صدام کے حکم پر دوبارہ گرفتار کر لیا گیا۔ اس دفعہ بنت الہدیٰ کو احتجاج کا موقع نہیں دیا گیا اور انہیں بھی دھوکے سے گرفتار کر لیا گیا۔ شہید صدر کی گرفتاری کے اگلے دن عراق کے سیکیورٹی ادارے کے مدیر کا معاون آپ کے گھر آیا اور کہا آپ کو شہید صدر نے طلب کیا ہے۔ بنت الہدیٰ سمجھ گئیں کہ یہ جھوٹ بول رہا ہے۔ آپ نے اس کو جواب دیا:

" اگر میرے بھائی نے مجھے بلایا ہے۔ میں دل و جان سے ان کی مطیع ہوں۔ لیکن یہ گمان نہ کرنا کہ میں اعدام (پھانسی) سے ڈرتی ہوں۔ خدا کی قسم اعدام میرے لئے مبارک اور سعادت ہے، اس لیے کہ یہ میرے آباؤ اجداد کی روش ہے"۔ (نعمانی، محمد رضا، ۱۴۳۰ق، ص ۱۱۴۔۱۱۳)

بنت الہدیٰ اپنے آپ کو شہادت کے لئے آمادہ کر چکی تھیں۔ آپ کو آپ کے بھائی آیت اللہ باقر الصدر کے ہمراہ ۲۳ جمادی الاول ۱۴۰۰ قمری / ۱۹۸۰ء کو سخت ترین اذیتیں دینے کے بعد شہید کر دیا گیا۔ (سائٹ، دانشنامہ اسلامی wiki.ahlolbait.com/) آپ کی شہادت اگرچہ ایک دردناک واقعہ ہے لیکن راہ حق پہ چلنے والوں کے لئے نہ صرف مشعل راہ ہے بلکہ نشان منزل بھی ہے۔

نتیجہ:

شہیدہ آمنہ بنت اللہ الہدیٰ کی سیرت، کردار، آپ کا قیام اور جہاد، آپ کی انتھک کوشش اور جدوجہد سب اس بات کے گواہ ہیں کہ راہ بندگی خدا وہ عظیم اور روشن راستہ ہے کہ کسی گمراہ، ظالم و جابر کا سیاہ اور مکروہ چہرہ اس راہ کی تابناکیوں کو کم نہیں کر سکتا۔ اگر کوئی انسان اعلیٰ علیین میں اپنے پروردگار سے ملاقات کرنا چاہتا ہے تو اسے یہی راستہ اختیار کرنا ہوگا۔ اگر کوئی اپنے زمانے کے امام سے حقیقی معنوں میں متصل ہو سکتا ہے تو اسی راستے کے ذریعے، وقت اور زمانے کی گرد بنت الہدیٰ جیسے کرداروں کو دھندلا نہیں سکتی بلکہ ان کی تابندگی میں اور اضافہ کرتی ہے۔

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

منابع:

۱۔ قرآن مجید
۲۔ سیرہ و راہ شہیدہ بنت الہدیٰ، محمد رضا نعمانی، ترجمہ فارسی نجیب اللہ نوری، ناشر، انتشارات جامعہ المصطفیٰ العالمیہ، چاپ اول ۱۳۸۸ش / ۱۴۳۰ق
۳۔ سایٹ, حوزہ http / hawzah.net (فارسی)
۴۔ سایٹ، پژوھشگاہ آیت اللہ شہید سید محمد باقر صدر (فارسی) http/mbsadar,ir
۵۔ سائٹ، ur.m.wikipedia.org
۶۔ سائٹ، http;//vista.ir (فارسی)
۷۔ سائٹ، دانشنامہ اسلامی wiki.ahlolbait.com/ (فارسی)

شہیدہ بنت الہدیٰ ؒ ایک مثالی خاتون

منیرہ سجاد
فیکلٹی ممبر شعبہ اردو، شاہ عبد اللطیف یونیورسٹی خیرپور، سندھ

مقدمہ

خاندان اور معاشرے کی تشکیل میں جہاں مردوں کا حصہ ہے۔ وہیں پر خواتین کے کردار کو کسی صورت فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ معاشرے کی بنیادی اکائی گھر اور خاندان ہیں اور گھر اور خاندان کی تربیت اور آنے والی نئی نسلوں تک اعلی معاشرتی اور سماجی اقتدار کی منتقلی کا سب سے اہم فریضہ عورت انجام دیتی ہے۔ لہذا اگر عورت تربیت یافتہ اور اعلی اقدار کی حامل ہو تو پھر وہ معاشرے کی اصلاح کا فریضہ بھی بہتر انداز میں انجام دے سکتی ہے۔ تاریخ قدیم و جدید میں اس حوالے سے ہزاروں مثالیں موجود ہیں جہاں خواتین نے معاشرے کی اصلاح میں کلیدی کردار ادا کیا ہے۔ ان خواتین میں ایک عظیم خاتون محترمہ بنت الہدی بنت سید حیدر الصدر ہے۔ مقالہ ہذا میں اس عظیم خاتون کے بارے میں ایک تحقیق موجود ہے جو یقینا دور حاضر کی خواتین کے لئے ناگفتہ بہ حالات میں بھی اصلاح معاشرے میں اپنے کردار ادا کرنے کی روش سمجھاتی ہے۔ شہیدہ بنت الہدی (المعروف شہیدہ صدر) نے اپنے وقت کے نمرود فرعون اور یزید کو للکارا اور شہادت جیسے عظیم منصب پر فائز ہوئیں۔

شہیدہ صدر عراق کے شہر کاظمین میں 1937 میں پیدا ہوئی آپ کا تعلق عظیم علمی و مذہبی گھرانے سے تھا۔ آپ کے والد اپنے وقت کے بڑے عالم اور آیت اللہ تھے اور والدہ کا تعلق بھی ایک علمی گھرانے سے تھا۔ آپ کو سید اسماعیل صدر اور شہید باقر الصدر جیسے عظیم اکابر علماء کی بہن ہونے کا شرف حاصل رہا۔ شہیدہ صدر کم سنی میں والد محترم کے سائے سے محروم ہوئی مگر والدہ اور بھائیوں کے زیر سایہ تعلیم و تربیت حاصل کی۔ آپ نے علم نحو، منطق اور اصول کی تعلیم معروف و مشہور علماء کرام سے حاصل کی۔ شہیدہ صدر نے اس دور میں زندگی بسر کی جو سرزمین عراق کا تاریک ترین دور سمجھا جاتا ہے۔ جہاں ظلم و جبر اور بربریت عروج پر تھے۔ اس دور ظلمت کے خلاف آواز اٹھانے والوں پر عرصہ حیات تنگ کیا جاتا تھا۔ صدام کی بعثی حکومت 1997ء سے ۲۰۰۳ قائم رہی اور اپنے دور کی سب سے ظالم اور جابر حکومت سمجھی جاتی تھی۔ جس نے اپنے مخالفین کو ہزاروں کی تعداد میں موت کے گھاٹ اتارا۔ اس نے اپنی حکومت کے خلاف اٹھنے والے ہر قیام کو شدت کے ساتھ دبانے کے لئے اپنے مخالفین کا قتل عام کیا۔ مگر اس ظلم و جبر کے دور میں بھی راہ حسینی پر چلنے والوں نے اپنے قدم نہ روکے اور اس ظلم و جور کا ثابت قدمی سے مقابلہ کرتے رہے۔ اس تاریک دور میں جہاں مردوں نے اپنے محاذ پر ذمہ داریاں انجام دیں وہی پر خواتین بھی اپنے دائرہ کار میں جدوجہد کرتی نظر آتی ہیں۔ انہیں خواتین میں شہیدہ صدر کا نام نمایاں ہے۔ جنہوں نے اپنے بھائی شہید باقر الصدر کے شانہ بشانہ اس انقلابی تحریک کا ساتھ دیا۔ شہیدہ صدر نے خواتین کی اصلاح و تربیت پر بہت زیادہ توجہ مرکوز رکھی۔ وہ معاشرے میں خواتین کے کردار کی اہمیت سے آگاہ تھیں۔ جہاں مردوں کے لئے زندگی مشکل تھی وہیں خواتین کا کردار اس کربلائی تحریک کے لئے اس قدر اہمیت رکھتا تھا کہ آپ جانتی تھیں کہ خواتین کو زینبی کردار نبھانا ہوگا اور انہیں آنے والی نسلوں کو اس ظلم و جبر کے خلاف قیام کے لئے تیار کرنا ہوگا۔

اس میں کوئی دو رائے نہیں ہے کہ دنیا میں فرد سے خاندان اور خاندان سے معاشرہ وجود میں آتا ہے اور اگر افراد صالح اور تربیت یافتہ ہوں تو معاشرہ بھی صالح ہوگا۔ اصلاح معاشرہ اور انقلابی روح کی بیداری کے لیے خواتین کی تربیت سیرت نبوی کے مطابق ہو تو معاشرے میں صالح افراد کا پیدا ہونا یقینی عمل ہوگا۔ شہیدہ صدر نہ صرف ایک مجاہدانہ کردار کی حامل خاتون تھیں بلکہ علوم دینیہ سے بھی آراستہ تھیں۔ آپ سمجھتی تھیں کہ دین اسلام ایک جامع دین ہے جو معاشرے کو ایک مکمل نظام حیات دیتا ہے۔ خواتین کو اس دین مبین کے احکامات پر عمل پیرا ہو کر اپنا مجاہدانہ کردار ادا کرنا چاہئے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے حجاب کی اہمیت کو اجاگر کرنے لئے خواتین کی نجی محافل و مجالس بھی سخت حجاب کی پابندی کرتی تھیں۔ جب آپ سے سوال کیا گیا کہ آپ گھر کے اندر حجاب

کیوں کرتی ہیں۔ خاص کر اتنی موٹی جرابیں پہننے کا سبب کیا ہے۔؟ تو انہوں نے جواب دیا "میں عورتوں کو سکھانا چاہتی ہوں کہ درست حجاب کا یہی طریقہ ہے۔" کسی بھی صالح اور انقلابی معاشرے کے قیام کے لئے ایک اہم نکتہ خواتین کا تعلیم یافتہ ہونا ہے یہی وجہ ہے کہ سرور کائنات ﷺ نے اہل ایمان خواتین کی تعلیم و تربیت پر زور دیا اور مسلمان مردوں کے ساتھ ساتھ عورتوں پر بھی طلب علم کو فرض قرار دے کر یہ بتایا کہ جہاں مردوں کے لیے تعلیم و تربیت ضروری ہے وہیں پر خواتین کے لئے بھی تعلیم یافتہ اور تربیت یافتہ ہونا ضروری ہے۔

ماہرین عمرانیات کی بھی یہ رائے ہے کہ اصلاح معاشرے کے لئے سب سے ضروری عمل افراد کو جہالت کے اندھیروں سے نکال کر علم کے اجالوں میں لانا ہے یعنی معاشرے کے افراد کو تعلیم یافتہ بنایا جائے اور یہ صرف اسی وقت ممکن ہے جب خواتین کو حصول علم سے محروم نہ رکھا جائے بیٹوں کی طرح بیٹیوں کو بھی تعلیم و تربیت سے بہرہ مند ہونے کا موقع فراہم کیا جائے تاکہ وہ بھی باشعور اور فعال شہری بن کر اچھی بیوی، بہن اور بیٹی بن سکیں۔ خواتین خاص طور پر بچیوں کو تعلیم کی روشنی سے آراستہ کر کے ہی معاشرے کو تعلیم یافتہ اور انقلابی معاشرہ بنایا جاسکتا ہے اور جہالت کی بدولت معاشرے میں پیدا ہونے والی برائیوں کی بھی اصلاح کی جا سکتی ہے۔ شہیدہ صدر نے بطور معلمہ مروجہ تعلیمی اداروں اور دینی مدارس میں (مدارس الزہرہ جس میں متعدد مدارس شامل تھے جس کی آپ سربراہ رہی ہیں) بچوں اور اساتذہ کی دینی تربیت پر تمام توجہ مرکوز کی اور اپنی تمام قوت کے ساتھ ان مدارس میں بچوں کی تعلیم و تربیت میں کردار ادا کیا۔ مگر جب یہ ادارے عراق کی بعثی حکومت کی وزارت تعلیم سے منسلک ہوئے تو آپ نے اس ذمہ داری کو یہ کہہ کر چھوڑ دیا کہ" میں خوشنودی خدا حاصل کرنے کی خاطر ان مدارس میں خدمات انجام دے رہی تھی۔ ان مدارس کے حکومت سے الحاق ہونے (بعثی حکومت) کے بعد میرے یہاں رہنے کی بھلا کیا توجیہ ہو سکتی ہے؟"

شہیدہ صدر اس بات کی نسبت آگاہی رکھتی تھیں کہ ایک صالح معاشرے کے قیام کے لیے تعلیمی اداروں میں ابتداہی سے بچوں کی تربیت کر کے ایسے افراد تیار کیے جاسکتے ہیں جو آنے والے وقت میں زمانے کے یزید کے خلاف علم حق بلند کرسکیں۔ بلکہ انہوں نے اس کے ذریعے خواتین کو بھی ایک اہم پیغام دیا جو خود کو گھروں میں محدود رکھتی ہیں اور اپنے بچوں کا مستقبل غیر تعلیم یافتہ اور غیر تربیت یافتہ افراد کے ہاتھوں میں دے دیتی ہیں کہ کوشش کرنی چاہیے کہ ہر وہ شخص جو تعلیم یافتہ و تربیت یافتہ ہو سماج میں اپنی ذمہ داریاں انجام دے۔ شہیدہ صدر نے یہ باور کرایا کہ ملت کی تعلیم و تربیت یافتہ خواتین کو بطور معلم اور رہنما بن کر اپنی ذمہ داریاں نبھانی چاہئیں اور ملک و ملت کی تعمیر و ترقی میں اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔ شہیدہ صدر جانتی تھی کہ خواتین کسی بھی معاشرے کی ترقی میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہیں۔ خاص طور پر تعلیم یافتہ خواتین اگر وہ دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی شعور و آگہی بھی رکھتی ہوں تو وہ نا صرف معاشرے میں اپنا فعال کردار ادا کرسکتی ہیں بلکہ آنے والی نسلوں کی تعلیم و تربیت میں بھی اہم کردار ادا کرسکتی ہیں۔ آزاد اور باشعور معاشروں میں خواتین زندگی کے ہر شعبے میں اہم کردار ادا کرسکتی ہیں جس طرح گھر کو سنبھالنے کے لیے تعلیم یافتہ اور تربیت یافتہ ماں کی ضرورت ہوتی ہے، اسی طرح ایک باشعور اور باعمل اور صالح معاشرے کے قیام کے لیے دینی شعور و آگہی رکھنے والی باہنر خواتین خاص طور پر ڈاکٹرز، انجینئرز، اساتذہ اور نرسز کی ضرورت ہوگی۔ شہیدہ صدر نے خواتین میں شعور و آگہی پیدا کی تاکہ وہ اپنی صلاحیتوں کے مطابق ملک و قوم اور مذہب کے لئے اپنا کردار ادا کریں تاکہ ایک باشعور قوم وجود میں آسکے۔

شہیدہ صدر عراق میں خواتین کی اسلامی تحریک میں پیش پیش رہیں۔ انہوں نے اپنے بھائی سید محمد باقر الصدر کا بھرپور ساتھ دیا۔ صدام کی بعثی حکومت کے مظالم کے خلاف ہر پلیٹ فارم پر آواز بلند کی۔ عراق کی بعثی حکومت کو آپ کی یہ انقلابی جدوجہد کسی طرح قابل قبول نہ تھی۔ اس لیے انہوں نے جب جناب باقر الصدر شہید کو گرفتار کیا تو شہیدہ بنت الہدیٰ نے حرم امام علی علیہ السلام میں جاکر عوام کے درمیان ایک پر اثر خطاب کیا اور عوام کو اپنے بھائی کی گرفتاری سے آگاہ کیا۔ جس پر نجف میں عوام نے حکومت کے خلاف احتجاج کیا اور شہید صدر کو آزاد کرایا۔ اس خبر کے پھیلتے ہی دوسرے ممالک میں بھی حکومت عراق کے خلاف احتجاجی مظاہرے شروع ہوئے جس پر صدر خاندان کو ان کے گھر میں نظر بند کر دیا گیا۔ یوں پانچ اپریل کو جناب صدر اور ان کی بہن کو گرفتار کیا گیا اور پھر 8 اپریل 1980 کو بعثی حکومت کے ہاتھوں (باقی صفحہ ۲۱ پر)

بنت الہدیٰؒ ایک توحید پرست کردار

سیدہ گل فروا نقوی
اسسٹنٹ پروفیسر گورنمنٹ ایلیمنٹری کالج آف ایجوکیشن کراچی

اس جہانِ فانی میں ہمیں توحید پرست اور یکتا پرست کثرت سے نظر آتے ہیں لیکن حقیقتاً ایسے افراد کم ہیں جن کا عمل ان کی توحید پرستی اور ایمان کی گواہی دیتا ہے کیونکہ صرف ایک عقیدہ توحید میں بہت سے مخفی پیغامات اور اعتقادات چھپے ہوئے ہیں مثلاً توحید کی گواہی دینے کے لیے سب سے پہلے جو کلمۂ حق زبان سے ادا کیا جاتا ہے اس کے الفاظ ہیں؛

"لا الہ الا اللہ"

اللہ کے سوا کوئی لائقِ عبادت و بندگی نہیں

اس کلمۂ حق کا پہلا حصہ لا الہ ہے یعنی کوئی بندگی کے لائق نہیں گویا اللہ کی وحدانیت کا اقرار کرنے سے پہلے تمام طاقتوں اور خواہشات کی نفی کی جاتی ہے اور اس کے لیے لازم ہے کہ بیرونی طاقتوں اور طاغوت کی نفی کرنے سے پہلے انسان اپنی ذاتی خواہشات اور نفس کی غلامی سے انکار کرے اس کے بعد ہی توحید پر ایمان اپنے کمال تک پہنچ سکے گا یہی کافی نہیں بلکہ انسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی دنیاوی خواہشات پوری نہ ہونے کا خوف دل سے نکال دے بصورت دیگر اس کے دل میں خشیت اور توکل پیدا نہیں ہو گا یعنی توحید پر ایمان کے لیے لازمی شرط ہے کہ دنیا کی محبت اور خوف سے لاتعلقی اور بے نیازی کا اظہار کرے اور مذکورہ صفات کا حامل فرد ہی جرات مند اور شجاع کہلانے کا حقدار ٹھہرایا جائے گا۔

اس معیار کو مدنظر رکھتے ہوئے حقیقی توحید پرست بہت کم نظر آتے ہیں لیکن جہاں صاحبِ ایمان مرد توحید پرستی کا عملی ثبوت بن کر ہمارے سامنے آتے ہیں وہاں بہت سی خواتین کی زندگی بھی توحید پرستی کا عملی ثبوت ہے جن میں سب سے پہلی خاتون جنابِ سارہ ہیں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ بننے سے پہلے ایمان لا چکی تھیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ساتھ نمرود کی سختیاں برداشت کرتی رہیں اور ان معظمہ کے بعد جناب آسیہ ہیں جو فرعون جیسے شوہر کے سامنے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پرورش کا ذریعہ بنیں اگرچہ ایک لمبی مدت تک آپ کو اپنے ایمان کو چھپانا پڑا لیکن ایمان ظاہر ہونے کے بعد فرعون کی طرف سے ہونے والے مظالم کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور اللہ کے خوف سے فرعون کے ظلم و تشدد کے سامنے سر نہ جھکایا۔

ظالموں سے دلیرانہ جنگ کرنے والی خواتین میں جنابِ مریم، جنابِ خدیجۃ الکبریٰ، بی بی فاطمہ سلام اللہ علیہا اور جنابِ زینب بنتِ علی کے تذکرے کو نہ صرف نظر انداز نہیں کیا جاسکتا بلکہ درحقیقت ان شخصیات کی زندگی ہدایت اور رہنمائی کی طلبگار خواتین کے لئے مشعلِ راہ ہے۔

مومنہ خواتین کے لئے لازم ہے کہ جنابِ خدیجہ، جناب فاطمہ زہرا اور جنابِ زینب علیہم السلام کی حیات طیبات کا مطالعہ کریں اور ان کے عمل کی روشنی سے اپنی زندگی کو منور کریں اور دیکھیں کہ عورت کا حوصلہ بلند ہو تو اللہ کے حبیب کی نصرت و حمایت کے لیے کس طرح سب کی مخالفت اور مصائب و آلام کا سامنا کرسکتی ہے کہ ملیکۃ العرب ہونے کے باوجود شعبِ ابیطالب میں محصوری کی بدولت فاقوں کی نوبت آجائے لیکن ایمان متزلزل نہ ہونے پائے اور ان ہی خاتون پرعزم کی بیٹی جناب فاطمہ ہیں جنہوں نے اپنے شوہر اور اپنے حقوق کی جنگ تنہا لڑی پہلو زخمی ہوا پسلی شکستہ ہوگئی محسن قربان ہوگئے لیکن بی بی کے صبر و حوصلے اور ثابت قدمی میں کوئی کمی نہ آئی یہی عزم و حوصلہ نسلاً منتقل ہوتا ہوا جناب زینب سلام اللہ علیہا تک پہنچا جنہوں نے بھائی کا سر کٹتے ہوئے دیکھا لیکن ہمت و حوصلہ کے ساتھ نہ صرف بیواؤں اور یتیموں کی خبر گیری کی بلکہ وقت کے امام کے سامنے آہنی دیوار بن کر کھڑی رہیں اور فوجِ یزید کی امامت کا سلسلہ ختم کرنے کے ارادے کو خاک میں ملا دیا اور ان عظیم ہستیوں کے راستے پر چلنے والی بے خوف توحید پرست اور نعرۂ تکبیر بلند کرنے والی خواتین کو عصرِ حاضر میں دیکھنے کے مشتاق لوگ ان کی کنیز آمنہ بنت الہدیٰ کو دیکھیں اور وہ لوگ بھی اس چراغ سے روشنی حاصل کریں جو زمانہ کو اپنے عمل کی دلیل بناتے ہیں اور تاریخ اسلام کو چودہ سو سال پرانی بات کہہ کر نظر انداز کر دیتے ہیں وقت بدلا ہے اس لئے ظلم کے انداز ضرور بدلے ہیں لیکن نہ ظالم کی سوچ بدلی ہے اور نہ ہی ایمان کی راہ پر چلنے والوں کے عزم و استقلال میں

کوئی کمی آئی ہے جسکی واضح مثال آمنہ بنت الھد'ی کی زندگی ہے جنھوں نے صدام جیسے ظالم سے بے خوف ہو کر دین کی سر بلندی اور اس کی تعلیمات کے فروغ کے لیے کام کیا اور اس کارِ خیر کی راہ میں حائل ہونے والی کسی بھی ناگہانی آفت، حالات اور واقعات کو تاخیر یا بزدلی کا سبب بننے نہیں دیا جس کی دلیل کاظمین کے مدارس میں پہنچنے کا وہ واقعہ ہے جب بارش اور طوفان کے سبب تمام راستے خطرے کا اعلان کر رہے تھے۔

یہی نہیں بلکہ آمنہ اپنی تمام طالبات اور شریکِ کار خواتین کو نصیحت کیا کرتی تھیں کہ اصل عزت و آبرو صرف دین کی آبرو ہے گویا آپ یہ بات سمجھانا چاہتی تھیں کہ حجاب واجب ہے لیکن اگر دین کو چادرِ زینب کی ضرورت پڑے تو دین کو اولیت دی جانی چاہیے. یہی وجہ ہے کہ اس دور میں جب خواتین اپنی بے حرمتی اور آبروریزی کے خوف سے خاموش تصویر بن گئی تھیں بنت الھد'ی نے ایک بے خوف توحید پرست خاتون ہونے کا کردار ادا کیا اور مسلمان خواتین کے لئے ایک ایسی مثال قائم کی جو جو جرأت، شجاعت، غیرت اور دینی حمیت کا مرقع ہے.

یہاں تک کہ آپ پر ایک طویل مدت تک ایسے مظالم ڈھائے گئے کہ ایک حساس دل ان کو سن کر آبدیدہ ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا لیکن آمنہ بنت الھد'ی نے اس صبر و ضبط اور ہمت و حوصلہ کے ساتھ اپنی جان اپنے رب کے سپرد کر دی جس کے علاوہ کسی چیز کا خوف آمنہ کے عزائم کو متزلزل نہ کر سکا لیکن اس جہان فانی سے جاتے جاتے اس دور کی خواتین کو بتا دیا کہ اعلانِ کبریائی امتحان اور جہد مسلسل کا متقاضی ہے اور اس امتحان میں کامیابی ان ہی لوگوں کے قدم چومتی ہے جو اللہ کے علاوہ کسی بھی طاقت کو خاطر میں نہ لائے اور توحید پرستی در حقیقت آزمائش و ابتلا میں ثابت قدم رہنے کا نام ہے.

حالیہ دور میں دین کی اہم ترین ضرورت ثابت قدمی اور استقلال ہے یعنی دین کو ایسے مرد و زن کی ضرورت ہے جو عصرِ حاضر کے طاغوت سے ٹکرا سکیں لیکن اس کام کے لیے مصلحت اندیشی اور فہم و فراست کی ضرورت ہے جو جذباتیت سے دور ہو کیونکہ یہ وہ فتنہ پرور دور ہے جس کی نشاندہی خاتم الانبیاء اور ان کی آل نے کر دی تھی اور ان حالات میں مومنین کی رہنمائی کے لئے احادیثِ نبوی ؐ اور احادیث آئمہ علیہم السلام بھی کثرت سے موجود ہیں اور عملی مظاہرے دیکھنے کے لئے تاریخِ کربلا و شام مشعلِ راہ کا کام کرتی ہے صرف یہی نہیں دورِ حاضر میں عراقی مومنین کی جد وجہد، جذبۂ ایثار و قربانی، صبر و استقلال اور جرات دنیا بھر کے مومنین کو اپنی طرف متوجہ ہونے پر مجبور کر دیتی ہے کیونکہ کوتاہ نظر لوگ آئمہ علیہم السلام اور اہلِ بیت کی عظیم قربانیوں کو بہت احترام سے سننے اور ان پر گریہ کرنے کے باوجود اس سے کچھ سیکھنے کو تیار نہیں اور یہ کہہ کر بات ختم کر دیتے ہیں کہ ہمارا اور آئمہ کا کوئی مقابلہ نہیں۔ وہ کہاں ہم کہاں؟ لیکن عصرِ حاضر میں ایسے لوگوں کی بھی کمی نہیں جو آئمۂ اہلِ بیت کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے قربانیاں دے کر ان کے خاص غلاموں اور کنیزوں میں شامل ہو جاتے ہیں جن میں سے ایک خاندانِ صدر ہے جس میں آیت اللہ باقر الصدر اور آمنہ بنت الھد'ی نمایاں ہیں بالخصوص آمنہ بنت الھد'ی نے صبر و ضبط کی وہ مثال قائم کی جس کو دیکھ کر فرزندانِ آدم بھی انگشت بدنداں نظر آتے ہیں۔ یہ وہ میدانِ کارزار ہے جہاں بڑے بڑے سورما لڑکھڑا جاتے ہیں لیکن قید و بند کی سختیاں اور نت نئی اذیتوں کی بھرمار بھی آمنہ کے قدم نہ اکھاڑ سکی. اس دور کی ہر مومن خاتون کو اس جذبہ، جرات، صبر اور ثابت قدمی کی ضرورت ہے کیونکہ

پھر سر اٹھا رہے ہیں نئے دور کے یزید
دنیا کو آج پھر ہے ضرورت حسین کی

اور حسینی کردار کی اشاعت کے لئے زینبی کردار کی ضرورت بھی باقی ہے کیونکہ جہاں حسین علیہ السلام وہاں زینب سلام اللہ علیہا۔ یہی بات سمجھانے کے لیے بنت الہدی نے اپنے بھائی کا ساتھ نہ چھوڑا اور کنیز زینب سلام اللہ علیہا نے زینب ہونے کا دعویٰ نہیں کیا لیکن دشمن کو یہ کہنے پر مجبور کر دیا کہ میں یزید والی غلطی نہیں دہراؤں گا اور بھائی کے ساتھ ہی بہن کا قصہ بھی تمام کر کے دم لوں گا لیکن

وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے

آمنہ مومنوں کے دلوں میں آج بھی زندہ ہیں جبکہ دشمن کا نام و نشان بھی اپنے اجداد کی طرح خاک میں مل چکا ہے پس سبق لینے والوں کے لئے دو راستے سامنے ہیں ایک داستانِ عبرت بننے والے کا اور ایک توحید پرستی کی بدولت بے خوف و خطر فرعونِ وقت سے ٹکرانے والا اب اپنے صوابدید پر ہے۔ انسان جس کے راستے پر چاہے چلے اور اپنی مطلوبہ منزل تک پہنچ جائے. واللہ اعلم بالصواب۔

بنت الہدیٰؒ دورِ حاضر میں فاطمیؑ اسوہ

سیدہ شمائلہ رباب ضوی
ایم فل اسکالر، شاہ عبداللطیف یونیورسٹی خیرپور سندھ
انمول زہرا
بی ایس سی سٹوڈنٹ، شاہ عبداللطیف یونیورسٹی

مقدمہ

لفظ شیعہ کے حقیقی معنی دراصل اہل بیت علیہم اسلام کی زندگی پر عمل پیرا ہونا ہے، اہل بیت علیہم اسلام کے قدموں کے نشانات پر قدم رکھ کر چلنا ہی انکو اصل میں ماننا ہے تاکہ ہم سوئی کے برابر بھی پیرویِ اہل بیت علیہم اسلام میں بھٹک نہ جائیں کیونکہ خود اہل بیت علیہم السلام ہمیں فرماتے ہیں کہ "ہماری طرح بن جاؤ"۔ بیشک یہ ممکن نہیں کہ ہم مقام و مرتبے میں ان پاک ہستیوں تک پہنچ سکیں مگر ان کے عمل کی پیروی کر کے ہم ضرور کامیابی پاسکتے ہیں شہزادی کونین حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہ کی حیات مبارک تمام عالم کے لئے نمونہ عمل ہے۔ شہزادی کی زندگی کو اسوہ بنا کر بہت سی شخصیات نے فلاح پائی ہے۔ ان ہی میں سے ایک ہستی جن کا نام آمنہ بنت الہدی ہے جو اپنے دور کی بہترین شاعرہ، عالمہ، مولفہ اور علم فقہ و اخلاق کی معلمات میں سے ایک تھیں۔ بنت الہدی کوئی غیر معروف ہستی نہیں ہیں کہ انکا تفصیلی تعارف پیش کیا جائے مختصراً تعارف کے طور پر رقم ہے کہ آپ عراق کے شہر کاظمین میں پیدا ہوئیں۔ آپ عراق کے مشہور و معروف مفکر محمد باقر صدر کی بہن ہیں۔ دونوں بہن بھائی کو عراق کے سابق صدر، صدام حسین نے قید کروا کر شہید کروا دیا تھا۔

شہیدہ بنت الہدی کے کردار سے مسلمان خواتین بہت سے درس سیکھ سکتی ہیں شہیدہ کی زندگی میں ہمیں معاشرتی زندگی کے لئے بہت کچھ مل سکتا ہے جو موجودہ دور کی اشد ضرورت بھی ہے کیونکہ بنت الہدی کی زندگی سے ہمیں اسوہ فاطمی کے اصل درس ملتے ہیں شہیدہ کی زندگی میں شہزادی کونین حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہ کی حیات مبارک سے مماثلت و مشابہت کے کئی پہلو موجود ہیں۔

بنت الہدی کی تعلیم و تربیت

شہزادی کونین حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہ نے جس طرح ابتدائی تعلیم اپنے والد حضرت محمد ﷺ سے حاصل کی۔ شہزادی کی حیات سے مماثلت کی پہلی مثال بنت الہدی کا تعلیم و تربیت کا عمل ہے آپ نے ایک علمی خاندان میں آنکھ کھولی شہیدہ کی تربیت آپکے بڑے بھائی آیت اللہ سید اسماعیل صدر نے شروع کی مزید حصول علم کے لئے شہیدہ اپنے بھائی سید محمد باقر صدر کے ہمراہ حوزہ علمیہ نجف اشرف آگئیں تب شہیدہ کی عمر گیارہ سال تھی اتنی کم عمری میں تحصیل علم دین کا جذبہ لئے مقدمات پڑھنے کے بعد علم صرف، نحو، اصول فقہ کے بعد مرحلہ جدیدہ میں شہیدہ نے سوشیالوجی بلخصوص عراق میں خواتین کی مشکلات کا جائزہ لیا اور ان کو حل کرنے میں اپنا بھرپور کردار ادا کیا آپ کئی نایاب و نادر کتب کی مصنفہ ہیں آپ کی مشہور تالیفات کے نام درج ذیل ہیں۔

تالیفات

الباحشہ عن الحقیقہ، الفضیلہ تنقرا، صراع، تعارفی المستشفی، امراتان ورجل، الخالتہ الصائعہ، لیتنی کنت اعلم، مذاکرات الحج.

ظلم کے خلاف احتجاج

اس قلمی جہاد کے علاوہ آپ نے اس دور کے تقاضوں کے مطابق اپنے بھائی شہید باقر الصدر کے ہمراہ قدم باقدم جو جہاد کیا اور ظالمانہ نظام کے خلاف ڈٹ کر تحریک میں شرکت کی وہ قابل توجہ ہے۔ بالآخر دونوں بہن بھائیوں کو شہادت کا اعلی و عظیم مرتبہ حاصل ہوا۔ اگر ہم بنت الہدی کے فقط اسی عمل کو ملاحظہ فرمائیں تو آپ کو نہ صرف شہزادی فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی مماثلت نظر آئے گی بلکہ ثانی زہرا سلام اللہ علیہا کی بھی مشابہت ملے گی کہ جو بھائی کی سچی جان نثار و ہم رکاب رہیں اور راہ حق میں اپنی جان

تک دے دی مگر ظلم کے آگے گھٹنے ٹیکنے کی بجائے صدائے حق بلند کرتی رہیں اور دور حاضر کی عورت کو سکھا گئیں کہ ایک عام عورت جب اسوہ فاطمی پر چلتی ہے تو وہ شہیدہ بنت الہدی بن جاتی ہے۔

۱۶رجب المرجب ۱۳۹۹ھ کی صبح کے وقت جب تمام عراقی اپنے اپنے بستروں پر سو رہے تھے، تب صدام کا نمائندہ ابو سعید ملعون اپنے غنڈوں کے ساتھ آیت اللہ العظمیٰ سید محمد باقر الصدر کو گرفتار کرنے کے لیے ان کے گھر پہنچا۔ تب سید باقر الصدر کے دلیرانہ انداز نے ان سب کو خوفزدہ کر دیا۔ لرزتے لہجے سے اپنے آنے کا مقصد بیان کیا۔ یہ سب معاملہ بنت الہدی دروازے کے پیچھے سے سن رہی تھیں۔ اس مقام پر ایک مشابہت نظر آتی ہے کہ میری مظلوم شہزادی فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہ بھی اپنے رہبر وقت کے لئے دروازے پر آگئی تھیں۔

بھائی کی گرفتاری دیکھ کر بنت الہدی معلونوں سے مخاطب ہوئیں "کہ اے ابو سعید آیا اتنے سویرے آکر تو یہ گمان کرتا ہے کہ نجف کے لوگ سو رہے ہیں؟"

جب دشمن شہید باقر الصدر کو گرفتار کر کے لے گئے تو شہیدہ بنت الہدی نے اسوہ فاطمی کی ردا اوڑھی اور شہزادی سلام اللہ علیہا کے نقش قدم پر چلتی ہوئی حرم امیر المومنین علیہ سلام کا رخ کیا۔ راستے میں بازاروں سے گزرتے ہوئے اللہ اکبر کے نعرے لگاتے ہوئے لوگوں کو دشمن کے ارادے سے آگاہ کیا۔ شہیدہ کی اس دلیرانہ گفتار و تقریر کی وجہ سے پورے عراق میں اس قدر مظاہرے شروع ہوگئے کہ سارے بازاروں کو بند کر دیا گیا۔ مجبورا صدام کو شہید باقر الصدر کو رہا کرنا پڑا۔ یہاں ایک بات قابل غور ہے کہ ایک عام انسان کو آئمہ علیہم اسلام سے نہ ملایا جائے، تشبیہ نہ کی جائے تو اس واقعہ پر توجہ فرمائیں کہ شہزادی زہرا سلام اللہ علیہا اگر اس وقت دربار میں نہ جاتیں تو شاید شہیدہ بنت الہدی جیسی اسوہ فاطمی پر چلنے والی ہستیاں نہ مل پاتیں جو ہمیں دور حاضر میں ظلم کے خلاف لڑ مر جانے کا حوصلہ دیتی ہیں ورنہ ہم عقیدت کے پردے میں ڈری سہمی صدائیں ہی لگاتے۔ کہاں وہ پاک بی بی دختر رسول ﷺ اور کہاں ہم؟ بنت الہدی نے اس دور میں اسوہ فاطمی کو اپنا کر نہ صرف خواتین کو مضبوط کیا بلکہ پوری کی پوری ملت اسلامیہ کی خواتین کو عزم و ہمت کی نیا حوصلی دلایا۔ اسی لئے تو ایک مقام پر رہبر معظم سید علی خامنہ ائی نے شہیدہ بنت الہدی کے بارے میں فرمایا

"شہیدہ بنت الہدی خواہر شہید باقر الصدر کی تحریک، تحریک نسواں تھی جبکہ ان خدائی بندوں کی تحریک، مردانہ تھی لیکن دونوں تحریکیں تکامل کے سفر کی تحریکیں ہیں اور شخصیت کی عظمت، انسانی ذات کے جوہر اور فطرت کی تابناکی کو نمایاں کرتی ہیں اس طرح خواتین کی تربیت و پرورش کرنا چاہیے۔"

شہیدہ بنت الہدی کی معاشرے میں خدمات

شہیدہ معاشرے کی اصلاح کے لئے ہمیشہ مصروف عمل رہتی تھیں خاص طور پر ان کی توجہ عورتوں اور بچیوں کی تربیت کی طرف ہوتی تھی کیونکہ عورت معاشرے کی اکائی ہے اگر عورت کی تربیت درست کی جائے تو تبھی یقینی طور پر معاشرے میں انقلاب برپا کیا جاسکتا ہے۔ عورت ہی وہ نکتہ حساس ہے جس کی طرف توجہ مبذول کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ عورت ہی ہے کہ جس کی گود میں نسلیں پلتی ہیں۔ یہ ماں کی گود ہی ہے جس میں شہید باقر الصدر، شہید مرتضی مطہری، شہید عارف الحسینی، شہید قاسم سلیمانی اور رہبر معظم جیسی شخصیات پروان چڑھتی ہیں۔ یہ عورت ہی ہے جو انسان کی پہلی درسگاہ ہوتی ہے۔ پس پہلی درسگاہ اگر تربیت یافتہ نہ ہو تو کس طرح وہ اپنی گود میں بچے کی تربیت خوب کر سکتی ہے؟

پس اس عورت کی تربیت انتہائی ضروری ہے اور اسی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے شہیدہ بنت الہدی نے سیدۃ النساء العالمین کے اسوہ کو اپنی زندگی کا وظیفہ سمجھتے ہوئے بغداد و کاظمین میں عورتوں اور بچیوں کی تربیت کی خاطر مدارس کا سلسلہ شروع کیا۔ آپ کی کچھ خدمات درج ذیل ہیں:

۱۔ بغداد و کاظمین میں لڑکیوں کے لئے دینی مدارس کا انتظام
۲۔ مدارس کے لئے نصاب، معلمات و دیگر عملے کا انتظام
۳۔ شہید باقر الصدر کے گھر بروز بدھ عورتوں کو کتاب شرائع السلام کا درس دیتی تھیں جس میں تقریباً پچاس عورتیں شریک ہوتی تھیں
۴۔ سادہ الفاظ، سبق آموز و مفید کہانیاں لکھتی تھیں۔

شہیدہ بنت الہدی نے اسوہ فاطمی کو تاحیات دم مرگ اپنے لئے لازم و ملزوم قرار دے دیا تھا۔ آپ شہزادی کونین کی پیروی کرتے ہوئے عمر بھر اسلام کا دفاع کرتی رہیں۔ شہیدہ ہمیشہ دین اسلام کی تبلیغ کے لئے کوشاں رہتیں، دشوار راستوں میں سختیوں کو برداشت کرتیں، اللہ پر توکل کرتیں، کبھی مشکلوں میں گھبراتی نہیں تھیں اور ہر وقت ذکر خدا میں

مشغول رہتی تھیں۔ دور حاضر میں لوگ حب و عقیدت اہل بیت علیہم اسلام کے سبب انکی شخصیات پر عمل پیرانہ ہونے کی یہ تاویل پیش کرتے ہیں کہ کہاں وہ بلند ہستیاں اور کہاں ہم۔ تو شہیدہ بنت الہدی موجودہ دور کی با عمل خواتین کے لئے مثالی نمونہ ہیں جو خدا کی راہ پر خود بھی چلتی تھیں اور دوسروں کو اس راہ پر چلانے کے لئے مناسب طریقوں سے جدوجہد کرتی تھیں وہ ہر اعتبار سے ہماری لئے رہنما ہیں شہیدہ کی شخصیت اتنی عظیم تھی کہ ہر ایک کو متاثر کرلیتی تھیں کیونکہ انکا اسوہ فاطمی ہے۔

شہیدہ نہ صرف خود کو برائیوں سے بچاتی تھیں بلکہ دوسروں کو بھی برائیوں سے دور رکھنے کے لئے اپنا کردار ادا کرتی تھیں۔ اس سلسلے میں خداوند عالم نے قرآن مجید کی سورہ توبہ کی آیت ۷۱ میں ارشاد فرمایا کہ "مومنین اور مومنات ایک دوسرے کے مددگار ہیں نیکیوں کا حکم دیتے ہے اور برائیوں سے روکتے ہیں۔"

شہیدہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کیا کرتی تھیں لیکن کبھی بھی ان عورتوں کو جو نئی نئی مذہبی تعلیمات میں مصروف عمل ہوتی تھیں، مذہبی احکامات پر عمل پیرا ہونے پر زور نہیں دیا کرتیں بلکہ آہستہ آہستہ ان کو دنیاوی معاملات کو اسلامی نکتہ نظر سے سمجھنے میں مدد کرتیں ان کا سہارا بنتیں تاکہ ایک دم سے وہ خود پر بوجھ محسوس نہ کریں بلکہ وقت کے ساتھ آگے بڑھتے ہوئے اسلام کی تعلیمات کو پھیلانے میں مدد کر سکیں۔

۱۹۷۳ء میں جب علامہ شیخ عارف حج کے لئے گئے تو اسی سال سیدہ ام حیدر القبانچی شہیدہ بنت الہدی کے ہمراہ حج پر گئیں ان کے ساتھ چھ عورتیں بھی تھیں سیدہ ام حیدر بیان کرتی ہے کہ شہیدہ بنت الہدی ہماری سربراہ تھیں جب ہمارا طیارہ بلند ہوا تو وہ میرے برابر بیٹھیں تھیں انہوں نے مجھ سے مخاطب ہو کر کہا

"دیکھو ہم بادلوں کے اوپر پہنچ گئے ہیں سورج اور اس کے خالق کی عظمت کی طرف نظر کرو"

جب جہاز اترا تو عملہ تصویر کھینچنے لگا تو شہیدہ نے تصویر نکلوانے سے منع کیا فرمایا کہ "پروردگار نے ہماری تصویر بنالی ہے۔"

جب ہم شہر پہنچے تو ہر ایک نے بازاروں کا رخ کیا لیکن شہیدہ ذکر خدا کے ہمراہ عبادت و دعاؤں میں مصروف رہیں یہاں تک کہ مکہ مکرمہ میں داخل ہونے تک راستے بھر لبیک پڑھتی رہیں جب ہم مکہ سے واپس ہوئے تو تیز آندھی چل رہی تھی تب میں شہیدہ کے پاس تھی تو میں نے سنا وہ کہہ رہی تھیں کہ "اس وقت انسان کے پاس لاکھوں درہم بھی ہوں تب بھی وہ مال اسے ایسے موسم سے نجات نہیں دلا سکتا" شہیدہ ہر وقت ذکر خدا میں مشغول رہتی تھیں۔

شہیدہ بنت الہدی نے شہزادی سلام اللہ علیہا کے اسوہ درس و تدریس جو آپ سلام اللہ علیہا مدینے کی خواتین کو دیا کرتی تھیں کو اپناتے ہوئے دروس و تدریس کی ذمے داری نبھائی۔ آپ کی ایک خوبی یہ بھی تھی کہ آپ اپنی بات کو بخوبی شاعرانہ انداز میں منتقل کر کے دوسروں تک خوبصورت انداز میں پیش کرتی تھیں شہیدہ اپنے اس منفرد فن سے اسلام سے دور خواتین کو دین کی طرف دعوت دیتی تھیں اور ہزاروں مسلمان خواتین کو اسلام کی طرف متوجہ کرتی تھیں۔ شہیدہ نے بغداد و کاظمین میں بچیوں کی تعلیم و تربیت کے لئے مدارس الزہرہ کے نام سے مدرسوں کی بنیاد رکھی جہاں مختلف عمر کی بچیوں کی تربیت کی جاتی تھی۔

شہیدہ بنت الہدی اپنے کردار سے لوگوں کے افعال کو تبدیل کرتی تھیں۔ عورتیں ان کے کردار سے متاثر ہوتیں تھیں۔ شہیدہ بنت الہدی نے یہ ثابت کر دیا کہ قول سے زیادہ کردار اثر کرتا ہے لیکن اگر اس کے برعکس ہم اپنے معاشرے پر نظر کریں تو زیادہ تر لوگ قول پرست ملیں گے ہر وقت اپنی زبان سے دوسروں کو اپنی بات منوانے کے لئے مجبور کرتے ہیں لیکن وہ بات خود ان کے کردار سے کوسوں دور نظر آتی ہے اسی لئے وہ بات دوسروں کو اثر انداز نہیں کرپاتی۔ کوشش کریں کہ اپنے عمل سے تبلیغ کریں کیونکہ یہ وہ تبلیغ ہے جو زیادہ اثر گذار ہوتی ہے۔ یہ طریقہ کار ہمیں آئمہ کی روش میں نظر آتا رہا ہے۔ وہ اپنے کردار سے لوگوں کو اسلام کی طرف متوجہ کرواتے رہتے تھے کیونکہ قول تب تک اثر نہیں کرتا جب تک خود متکلم میں وہ بات پائی نہ جائے۔ اس لئے کوشش کریں کہ انبیاء و آئمہ اور شہداء دین کی زندگیوں سے کچھ سیکھیں اور درس حاصل کریں کیونکہ یہ شخصیات ہماری ہدایت کے لئے بھیجی گئی ہیں۔ اگر چاہتے ہو کہ دنیا و آخرت میں کامیاب ہو جاو تو پھر ان کی زندگیوں کا مطالعہ کرنا ضروری ہے۔

نتیجہ:

شہیدہ بنت الہدی آج کے دور میں ہمارے لئے فاطمی اسوہ کا عملی نمونہ ہیں جن کی زندگی ہمیں درس دیتی ہے کہ ہم کس طرح حق کا دفاع کریں،

کس طرح دین کا دفاع کریں، کس طرح ہم خود کو کامیابی کی راہوں پر گامزن کریں، کس طرح ہم معاشرے کی اصلاح میں اپنا کردار ادا کریں۔

یہاں بات آج کے دور کی ضرورت ہے اور اس ضرورت میں اہم کردار ایک عورت کا تھا، ہے اور رہے گا پس "اے خواتین اسلام، اپنے مقام کو سمجھیئے؛ خدا نے آپ کو ایک اعلی مقام دیا ہے۔ خاتون اسلام آپ ہی ہیں جو باپ کے لئے رحمت، شوہر کے لئے سکون و نصف ایمان اور جن کے قدموں تلے اولاد کی جنت رکھی گئی ہے۔

پس سمجھیں اپنے مقام کو، اپنی زندگی کو ایسے ہی ضائع نہ کریں بلکہ اسلامی خاتون کی حیثیت سے اپنے مقام سے آشنائی حاصل کر کے اپنے کاندھوں پر موجود ان عظیم ذمہ داریوں کو احسن انداز میں انجام دیں۔ ان عظیم ذمہ داریوں کو نبھانے لئے خداوند مہربان نے ہمارے لئے معصومین علیہم السلام و شہدا کی صورت میں نمونہ عمل بھیجے ہیں۔ ہمیں بس ان کی زندگی کو اپنی زندگی کا مشعل راہ بنانا ہو گا۔ ان کی زندگیوں کا مطالعہ کرنا ہو گا اور ان کے کردار کو اپنانا ہو گا۔ تبھی ہم اپنی زندگی اور گھر کو جنت بنا سکتے ہیں۔

پس شہیدہ بنت الہدی کا کردار ہمارے لئے اس موجود دور میں اسوہ فاطمی سے کم نہیں کیونکہ وہ معصوم نہیں تھیں۔ جو اکثریت یہ کہتی ہے کہ آئمہ تو معصوم تھے، ان جیسے ہم نہیں بن سکتے ان کے لئے لکھتی چلوں کہ یہ شہدا اسلام بھی تو معصوم نہیں تھے لیکن انہوں نے اپنی زندگیوں کو انبیاء و آئمہ علیہم اسلام کے مطابق بسر کیا تبھی وہ اعلی مقام تک پہنچ پائے۔ پس عزیزان محترم پھر ہم کیوں اس مقام کو نہیں پا سکتے۔ جب شہدا خود کو عظیم مقام تک لے جا سکتے ہے تو ہم کیوں نہیں؟

خواتین اپنا مقام سمجھتے ہوئے اپنی زندگیوں کو فاطمی اصولوں کے تحت گزاریں تا کہ خدا کے حضور سرخرو ہو سکیں۔

پس خدا سے دعا ہے کہ خداوند عالم بحق شہزادی کونین حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہ ہمیں دنیا و آخرت میں کامیابی عطا فرمائے! آمین!

بقیہ: شہیدہ بنت الہدیٰؒ ایک مثالی خاتون

آپ دونوں بہن بھائیوں کی شہادت ہوئی۔ عراق کا صدر صدام حسین جانتا تھا کہ جناب باقر الصدر کی شہادت کے بعد شہیدہ بنت الہدیٰ اس کی حکومت کے خلاف انقلاب برپا کر دیں گی۔ اس لیے اس نے جناب باقر الصدر کے ساتھ آپ کو بھی گرفتار کر کے شہید کروا دیا تا کہ ایک اور یزید وقت کے خلاف زینبی تحریک برپا نہ ہو سکے۔ مگر خون ناحق کبھی رائیگاں نہیں جاتا۔ آج صدام کا نام لیوا کوئی نہیں مگر جناب باقر الصدر اور ان کی بہن شہیدہ بنت الہدیٰ کے ہزاروں چاہنے والے دنیا کے کونے کونے میں پھیلے ہوئے ہیں۔ آنے والے زمانوں میں جہاں بھی انقلاب برپا ہو گا وہاں شہیدہ بنت الہدیٰ اور ان کے بھائی کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ یزید امام حسین علیہ السلام کے مدمقابل ہو یا باقر الصدر اور شہیدہ بنت الہدیٰ کے مدمقابل، اسے ہمیشہ شکست فاش کا ہی سامنا کرنا پڑے گا۔ اور وہ ہمیشہ راندہ درگاہ ہو گا۔

شہید کی جو موت ہے
وہ قوم کی حیات ہے

مکتب صدر کی کامیابی میں شہیدہ بنت الہدیٰ رح کا کردار

شگفتہ زہرا عابد شگری
ایم فل اسکالر، شہیدہ بنت الہدیٰ یونیورسٹی (قم)

مقدمہ

خلقت کائنات کا مقصد جہاں خداوند متعال کی قدرت کا اظہار، معارف الہی کا پرچاراور عبودیت پروردگار کو بیان کرنا ہے وہیں پر مخلوقات میں سے انسان کا تعارف اور ان میں سے صالح وغیر صالح افراد کا تعین کرنا بھی ہے کیونکہ اسی وجہ سے جنت اور جہنم کو بنایا گیا۔ انسان دو جنسیت پر مشتمل ہیں: مرد اور عورت۔ ان دونوں کے درمیان برتری کا فیصلہ صرف تقویٰ الہیٰ کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ البتہ اس میں کوئی شک نہیں کہ عورت اللہ کی عظیم رحمت و نعمت ہے جس کے بغیر یہ جہاں اور مرد نامکمل ہیں۔ اگر تاریخ اسلام کے اوراق کو پلٹا جائے تو مختلف اقوام میں، مختلف قسم کی خواتین کی مثالیں موجود ہیں جن میں کچھ ایسی خواتین ہیں جنہوں نے اپنی زندگی اسلامی دستورات کے تحت بسر کی اور دوسروں کے لئے اپنی زندگی کو اسوہ حسنہ کے طور پر پیش کیا۔ عصر حاضر کی خاتون شہید محمد باقر صدر کی ہمشیرہ شہیدہ بنت الہدیٰ بھی انہیں میں شامل ہیں جن کا شمار اس زمانے کی عظیم و بافضیلت خواتین میں ہوتا ہے۔ جنہوں نے اپنی فکری، علمی، سیاسی اور تربیتی استعداد سے شجاعانہ انداز میں اپنے وقت کے ظالم حکمران کو جھنجھوڑا اور ایسا علمی و عملی کردار ادا کیا کہ تمام خواتین کے لئے نمونہ عمل بن گئیں۔ اگرچہ آپ کی شخصیت آج بھی بہت سوں کے نزدیک پوشیدہ ہے یا بعض آپ کو صرف شہید باقر صدر کی بہن اور ان کے ساتھ شہید ہونے کے عنوان سے جانتے ہیں درحالیکہ مکتب شہید صدر کی کامیابی میں شہیدہ بنت الہدیٰ کا کردار بہت اہم رہا ہے۔

شہیدہ بنت الہدیٰ صدر

آمنہ سادات صدر ۱۳۵۷ ہجری قمری میں عراق کے شہر کاظمین کے ایک دیندار گھرانہ میں پیدا ہوئیں۔ آپ کے والد سید حیدر صدر اور دو بھائی سید اسماعیل اور سید محمد باقر تھے۔ یہ گھرانہ متقی اور جہادی گھرانہ تھا۔ کم سنی میں والد کے سایہ سے محرومیت کی وجہ سے آپ کی پرورش اور تربیت دونوں بھائیوں کی نگرانی میں ہوئی۔ خصوصا سید محمد باقر صدر سے آپ بہت متاثر تھیں۔ یوں کہا جاسکتا ہے کہ شہید باقر صدر آپ کے سب سے بڑے استاد تھے۔ آمنہ صدر دینی، ثقافتی اور تبلیغی امور میں شرکت کیا کرتی تھیں۔ خاص طور پر خواتین سے مربوط مسائل پر توجہ دیتی تھیں کیونکہ آپ معاشرتی سرگرمیوں میں خواتین کے مسائل اور ان کی ذمہ داریوں سے خوب آگاہ تھیں اسی وجہ سے اپنے ہی گھر میں خواتین کے لئے جلسات کا اہتمام کرنا اور مختلف امور میں ان کی حوصلہ افزائی کرنا آپ کے اہم کاموں میں سے ایک تھا۔

شہیدہ بنت الہدیٰ معاصر مفکرین کی نگاہ میں

آمنہ سادات صدر کی شخصیت اگرچہ بہت سوں کی نظر سے پوشیدہ ہے لیکن عصر حاضر کے روشن فکر مفکرین جو ان کی شخصیت، کردار اور سرگرمیوں سے آگاہی رکھتے ہیں، انھوں نے شہیدہ کے کردار اور فعالیتوں کو اپنے الفاظ میں بیان کیا ہے کہ جس کو سننے یا پڑھنے سے دوسرے افراد ان کی شخصیت سے آشنا ہو جاتے ہیں۔ بنت الہدیٰ کے حوالے سے چند معاصر مفکرین کے نظریات درج ذیل ہیں:

امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

آیت اللہ شہید محمد باقر صدر اور ان کی مظلوم ہمشیرہ دونوں علم و اخلاق کے مدرّس اور علم و ادب کے مفاخر میں سے تھے جنہیں عراق کی زوال پذیر حکومت نے انتہائی بے رحمانہ روش سے شہید کیا۔ شہادت ایسا ارث ہے جو ان عزیزوں کو ان کے اپنے محسنوں سے ملی۔ بالکل اسی طرح ظلم و ستم بھی ظالموں کو ان کے جابر سرپرستوں سے وراثت میں ملتی ہے۔ ان ہستیوں کا سخت ترین شکنجوں تلے شہید ہونا کوئی تعجب کی بات نہیں، تعجب اس وقت ہے کہ مجاہدین اسلام راہ حق میں بستر پر مر جائیں۔[1]

رہبر معظم آیت اللہ خامنہ ای دامت برکاتہ فرماتے ہیں:

اگر کوئی گھرانہ اپنی بیٹی کی درست تربیت کرے تو وہ باعظمت انسان بنے گی۔ آج کے دور میں ایسی باعظمت بیٹیاں ایران میں بھی ہیں اور ایران سے باہر بھی، جن میں سے ایک جوان، شجاع، ہنرمند، عالمانہ فکر کی حامل خاتون شہید باقر صدر کی بہن "بنت الہدیٰ" ہیں جنہوں نے تیرہویں صدی ہجری میں عراق کی تاریخ کو اپنی شخصیت اور کردار سے متاثر کیا اور سرانجام شہادت کے درجہ پر فائز ہوئیں۔ بنت الہدیٰ جیسی خاتون کی عظمت کسی بھی عظیم وبافضیلت انسان سے کم نہیں، ان کی حرکت زنانہ تھی اور ان کے بھائی کی حرکت مردانہ لیکن حقیقتا دونوں کی کاوشیں کمالات و مقاصد کے حصول اور ان دونوں شخصیات کے جوہر کی نشاندہی کرتی ہیں۔[۲]

شیخ محمد رضا نعمانی کہتے ہیں: حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے نسب سے موجود خاتون آمنہ (بنت الہدیٰ) صدر کے بارے میں گفتگو کرنا آسان نہیں کیونکہ وہ ایسی خصوصیات کی حامل تھیں جو انھیں اپنے زمانے سے بھی آگے لے گیا۔ میں جس حد تک ان کی شخصیت سے واقف ہوں وہ ایک استثنائی شخصیت کی مالک تھیں۔ میرا یہ کہنا کہ بنت الہدیٰ مظہر ہیں تو یہ صرف شہیدہ کے ظاہری احترام اور ان سے وفاداری کی وجہ سے نہیں بلکہ ان کے بارے میں میرے وسیع علم و آگاہی کی وجہ سے میں انھیں مظہر سمجھتا ہوں۔[۳]

سید حسین صدر کہتے ہیں: مجاہدہ بنت الہدیٰ فکر اسلامی کی علمبردار، نسلوں کی مدرّس، روشن فکری، عمل صالح اور لوگوں کو خواب غفلت سے بیدار کرنے کا سرچشمہ تھیں۔ انھوں نے نہ صرف تدریس، کانفرنس اور تالیفات سے لوگوں کے عقائد اور افکار کی اصلاح کی بلکہ اپنے رفتار حسنہ سے خواتین کو اپنی طرف مجذوب کیا۔ خواتین کی حمایت، تربیت اور ان کی دینی، فکری اور معنوی ضروریات کو پورا کیا اور انھیں مفاہیم اسلامی اور احکام شرعی سے آگاہ کیا۔ آپ خیر وبرکت کا تابناک اسوہ عمل تھیں۔[۴]

نجیب اللہ نوری کہتے ہیں: شہیدہ بنت الہدیٰ کی شخصیت عصر حاضر کی خواتین کے لئے بہترین نمونہ عمل ہے اور ان کی پاکیزہ سیرت، شخصیت کے مختلف پہلو، تلاش وجستجو تربیت کے لئے ضروری ہے۔[۵]

مکتب صدر کی کامیابی میں شہیدہ بنت الہدیٰ کا کردار

سید محمد باقر صدر (رہ) ایک کامل اور جامع شخصیت کے مالک تھے جنہوں نے مختلف فکری اور عملی میدانوں میں خود کو منوایا۔ تاریخ میں بہت کم ایسے مفکر پائے گئے ہیں۔ آپ کی کل زندگی ۴۷ برس سے زیادہ نہیں تھی۔ اس مختصر سی زندگی میں تالیف وتصنیف، تحقیق اور قیادت جیسے تمام فرائض انجام دیے۔ اسلامی تحریک کی بنیادوں کو محکم کرنے میں محمد باقر صدر کا اہم کردار اور عالم اسلام بالاخص عراق کی دو فکری اور عملی جہتوں میں اس تحریک کی بنیاد رکھنے میں ان کا عظیم کردار ناقابل تردید ہے۔[۶] البتہ مکتب شہید صدر کی کامیابی میں ان کی بہن شہیدہ بنت الہدیٰ نے کیا کردار ادا کیا؟؟ اس شیر دل خاتون نے کس طرح مختلف امور میں اپنے بھائی کی مدد کی؟ اور کیسے افکار شہید صدر کی تبلیغ و ترویج کی؟ ان سوالوں کے جوابات کے لئے مکتب شہید صدر کی خصوصیات کو بیان کیا جائے گا۔

۱۔ خدا کی حکمرانی کے تحت انسانی آزادی

إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ"

خدا کسی قوم کے حالات کو اس وقت تک نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنے کو تبدیل نہ کرلے۔

شہید صدر کی نگاہ میں حاکم مطلق خداوند متعال کی ذات ہے اس نے انسان کو آزاد و خود مختار خلق کیا ہے البتہ انسان کی آزادی سے مراد یہ ہے کہ انسان کی آزادی حاکمیت پروردگار پر منحصر اور استوار ہے۔ جس طرح دوسروں کو انسان پر تسلط حاصل کرنے کا حق نہیں اسی طرح خود انسان کو بھی ذاتی طور پر یہ حق حاصل نہیں کہ وہ خود کو خدا کی حکمرانی سے مکمل آزاد سمجھے۔ حاکمیت الٰہی کو قبول کرنا نہ صرف انسان کی آزادی کو نقصان نہیں پہنچاتی بلکہ اس آزادی کے لئے لازم ہے۔[۸] کیونکہ سیدہ آمنہ کی تربیت سید باقر صدر کی زیر کفالت ہوئی، شہیدہ کے نظریات شہید صدر کے نظریات کے مشابہ تھے۔ آپ بھی اپنے بھائی کی طرح روشن فکر کی مالک اور اس بات کی معتقد تھیں کہ انسان کی آزادی حاکمیت پروردگار پر منحصر اور استوار ہے۔ آپ کا ہر عمل اللہ تبارک وتعالیٰ کی خشنودی ورضا کے لئے تھا اور زندگی کے میدان میں خود کو خداوند کے سایہ تلے محسوس کرتی تھیں۔

۲۔ شاگردوں کی تربیت

شہادت کے وقت شہید صدر کی عمر مبارک ۴۷ برس سے زیادہ نہیں تھی اور اس مختصر سی زندگی میں تالیف وتصنیف، تحقیق اور قیادت جیسے تمام فرائض انجام دیے، آپ نے ۲۰ سال کی عمر میں کتاب کفایۃ الاصول کی تدریس کا آغاز کیا اور چند سال بعد اصول اور فقہ کی تدریس شروع کی اور

بہترین شاگردوں کی تربیت کی۔ آپ کے مشہور شاگردوں میں سید محمد باقر حکیم، سید محمد باقر مُھری، سید کاظم حسینی حائری اور محمد رضا نعمانی ہیں۔ ایک طرف شہید صدر تدریس اور شاگردوں کی تربیت میں مشغول تھے تو دوسری طرف آمنہ بنت الہدیٰ بھی ایک دینی مدرسہ کی سرپرست تھیں، مدرسے میں شاگردوں کی تربیت کے ساتھ ساتھ وہ مدرسہ کی چھٹی کے بعد اساتید کی تربیت میں بھی وقت صرف کرتی تھیں اور بعد از ظہر کا وقت انہوں نے طالبات کے سوالوں کے جوابات سے مخصوص کر رکھا تھا۔[۹] وہ مجالس کا انعقاد بھی کرواتیں جس میں وہ مذہبی لیکچرز پیش کرتیں اور یہ لیکچرز زیادہ تر وہ اپنے بھائی شہید محمد باقر الصدر کے گھر منعقد کرواتیں جہاں پچاس سے زائد خواتین اکٹھی ہوتیں۔ وہ ان خواتین کے سوالات کا جواب دیتیں جو کہ عموماً مختلف نظریات، اسلامی عقائد اور اسلامی فقہ سے متعلق ہوتے تھے۔

۳۔ حکومت اسلامی اور روحانی شعور کی بیداری

امت مسلمہ کی رہنمائی، اصلاح اور ان کی مشکلات کی چارہ سازی سید باقر صدر کا مخصوص شعار تھا، قومی سطح پر انقلابی اقدامات آپ کے مزاج میں شامل اور آپ کے اہداف میں سے ایک تھا۔ شہید صدر کی نظر میں حکومت کا وجود ایک سماجی ضرورت ہے اور یہ انسانی فطرت پر مبنی ہے اور وہ اس نظریہ کی بنیاد پر حکومت اسلامی کے وجود کو ضروری اور لازمی سمجھتے تھے۔

شہید صدر کہتے ہیں: اسلامی حکومت محض ایک دینی ضرورت نہیں ہے بلکہ اس سے بڑھ کر وہ ایک بشری و انسانی معاشرے اور تمدن کی ضرورت ہے۔ اس لئے کہ یہ اسلامی حکومت ہی ہے کہ جو انسانی و بشری استعداد کے ارتقاء کا واحد راستہ ہے۔"[۱۰]

شہیدہ بنت الہدیٰ اپنے گھر میں اسلامی سیمینارز کا انعقاد کرواتیں جس میں وہ مختلف حقائق اور تصورات سے پردہ اٹھاتیں خصوصاً مغربی دنیا کی فریب و طمع کاری پر جو کہ عراق کی خواتین میں تیزی سے مقبول ہو رہی تھی۔ اسی طرح وہ معاشرے میں نظریاتی تبدیلیاں لائیں جو کہ معاشرے میں اصلاحات کی بنیاد بنیں۔ حتیٰ جب شہیدہ کو گرفتار کر لیا گیا اس وقت بھی آپ کے جملات یہ تھے: تم لوگوں نے مسجد جانا کیوں چھوڑ دیا ہے؟ شیخ کے لیکچر سننا کیوں بند کر دیے؟ اپنا اسلامی کام کیوں روک دیا ہے؟

۴۔ ظالم حکومت کے خلاف آواز

شہید صدر نے عملی طور پر سیاسی و اجتماعی میدان میں بھی قدم رکھا۔ عراق کے اندر "الدعوہ اسلامی پارٹی" کی بنیاد رکھی اور وہاں کے مظلومین کے اجتماعی سیاسی حقوق کے حصول کے لیے میدان میں اترے۔ آہستہ آہستہ اس پارٹی کی جڑیں معاشرے میں مضبوط اور مستحکم ہونے لگیں جس سے حکومت وقت نے اپنے لیے خطرہ محسوس کیا۔ حکومت کی طرف سے کئی بار مختلف اتجاویز آپ کے سامنے رکھے گئے، لیکن سید صدر نے ہمیشہ انکار کرتے ہوئے کہا کہ میں شہادت کے لیے آمادہ ہوں۔ انسانیت اور دین کے خلاف میں ایک بھی قدم نہیں اٹھا سکتا۔ کئی بار نظر بند، قید اور مختلف قسم کے ٹارچر اور سزاوں کے باوجود آپ کے پائے استقامت میں کسی قسم کی لغزش نہیں آئی اور جب آپ نے بعث پارٹی کے مطالبات ماننے سے انکار کر دیا تو صدام لعین نے فیصلہ کیا کہ آپ کو اب راستے سے ہٹانے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں۔"[۱۱]

شہیدہ آمنہ صدر بھی عراق میں خواتین کی اسلامی تحریک میں پیش قدم تھیں۔ وہ اپنے بھائی سید محمد باقر صدر کی اسلامی تحریک کے نقش قدم پر چل رہی تھیں۔ ۱۹ رجب ۱۹۷۹ء میں شہید صدر کو ان کی سیاسی فعالیت کی وجہ سے عراق کی بعثی حکومت نے گرفتار کیا۔ ان کی گرفتاری کے ساتھ ہی بنت الہدی حرم امام علیؑ میں گئیں اور وہاں تقریر کی اور عوام کو ان کے مرجع تقلید کی گرفتاری کی خبر سے آگاہ کیا۔ اس تقریر کے نتیجہ میں نجف کی عوام نے مظاہرہ کیا اور شہید صدر کو آزاد کر دیا گیا۔ اس خبر کے دوسرے شہروں اور ملکوں تک پہنچتے ہی بغداد، کاظمین، فہود، نعمانیہ، سماوہ، لبنان، بحرین اور ایران میں مظاہرے ہوئے۔ حکومت عراق نے ان مظاہروں کے مد نظر صدر خاندان کو ان کے گھر میں نظر بند کر دیا۔"[۱۲]

نتیجہ:

شہیدہ بنت الہدیٰ اور شہید باقر صدر کا شمار عصر حاضر کی بہترین شخصیتوں میں ہوتا ہے جنہوں نے اپنی زندگی اسلامی طریقہ کے تحت بسر کی اور دوسروں کے لئے اسوہ حسنہ قرار پائے۔ شہیدہ بنت الہدیٰ اپنی زندگی کے آخر تک اپنے بھائی شہید باقر صدر کے ساتھ ساتھ رہیں اور مکتب شہید صدر کی کامیابی میں ان کا بہترین کردار رہا یہاں تک کہ بالآخر ۲۰ جمادی اولی ۱۴۰۰ ہجری قمری میں بنت الہدی اور ان کے بھائی آیت اللہ سید محمد

(باقی صفحہ ۳۲ پر ملاحظہ فرمائیں!)

بنت الہدیٰؒ کی شاگرد، ام تقی موسوی کے تاثرات کا جائزہ

کنول فاطمہ
کارشناسی ارشد مجتمع آموزش بنت الہدیٰ۔ قم

مقدمہ

عورت ہر معاشرے کا اتنا ہی اہم حصہ ہے جتنا کہ مرد۔ اس کے باوجود ترقی پذیر ممالک سے لیکر ترقی یافتہ ممالک تک عورتوں کے لئے اپنے جائز مقام اور مساوی حقوق کے لیے جدوجہد کرنا پڑی ہے۔

مشرق ہو یا مغرب، خواتین کا مقام وہاں کی معاشرتی روایات کے مطابق ہوتا ہے۔ ترقی یافتہ دور میں دونوں ہی طرح کے معاشروں میں خواتین کے روایتی کردار میں تبدیلی واقع ہوئی ہے. خواتین اب اپنی روایتی ذمہ داریاں پورا کرنے کے ساتھ مختلف شعبہ ہائے زندگی میں بھی نمایاں کردار ادا کر رہی ہیں. اس کی سب سے بڑی اور اہم وجہ خواتین میں تعلیم حاصل کرنے کا بڑھتا ہوا رجحان ہے. عورتوں کی تعلیم کی اہمیت کا شعور اب دنیا کے قدامت پسند معاشروں میں بھی اجاگر ہونے لگا ہے. اور اسی کی بدولت عورت انفرادی زندگی کے ساتھ اجتماعی زندگی میں بھی مردوں کے شانہ بشانہ دنیا کے ہر شعبے میں کام کرتی دکھائی دے رہی ہے۔

انہی عظیم اور شجاع خواتین میں سے ایک شخصیت، شہیدہ بنت الہدی ہیں جنہوں نے اجتماعی زندگی کے ہر شعبے میں خواہ وہ سیاسی ہو یا اقتصادی یا پھر ثقافتی ۔ کبھی مردوں سے پیچھے نہیں رہیں. شہیدہ بنت الہدی اسلامی خواتین کے لئے نمونہ عمل ہونے ساتھ ان کے انسانی حقوق کی حامی تھیں۔انہوں نے ایک عورت ہونے کے باوجود تمام عراقی عورتوں کے حقوق کے لیے آواز بلند کرتے ہوئے اس ضمن میں گرانقدر خدمات انجام دیں اورآپ نہ صرف اس زمانہ کی عورتوں کے لیے نمونہ عمل تھیں بلکہ آج تک ان کے اخلاقی، سیاسی اور معاشرتی اوصاف فقہا و علماء اور مختلف شخصیات کی زبان پر جاری وساری نظر آتے ہیں.اس تحریر میں شہیدہ بنت الہدی کے مختلف اوصاف کو ان کی ایک شاگردہ ام تقی کی زبانی بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور انکی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کیا گیا ہے۔

بنت الہدی ایک نمایاں اور ممتاز شخصیت

تقی موسوی کی والدہ محترمہ ،اپنی استاد شہیدہ بنت الہدیٰ کے بارے میں یوں بیان کرتی ہے : شہیدہ بنت الہدیٰ کی زندگی اس کی شاندار خصوصیات سے روشن اور نمودار ہوتی ہیں. وہ ایک عظیم دانشمند، فاضلہ ، عالمہ اور ادیبہ تھیں. انہوں نے اپنے دو فاضل بھائیوں کے زیر سایہ اور عظیم و بابصیرت ماں کی گود میں پرورش پائی۔ بلند ہمت ماں نے اس کی پرورش میں ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا اور اس کی تربیت ایک خالص اور بہترین طریقے سے کی۔ ایسی تربیت جو مستقبل میں ایک مسلمان عورت کیلئے مشعل راہ بن سکتی ہے اور صحرا میں بھٹکنے والوں اور واپس آنے کا ہنر رکھنے والوں کے لیے تاریک راتوں میں روشنی کا مناروچراغ بن سکتی ہے۔

میں اس سلسلے میں ایک داستان ذکر کروں گی: جب ڈاکٹر بنت الشاطی نے نجف اشرف کے سفر کے دوران بنت الہدیٰ سے ملاقات کی تو انہوں نے ان سے پوچھا: آپ کس یونیورسٹی سے فارغ التحصیل ہوئی ہیں؟

شہیدہ بنت الہدیٰ نے پرسکون مسکراہٹ کے ساتھ کہا: میں اپنے گھر کے اسکول سے فارغ التحصیل ہوں: اس کے اچانک اور غیر متوقع جواب سن کر بنت الشاطی حیران رہ گئیں جس کی اسے توقع نہیں تھی، کیونکہ اس نے اپنے آپ کو ایک ایسی مسلمان مفکرہ و مدبرہ کے سامنے پایا جو کسی بھی مکتب میں نہیں گئی۔(نعمانی، شیخ محمد رضا، سیرہ و راہ شہیدہ بنت الہدی، ص۴۵/۴۶)

شہید صدر کے مکتب سے واقفیت

شہیدہ بنت الہدیٰ شہید صدر کے مکتب اور ان کے افکار کی عالمہ تھیں، اصلاح و رہنمائی کے مراحل میں شہید صدر کے فکری اور مدلل کارناموں سے وہ بڑے پیمانے پر آگاہ تھیں، اور یہ معلومات و قابلیت ان کی آخری تحریروں میں واضح طور پر نظر آتی ہے۔ کیونکہ وہ کتب دو مرحلوں پر

مبنی ہیں ایک سائنسی پہلو اور دوسرا معلوماتی۔ مثلاً: دو عورتیں اور ایک مرد اور حق کے متلاشی جیسی کتابیں تحریر فرمائیں۔

تاریخ سے آگاہی

بنت الہدیٰ نے ایک کتاب زندگی اور نبی کے ہمراہ عورت کے نام سے کتاب لکھی۔ اس کتاب میں اسلامی تاریخ کے مسائل اور شریعت پر بہترین بحث کی ہے۔ اس کتاب کے نام سے ہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو تاریخ اسلام کا وسیع پیمانے پر دسترسی تھی۔ اس کتاب کے پڑھنے والے کو معلوم ہو جاتا ہے کہ بنت الہدیٰ نے کس طرح مستند طریقے سے بنت الشاطی کے قول کو رد کیا۔ کتاب پیغمبر کی بیٹیاں میں بنت الشاطی نے دعوی کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی ایک سے زیادہ بیٹیاں تھیں، لیکن بنت الہدیٰ نے ایک تحقیقی بحث کے ذریعے درست، تنقیدی، علمی اور شاندار دلائل سے ثابت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی صرف ایک بیٹی تھیں اور وہ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی ذات اقدس ہے۔

بچپن میں اسلامی اور جہادی تشویق

ایک ایسے وقت میں جب اس کی عمر کے دوسرے بچے کھیل کود میں مشغول و مصروف ہوتے تھے، شہیدہ بنت الہدیٰ جہادی فکر پروان چڑھنے والی بچی، پختگی اور کمال کے ایسے درجے پر پہنچ چکی تھی جو دوسرے بچوں میں نظر نہیں آتا تھا۔ چھوٹی عمر اور زندگی کے ابتدائی مراحل کا زمانہ انسان کے کھیل کود کا ہوتا ہے، لیکن آپ فضول باتوں سے پرہیز کیا کرتی تھیں۔ ایسا لگتا تھا کہ گویا بچپن سے ہی انہیں حکمت عطا کی گئی تھی: وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا (سورہ بقرہ، آیہ ۲۶۹) اور ہر اس شخص کو جسے حکمت اور علم دیا گیا ہے، بہت ساری بھلائیاں بھی دی گئی ہیں۔

جب ہم تاریخ کے اوراق کی ورق گردانی کرتے ہیں تو وہاں ہمیں یہ دکھائی دیتا ہے کہ ایک دن اس کی والدہ نے سوچا کہ انہیں بھی دوسرے بچوں کی طرح کھلونوں کی ضرورت ہوتی ہوگی۔ تو انہوں نے انہیں ایک چھوٹی سی گڑیا لا کر دی، ان کی ماں اس وقت حیران رہ گئیں جب دیکھا کہ گڑیا کو دیکھتے ہی اسکی کیفیت ایسی ہو گئی جیسے اس کو ٹھنڈ لگ رہی ہو، یعنی جسم میں کپکپی اور کھلونے سے غیریت اور اجنبی پن محسوس کرنے لگی، اس عظیم بیٹی کی یہ کیفیت دیکھ کر ماں کو اطمینان ہوا کہ گویا بے زبانی سے یہ کہنا چاہتی ہیں کہ اسے بچہ نہ سمجھا جائے۔ اس عمر میں اس نے حکمت کی گہرائی حاصل کی اور بڑے معاملات اور اعلیٰ امور کا ادراک کیا۔ گویا اس نے یہ اعلان کیا کہ وہ ان چھوٹی چیزوں سے بالاتر ہے۔ بچپن اور زندگی کے آغاز میں بیٹی کے اس غیر معمولی عمل نے جہاں ایک طرف ماں کی حیرت میں اضافہ کیا وہاں اس کی اپنی شخصیت کو دوبالا کرتے ہوئے اس پر فخر کو بڑھا دیا۔

بنت الہدیٰ نے اپنی پہلی ثقافتی سرگرمی بچپن میں ہی * دیوار اخبار * سے شروع کی۔ اس اخبار میں مفید اسلامی اور ثقافتی موضوعات ہوتے تھے۔ اس کے علاوہ آمنہ بنت الہدیٰ اپنی جوانی کے آغاز سے ہی اسلامی جہاد اور فکر کے میدان میں تعلیم یافتہ تھیں اور انہوں نے اس مقدس راستے میں پہلا قدم نہایت اخلاص کے ساتھ رکھا اور اسلام کا پرچم بلند کیا اور دوسروں کو راہ خدا کی طرف بلایا۔

شہیدہ بنت الہدیٰ ایک مضبوط و مستحکم ادیبہ

شہیدہ بنت الہدیٰ ادبی ذوق رکھتی تھیں۔ وہ منفرد شاعرانہ مزاج اور وسیع تخیل کی مالکہ تھیں۔ یہ ذوق انکی تحریر شدہ اسلامی کتب اور بلند پایہ مقاصد میں بخوبی نمایاں نظر آتا ہے۔

کہانی کا ہنر اور طریقہ جو انہوں نے استعمال کیا وہ کسی بھی عورت کے مشن کے اظہار کا بہترین طریقہ تھا۔ خصوصاً ایسے وقت میں جب دشمنانِ اسلام اپنے مذموم مقاصد کے حصول کے لیے ادبی طریقہ کار کو بڑے پیمانے پر استعمال کر رہے تھے۔ انہوں نے اس طریقہ سے خدمت اور اسلام میں اس کی اہمیت کو محسوس کیا۔ اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور فطری وجود سے اسے حس کیا کہ کس طرح ادب اور شاعری کے ذریعے لوگوں کی سماجی زندگی میں کفر و الحاد اور فکری کج روی، اخلاقی زبوں حالی، لالچ، تعصب اور برائی سے بھرپور کہانیوں نے لوگوں کی زندگیوں کو گھیر لیا ہے۔ انہوں نے دیکھا کہ کس طرح کتابوں کی دکانیں ان توہمات اور الجھنوں سے بھری ہوئی ہیں جو نوجوان لڑکیوں کو الجھا کر منحرف کر دیتی ہیں۔ دوسری طرف نوجوان لڑکیوں میں اسلامی اسکالرز اور مفکرین کی کتابوں کا مطالعہ کرنے کی قدرت نہیں۔ کیونکہ مفکرین نے انہیں اس انداز میں تحریر کیا تھا جس کو سمجھنا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن تھا۔ بنت الہدیٰ نے سوچا کہ اس خلاء کو پُر اور اسلامی لٹریچر کو استعمال کر کے نوجوانوں کو اسلامی مسائل کی طرف راغب کرنا چاہیے۔ شہیدہ بنت الہدیٰ نے معاشرے میں اخلاقی مسائل کو حل کرنے کی لامتناہی کوشش کی اور ایسا کرنے کے لیے ایک پرکشش طریقہ استعمال کیا۔ (نعمانی، شیخ محمد رضا، سیرہ وراہ شہیدہ بنت الہدی، ص ۴۸/۴۹)

پاکیزہ دل

شہیدہ بنت الہدیٰ کا دل، بغض، کینہ، تکبر، خود خواہی، کجی اور نفرت سے پاک وصاف تھا۔ جب تک میں ان کے ساتھ تھی میں نے کبھی کسی کی غیبت کرتے، یا اپنی کسی شاگرد کا مذاق اڑاتے نہیں دیکھا یا نہ کسی کے سوال کو چھوٹا و حقیر سمجھا۔ سب سے اچھی چیز ان کے اندر حسد نہیں پایا جاتا تھا، کبھی کسی کی نعمت کے زوال کی آرزو نہیں کی، یا صرف اپنے لیے ہی خیر مانگی ہو۔ ہمیشہ دوسروں کے لیے دعا خیر کرتی تھی۔ اور اگر کسی کو کوئی خوشی ملتی تو ایسے خوش ہوتی جیسے خود انہیں خوشی ملی ہوں۔

یہاں پر ایک نمونہ ذکر کروں گی جب بھی اس مثال کو یاد کرتی ہوں تو بنت الہدیٰ کا اخلاق پھر سے میرے دل میں زندہ ہو جاتا ہے ان کا نفس ہر طرح کی حسادت سے پاک تھا وہ دوسرے لوگوں کی طرح نہیں تھا کہ جو عموما اس فکر میں رہتے ہیں کہ ہر قسم کا فائدہ اور امتیاز صرف انھیں ملے دوسروں کو نہ پہنچے، بنت الہدیٰ ہر لحاظ سے پاک و با اخلاص تھیں۔ وہ عراق میں تنہا ایسی خاتون تھیں جو عورتوں کے لئے اسلامی مطالب لکھ رہی تھیں اور یہ ان کے لئے بہت بڑا اعزاز تھا لیکن آپ اپنی پاک فطرت کی وجہ سے جو بھی نئے لکھنے والے ہوتے، آپ ان کی حمایت کرتی تھیں اور اصرار کرتیں کہ اپنے کام کو جاری رکھیں۔ ان کے دل کو مطمئن کرنے کے لیے اپنی پوری کوشش کرتی کہ مقدمہ لکھیں اور کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کی۔ وہ ان سے تحریری سرگرمی کے بارے میں پوچھتی رہتی اور اصرار کرتیں تاکہ مولف اپنی پوری صلاحیت کے ساتھ لکھیں، اور خواتین کے میدان میں اسلامی تحریر کی حمایت کی پوری کوشش کریں، آپ نے ان احساسات پر کوئی توجہ نہیں دی جن کو لوگ ان معاملات میں اہمیت دیتے ہیں جیسے کہ نظر بد اور حسد وغیرہ بلکہ اس کے برعکس اگر کوئی کتاب شائع ہوتی تو آپ بہت خوش ہوتی اور دوسروں کو بھی اسے پڑھنے کی ترغیب دلاتی۔ اور اسے اپنی مدد اور ہدف میں حمایت کا ذریعہ سمجھتی، وہ ہدف جس کے لئے آپ نے اپنی جوانی قربان کر دی۔

حکیمانہ طریقہ کار

شہیدہ بنت الہدیٰ اپنی تربیت کرنے اور ہدف تک پہنچے کے لیے ہمیشہ حکمت آمیز روش اور طریقہ کار سے استفادہ کرتی تھی، خدا نے انہیں تدبیر اور عقل و شعور سے نوازا تھا ایسی عقل کہ انکے ہدف تک پہنچنے میں مدد کرتی تھی۔ ایسی بہت سی مثالیں ملتی ہیں۔

یہاں ہم نمونے کے طور پر صرف ایک مثال کی جانب اشارہ کرتے ہیں، چنانچہ ایک کالج کی لڑکی کہ جسے صحیح راستے کی پہچان نہیں تھی کبھی جب بنت الہدیٰ سے ملاقات ہوتی تو آپ چاہتی کہ اس میں حجاب کا عقیدہ پیدا ہو لیکن وہ اس چیز سے منع کرتی کیونکہ اس کی نظر میں اور معاشرہ کی نظر میں حجاب سے مراد عربی چادر کا اوڑھنا تھا۔ آپ اس سے کہتی تھی ضروری نہیں ہے کہ تم چادر ہی پہنو بلکہ بدن کا چھپانا ضروری ہے اگر اسکارف اور لمبی قمیص پہنو تو کافی ہے۔ شہیدہ بنت الہدیٰ نے اس بات کو اس وقت کہا جب لمبی قمیص حجاب کا عنوان نہیں رکھتی تھی چنانچہ وہ جوان لڑکی اسی بات سے ہدایت پا گئی۔ کچھ دن بعد اس کا ایمان اور مضبوط ہوا تو وہ چادر بھی پہنے لگی اس کے بعد اس نے اپنی بہت سی ناپسندیدہ عادتوں کو بدل ڈالا یہاں تک کہ بہت سے چادر پہننے والی خواتین سے بھی زیادہ بہتر ہو گئی۔

نتیجہ

تاریخ اسلام میں بہت ساری عظیم عورتیں گزری ہیں جنہوں نے احکام الٰہی کے تحفظ اور اس کی اشاعت کی خاطر اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا ان میں سے ایک عظیم شخصیت، بنت الہدیٰ تھی۔ آپ کی شخصیت کے پیچھے ایک باہمت، عظیم اور پاک دامن ماں کا کردار تھا جنہوں نے آپ کی ایسی تربیت کی جو مستقبل میں ایک مسلمان عورت کی رہنمائی کر سکے اور ضلالت کے تاریک صحرا میں بھٹکنے والوں کے لیے افراد کیلئے روشنی کا مینارہ و چراغ بن سکے۔ اور اسی تربیت کا نتیجہ تھا کہ آپ اپنی عمر کے اس حصے میں جہاں آپ کی عمر کے دوسرے بچے کھیل کود میں مشغول و مصروف ہوتے تھے، پختگی اور کمال کی چوٹی کو سر کیا جو عموما دوسرے بچوں کیلئے سر کرنا مشکل تھا۔ آپ مستحکم ادبی ذوق رکھتی تھیں۔ وہ منفرد شاعرانہ، ہنر اور وسیع تخیل کی مالکہ تھیں۔ یہ ذوق ان کی تحریر شدہ اسلامی کتب اور بلند پایہ مقاصد میں بخوبی نظر آتا ہے۔

ابلاغ دین میں آمنہ بنت الہدیٰ کا انقلابی کردار

سیدہ مشعل زہرا
ااسکالر، ایم اے اسلامیات وعربی

مقدمہ

ابلاغ دین انبیا واولیائے الٰہی کے فرائض میں سے ایک ہے جس کو ہر دور میں انہوں نے بہترین طریقہ سے انجام دیا ہے۔ انہوں نے گھٹاٹوپ تاریکی میں ڈوبے ہوئے معاشروں میں بہترین انداز تبلیغ اپنا کر ہدایت کے مشعل کو روشن کیا جہاں مردوں نے اسلام کے لئے آواز اٹھائی وہاں ایمان، تقوی اور حساس ذمہ ادری سے سرشار خواتین نے بھی ظالم وجابروں کے سامنے دین کی سربلندی کے لئے ڈٹ کر آواز حق بلند کی جن میں حضرت آسیہ، حضرت مریم، حضرت خدیجہ، حضرت زہرا، حضرت زینب جیسی خواتین قابل ذکر ہیں۔ انہیں حسینی قافلے میں شامل ہونے والی خواتین میں سے ایک بنت الہدیٰ بھی ہے۔ جنہوں نے عزم زینبی کے ساتھ قلم وزبان اور عملی اقدامات کے ذریعے عراقی خواتین میں ایسا جوش اور ولولہ پیدا کیا اور ان کا تبلیغی انداز ایسا تھا جو قرآنی اصولوں اور تبلیغ کے تمام شرائط پر پورا اترتا تھا۔

کسی بھی پیغام کے ابلاغ میں چار بنیادی ارکان انتہائی اہم ہیں، چنانچہ کسی بھی مبلغ کی کامیابی میں ان چار عناصر کو مد نظر رکھنا لازم ہے۔

ا۔ مبلغ کی شخصیت اور اس کا کردار

تبلیغ کا معنی بذات خود پہنچانا ہے کہ ایک شخص اپنا پیغام دوسروں تک پہنچائے۔ قرآن کریم میں انبیا کو الٰہی پیغام پہنچانے والے مبلغ کے عنوان سے یاد کیا گیا ہے۔ جیسے: يا قَوْمِ لَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ رِسالاتِ رَبِّي۔ اس لحاظ سے مبلغ کی شخصیت، اس پیغام کو پہنچانے میں سب سے اہم کردار ادا کرتی ہے۔

۲۔ پیغام، حقانیت پر مبنی اور انسان کی ضرورت کے عین مطابق ہو۔

دوسری چیز پیغام انسانی فطرت، عقل اور انسانی اصولوں سے ہم آہنگ ہو، اگر وہ پیغام خود حق نہ ہو اور انسان کے حقیقی مسائل کو حل نہ کرے تو وہ پیغام کامیاب نہیں ہوگا۔

۳۔ ابلاغ کا اسلوب اور طریقہ کار

تیسری چیز اس پیغام کے ابلاغ کا اسلوب ہے اگر پیغام کو ہر دور کے تقاضوں کے عین مطابق پیش کیا جائے تو وہ پیغام اور ابلاغ کا عمل یقینا کامیاب ہوگا۔

۴۔ ابلاغ کے وسائل اور ابزار

چوتھی اہم چیز جو تبلیغ کے میدان اہمیت کی حامل ہے وہ ابلاغ کے لئے جائز اور حلال ذرائع کو بروئے کار لانا ہے، اور اس ضمن میں جتنا مقصد وہدف مقدس ہو اتنا ہی اس کا ذریعہ اور وسیلہ بھی پاک وپاکیزہ ہونا شرط ہے۔

ان چار عناصر کی روشنی میں اگر عصر حاضر میں دین کے ابلاغ کی جدوجہد کرنے والی ہستیوں کے بارے میں مطالعہ کریں تو ان کی کامیابی میں یہی عناصر نمایاں طور پر کارفرما نظر آتے ہیں۔

شہیدہ بنت الہدی عراق کے شہر کاظمین میں پیدا ہوئی، دوسال کی عمر میں والد کا انتقال ہو اور وہ اپنی والدہ اور دو بھائیوں کے زیر سایہ پروان چڑھی، تعلیمی مدارج بھی اپنے بھائی سید محمد باقر الصدر کے پاس سے طے کیا، اور درجہ اجتہاد تک پہنچ گئی، علم کی روشنی سے خود بھی مستفیض ہوئی اور دوسروں کو بھی منور کیا۔ حضرت زہرا علیہا السلام اور زینب کبری سلام اللہ علیہا کی سیرت پر چلتے ہوئے تبلیغ دین، امر بالمعروف اور اسلام کی نشرواشاعت کی سنگین ذمہ داری کو اچھی طرح نبھایا اور شہید باقر الصدر کے دست راست کے طور پر انکے شانہ بشانہ کام کیا۔ اور شعور وبیداری کی علامت اور ظلم کے خلاف موثر اواز بن کر سامنے آگئی۔

شہیدہ آمنہ بنت الہدی وہ شخصیت ہے جس نے ابلاغ دین کے فریضہ کو کامیابی کے ساتھ انجام دیااور وہ اپنے اس مشن میں کامیاب بھی ہوئی اور عراق کی سرزمین پر خواتین میں شعور، آگاہی، بیداری اور دین کے ابلاغ میں کامیابی کا سہرا اپنے سر پر سجایا چنانچہ ان کے اثرات سے مرعوب ہوکر وقت کے ظالم حکمران آپ کو برداشت نہ کرسکے۔

شہدہ بنت الہدی کی شخصیت کو دیکھ لیں تو ان میں وہ شرائط وصفات بنحو بی پائے جاتے ہیں جو اسلام نے ایک مبلغ کے لئے بیان کیا ہے، خصوصا تاریخ اسلام کے باب میں مردوں کے ساتھ بعض عورتوں کو بطور مثال پیش کرتے ہوئے جن خصوصیات اور صفات کی جانب قرآن نے اشارہ کیا ہے وہ شہیدہ بنت الہدی میں بطوراتم پائے جاتے تھے۔ شہیدہ بنت الہدی، اللہ پر کامل ایمان، شجاعت وبہادری میں بے مثال، بصیرت میں باکمال ،اسلامی تعلیمات سے مکمل آشنائی سمیت ایک داعی اور مبلغ دین کیلئے درکار تمام صفات کی حامل شخصیت تھی۔

دوسری اہم شرط جو پیغام کی حقانیت سے عبارت ہے، کے تناظر میں دیکھا جائے تو آپ کی ذات وہ ذات تھی جو اس پیغام کی جانب پورے ایمان کے ساتھ بلا رہی تھی جو انبیا وائمہ طاہرین کا شیوہ تھا اور اس دور کے مراجع، فقہا اور علما اسی مشن کو آگے بڑھا رہے تھے۔ خصوصا آپ کے بھائی شہید صدر وقت کے مرجع اور اسلامی آفاقی اصولوں کی جانب انتہائی مضبوط اور مستحکم انداز میں کوشاں تھے، آپ بھی انہی کے نقش قدم پر گامزن تھی۔

تیسری اہم چیز آپ کا سلوب عمل تھا جو اسلام کی اصالت کی جانب دعوت کے ساتھ جدید اور وقت کے تقاضوں کے عین مطابق تھا، جن میں قلم کے ذریعے کہانی، شعر، سیمینار، کانفرنس سے جیسے جدید اسلوب سے استفادہ وغیرہ شامل ہے۔

چوتھی اہم چیز بنت الہدی نے اپنے مقاصد کے حصول کیلئے بروئے کار لایا وہ یہ تھا کہ آپ نے کسی بھی غیر شرعی وسائل اور ذرائع سے اپنے مقاصد کے حصول کیلئے استفادہ نہیں کیا، جب مدارس الزہرا کو حکومتی کنٹرول میں لیا گیا تو انہوں نے پھر بھی کام کرنے کو اپنے اہدارف سے متصادم قرار دیتے ہوئے وہاں سے استعفیٰ دیا۔ ساتھ ہی تبلیغی راہ میں وقت کے ظالم وجابر حکمرانوں کے مقابلہ میں مضبوط موقف اپنائے رکھا۔

ابلاغ دین میں شہیدہ بنت الہدی کا جو کردار ہے وہ برسہا برس گزرنے کے بعد بھی دور حاضر کی خواتین کی تبلیغی راہ میں نمونہ عمل ہے۔

شہیدہ بنت الہدی نے اپنی تبلیغی سرگرمیوں میں ان تمام حالات کو مدنظر رکھا جو امت مسلمہ کے لئے درپیش تھے، آپ کی تبلیغی سرگرمیوں میں مدارس الزہرا کی نگرانی، گھروں میں دینی جلسات کی تشکیل اور مجلہ الاضوا میں مقالہ نویسی، مذہبی کہانی اور شاعری وغیرہ شامل ہے۔

بنت الہدی اسلام میں خواتین کے کردار سے بخوبی واقف تھی۔ اس لئے دین کی تبلیغ کے لئے انہوں نے مختلف اسلوب وطریقہ کار اپنایا جو اس وقت کی ضرورت تھا، الاضوا کی تحریروں کے موضوعات میں خواتین کی جانب سے اسلامی اقدار کی پابندی کی اہمیت اور مغربی تہذیب وثقافت سے دوری کی جانب تاکید نظر آتی ہے۔

دینی تبلیغ کے لئے نیک اور صالحہ خواتین کی تربیت ان کی اولین ترجیحات میں شامل تھی یہی وجہ ہے کہ وہ خواتین کے لئے خصوصی نشستوں کا اہتمام کرتی اور ان کے گھروں میں جاتی، تاکہ ان کے پورے گھریلو ماحول پر اس کے اثرات مترتب ہوں۔ انہوں نے چار سو ایسی سرگرم طالبات کو ایک پلیٹ فارم پر یکجا کرنے میں کامیابی حاصل کی جنہوں نے ان تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے معاشرے میں اہم کردار ادا کیا اور ان کے ہر قدم پر ساتھ دیا اور اسلام کا پیغام پھیلانے میں بھرپور کوشش کیں۔

شہیدہ بنت الہدی خواتین کی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے، ان میں احساس ذمہ داری پیدا کرنے اور حوصلے کے ساتھ بہترین تعلیم وتربیت کے حصول کا درس دیتی اور انہیں مختلف شعبہ ہائے حیات میں آگے بڑھنے کی تشویق کرتی۔

نتیجہ:

شہید بنت الہدی نے ابلاغ دین کے سلسلے میں خواتین کے دلوں میں بلند حوصلوں اور احساس ذمہ داری کی بنیاد رکھی اور اپنی شہادت کے آخری لحات تک اس مشن کو تمام تر مشکلات کے باوجود اپنے کاندھے پر لے کر چلتی رہی۔ چنانچہ ان کی شخصیت خواتین کے لئے رہنمائی اور ہدایت کا سرچشمہ ہے جس سے سیراب ہوکر ہماری خواتین بھی اپنے سماج اور معاشرے میں ابلاغ دین کا کام احسن طریقے سے انجام دے سکتی ہیں۔

تعلیم و تربیت کی راہ میں بنت الہدیٰ رح کی خدمات

گل چہرہ جوادی
کارشناسی ارشد فقہ تربیتی مجتمع آموزش بنت الہدیٰ۔ قم

شہیدہ بنت الہدی ان شخصیات میں سے ایک ہیں جو عصر حاضر کی مسلم خواتین کے لیے ایک نمایاں رول ماڈل ہیں چنانچہ اسی پہلو کے پیش نظر ان کی شخصیت خصوصا تعلیمی طریقوں کے بارے میں آگاہی ضروری ہے۔ مجتہدہ، عالمہ شہید بنت الہدیٰ، جہاں الٰہی فکر کا علمبردار، نئی نسل کی معلمہ اور بیداری کی مشعل فروزاں ہیں وہاں روشن خیالی، بخشش اور عمل صالح کا بھی سرچشمہ دکھائی دیتی ہے۔ انہوں نے نہ صرف دینی تعلیم، کانفرنسوں وجلسات کے انعقاد، تصنیف کتب کے ذریعے لوگوں کے عقائد اور ذہنوں کی تعمیر کی بلکہ اسکے ساتھ اپنے منفرد اخلاق کے ذریعے خواتین کی مذہبی، فکری اور روحانی ضروریات کو پورا کرنے میں مدد فراہم کی جس کے نتیجے میں انہوں نے خواتین کے ذہنوں میں اسلامی تصورات اور مذہبی احکام کو اجاگر کرکے اپنے آپکو ایک نمونہ، مشعل اور نیکی اور روشن خیالی کے ایک ابلتے چشمے کے طور پر پیش کیا۔ بنت الہدیٰ صدر اپنے عظیم بھائی سید محمد باقر صدر کی رہنمائی کے طفیل، تمام شعبوں بالخصوص درس و تدریس کے میدان میں ابھر کر سامنے آگئی۔

ان کی قابل ذکر سرگرمیوں میں کتابیں، مضامین، الزہرا اسکولوں کا قیام، خواتین کے لیے مذہبی مجالس کا انعقاد، تدریس، دعائیہ نشستوں کا انعقاد، مذہبی رسومات کی طرف جھکاو اور خواتین کے لئے درپیش مذہبی مسائل کا حل وغیرہ شامل ہیں۔ چنانچہ اس مضمون میں تعلیمی میدان میں ان کی سرگرمیوں کی جانب اختصار کے ساتھ اشارہ کرنے کی کوشش کئی گئی ہے۔

شہیدہ بنت الہدی کی علمی خدمات

بنت الہدی کی علمی، تبلیغی کوششوں اور خدمات کے مختلف مراحل تھے جن میں سے اہم ترین کا یہاں مختصر تذکرہ کیا جاتا ہے:

الزہرا اسکولوں اور بعض ثقافتی مراکز کا قیام

سیدہ شاہدہ، بغداد، کاظمیہ اور نجف میں اسلامک چیریٹی فنڈ سے منسلک الزہرا اسکولوں کے بانیوں میں سے ایک تھیں۔ اس تعلیمی کمپلیکس کے قیام کا ایک مقصد محض تعلیمی ضروریات کو پورا کرنا تھا۔ اگرچہ عراق میں موجود سرکاری اسکولوں میں طالبات کو پڑھایا جاتا تھا، لیکن دیگر ضروریات بھی ان اسکولوں کے قیام کا باعث بنیں۔ ضروریات میں سے اہم مادی ثقافت کا فروغ تھا جس کی وجہ سے جو بدعنوانی اور اخلاقی انحراف معاشرے میں پھیل گیا تھا جس کا مقابلہ اسلامی ثقافت کے وسیع پیمانے پر پھیلاؤ کے ذریعے کرکے خواتین کی حالت بہتر ہو سکتی تھی۔ بلاشبہ ان سکولوں کے پاس بہترین طریقے تھے جن کے ذریعے پڑھی لکھی خواتین کے لیے اصلاح کے لیے موقع فراہم کی جاتا تھا جو وقت کے تقاضوں اور طلبہ کی خواہشات کے عین مطابق تھا۔ ان اسکولوں کے قیام کے لیے حکومت کی منظوری حاصل کرنے کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا کہ جو مضامین سرکاری اسکولوں میں پڑھائے جاتے تھے ان اسکولوں میں بھی پڑھائے جائیں، یہاں کے فارغ التحصیل طلباء کو ان اسکولوں میں اپنی تعلیم جاری رکھنے سے روکا نہیں گیا بلکہ ان مواد میں اسلامی نظریاتی اور تعلیمی نصاب کے دیگر مواد کو بھی شامل کیا گیا۔

الزہرا اسکول کی ڈائریکٹر محترمہ سیدلی اس حوالے سے کہتی ہیں:
"اخلاقی بدعنوانی کے فروغ سے نمٹنے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ لڑکیوں کی جدید تعلیم اور تربیت پر توجہ دی جائے، اور یہ کام اس وقت تک ممکن نہیں جب تک اسلامی اسکولوں کے قیام کو اصل مقصد کے لیے وقف کیے جائیں اور اس سلسلے میں مسلم خواتین کی حقیقی شناخت بحال کرنے کی کوشش کرنا چاہیے۔

شہید بنت الہدی نے ان سرکاری اسکولوں کو قائم کرنے کے لیے بہت کوششیں کیں جو کہ حکومتی قوانین کے ماتحت تھے، ان اسکولوں میں لڑکیوں کی تعلیم میں دو سے زیادہ مضامین کا اضافہ کیا۔ اور ایک شیعہ خاتون ٹیچر جو علمی طور پر قابل تھیں۔ خصوصی وظائف اور اسلامی رسوم ورواج

کے پابند تھی، آپ نے انہیں لڑکیوں کا رول ماڈل مقرر کیا اور ان اسکولوں کا نام "الزہرا اسکول" رکھا۔ بغداد اور کاظمیہ بھی ان مکاتب کے مراکز بنے۔ ان کمپلیکس میں کنڈر گارٹن، پرائمری اور نرسری سکول شامل تھے۔ اس سلسلے میں ان کی ایک اہم سرگرمی ان اسکولوں کے اساتذہ کو ثقافتی اور بامقصد اسلامی تعلیم دینا تھی، جنہیں اسکول کے اوقات کے بعد لازمی طور پر پڑھایا جاتا تھا۔

سرکاری اسکولوں کے مقابلے میں، ان اسکولوں نے وزارت کے قومی امتحانات میں بہت سی نمایاں کامیابیاں حاصل کیں، اور لوگوں نے اس قدر استقبال کیا کہ وہ ان میں داخلے کے لیے قطار میں کھڑے ہو گئے۔ آپ ہفتے میں تین دن مناسب اسکولوں میں حاضری دیتی اور تین دن نجف اشرف کے تربیتی مراکز کا دورہ کرتی تھیں۔ آخر کار بنت الہدیٰ کی جدوجہد رنگ لائی اور کمترین امکانات کے باوجود بابرکت نتائج حاصل ہوئے۔

"یہ دیکھنا خوش قسمتی کی بات ہے کہ برطانیہ اور خلیج فارس میں الزہرا اسکول کے فارغ التحصیل افراد کی ایک بڑی تعداد موجود ہے، اور یہ خوشی کا باعث ہے کہ وہ اس شہیدہ کی خواہش کو پورا کرنے میں کامیاب رہے ہیں، اور مجھے امید ہے کہ انکی کوششیں مزید بھی رنگ لائیں گی۔ اس سلسلے میں انہوں نے مزید کہا۔ "جو اس اسکول میں پلے بڑھے وہ مجاہدین کی مائیں اور مجاہدہ بیویاں بنیں۔

شہیدہ بنت الہدیٰ کی تالیفات

بنت الہدیٰ اپنے مقاصد اور روشن خیالی کے حصول کے لیے کہانی کے استعمال میں ایک شاندار اور ماہر مصنفہ تھیں۔ اس حوالے سے انہیں خواتین کی رہنما قرار دی جاسکتی ہے، اس لیے کہ نجف (حالانکہ یہ مدرسہ اور مذہبی اتھارٹی کا مرکز تھا) میں ہم شہید بنت الہدیٰ سے پہلے کسی خاتون مسلمان مصنفہ کو نہیں جانتے۔ تاہم یہ خاتون سادہ زیست تھی، اور اس کا مقصد کبھی شہرت اکا حصول نہیں تھا، اور جو کچھ ہم ان کے بارے میں جانتے ہیں، اس کے مطابق وہ کبھی کبھی اپنی کتابوں کو نظر انداز کر دیتی تھیں۔ گویا یہ کتابیں اس کی نہیں، کبھی یہ نہیں سنا گیا کہ وہ ان کتابوں پر فخر کرتی، یا اپنے آپ کو تعریف و تمجید کے لیے پیش کرتی، بلکہ ان کا مقصد اسلام کی خدمت اور اسلامی بیداری کی کوشش تھی۔ جو چیز اس حقیقت کی تصدیق کرتی ہے وہ قلمی نام "بنت الہدیٰ" تھا جسے شہیدہ آمنہ صدر نے اپنے لیے منتخب کیا تھا۔ وہ شہرت اور ذاتی محبت سے بچنا چاہتی تھی۔ جب کہ اس کا اصلی نام درج کرنے میں کسی طرح کوئی مشکل بھی نہیں تھی۔

شہید بنت الہدیٰ نے اپنے مضامین الاَضواء میگزین میں شائع کرنا شروع کیا۔ جس سلسلہ علماء کے ایک گروپ نے قائم کیا تھا۔ آپ کے مضامین ایمان میگزین میں بھی شائع ہوتے تھے جو شیخ موسیٰ یعقوبی مرحوم شائع کرتے تھے۔ انہوں نے اپنی تحریر میں کمال حاصل کیا اور آپ کے مضامین میں ایک طرح کی جدت پائی جاتی تھی گویا ایک نئی روح تھی جو مضامین میں رواں تھی اور مسائل کے حل کے لیے واضح سوچ اور راہ حل شامل تھا اور دکھاوے اور شہرت کے حصول سے بالکل پاک تھے۔

تدریس اور دعائیہ نشستوں کا انعقاد

سیدہ شہیدہ بنت الہدیٰ، درس و تدریس میں بہت آگے تھیں، اور "تعلیم" ان کی کاوشوں کی ایک مثال تھی۔ علمی راہ میں، بنت الہدیٰ کے لیے مختلف مسائل در پیش تھے؛ دوسری چیزوں کے علاوہ، مدرسے کی نصابی کتابیں اکثر تدریس کے لیے نہیں لکھی جاتی تھیں اس وجہ سے وضاحت کیلئے ایک واضح طریقہ کار کی ضرورت تھی۔ کورسز کی تدریس میں ایک اور مسئلہ ان کتابوں کی ناقص پرنٹنگ اور تحریروں میں بے ترتیبی تھی۔ اس کے علاوہ، مختلف شعبوں میں نصاب کی ایک الگ نوعیت اور خاص اصطلاحات پائی جاتی تھیں، اور اسی وجہ سے عام لوگوں کے لیے کسی قابل استاد سے مشورہ کیے بغیر انہیں سمجھنا اور سمجھانا عموماً ممکن نہیں ہوتا۔

شہید بنت الہدیٰ اپنے دو بھائیوں مرحوم سید اسماعیل صدر اور شہید سید باقر الصدر سے قربت کی وجہ سے ان تمام مسائل پر عبور رکھتی تھیں اور مدرسہ کے علمی مواد سے ان کا ماحول، خاص طور پر فقہی اور اصولی مواد نے اس قابل بنا دیا تھا کہ اس نے اپنے گھر میں جو تدریسی حلقے بنائے ان سے بنت الہدیٰ کا اصل مقصد نہ صرف طالبات کی تعلیم و تربیت کرنا تھا بلکہ اسے مستقبل میں اایسے ایک راستے کو جاری رکھنے کی ذمہ داری اٹھانے کے لیے تیار کرنا اور ان میں ایسی علمی صلاحیت پیدا کرنا تھا جو مستقبل میں خواتین کے لیے مدارس کے قیام، اسلامی ثقافت اور تعلیمات کو پھیلانے کیلئے زمینہ ساز ہو۔

تدریس کے علاوہ، شہید بنت الہدیٰ نے ایک عمومی مذہبی ثقافتی مہم کا اہتمام کیا جس میں اسلامی فکر کو دور حاضر کی ضروریات اور تقاضوں کے مطابق میں پیش کیا۔ آپ نے اس میدان میں ایک بے مثال کامیابی حاصل

کی اور خواتین کے مختلف طبقوں نے اس کا خیر مقدم کیا تھا۔ آپ نے بعض اوقات خواتین کے افکار، صلاحیتوں اور ذہنی سطح کو مد نظر رکھ کر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ انہوں نے شادی کے موقع پر منعقد ہونے والی محفلوں کی نوعیت پر غور کیا تاکہ اس طرح کی محفلیں اسلامی اخلاق اور رسم و رواج کے عین مطابق ہوں جس کے نتیجے میں اسلام میں شادی کی حقیقت اور اس کے مقاصد کو سمجھنے کا ایک اچھا موقع فراہم ہو اور آپ نے ضروری سمجھا کہ جوڑے میں اعلیٰ اخلاق، مکمل ہم آہنگی اور مادی چیزوں کی کوئی فکر نہ ہو اور ساتھ ہی ساتھ خوشی کی فطری شکل پر توجہ دی جائے جو ان رشتوں کے ساتھ ہم آہنگ ہو۔

شہید بنت الہدی کا دل، اللہ کے مقدس گھر کے مشاہدے کی آرزو رکھتا تھا جو مکہ اور مدینہ کی مقدس سرزمین میں موجود تھا۔ جب حج کے ایام آئے تو ان کے وجود میں ایک عجیب ولولہ اور خوشی کی کیفیت طاری ہو گئی۔ شہید بنت الہدیٰ، حج کے دوران بغداد اور کاظمیہ سے نکلنے والے قافلوں میں سے ایک میں روحانی کاروان کے طور پر حج پر جاتی تھیں۔ حج کے ایام میں وہ خواتین کو حج کے مسائل اور احکام سکھاتی تھیں اور چونکہ وہ فقہی نقطہ نظر سے ہر مجتہد کے فتویٰ کے مطابق ہر مقلد کی دینی ضرورت کو پورا کرتی تھیں۔ اگر اسے کوئی ایسا مسئلہ درپیش ہوتا جس کا تذکرہ کتابوں میں نہ ملے تو وہ اپنے بھائی آیت اللہ صدر سے دریافت کرتی تھی۔

نتیجہ:

بنت الہدی صدر نے اپنے علم، عمل، عاجزی اور اخلاق کی بدولت بہت سے نوجوانوں کو راہ راست پر لانے اور بہت سے آزاد منش افراد کو دین اسلام کی تعلیمات سے روشناس کرایا۔ سید محمد باقر صدر نے ان کے بچپن اور جوانی میں ان کی شخصیت، افکار کی تشکیل اور خواتین کے تعلیمی اور سماجی امور کے لیے تحریریں اور مضامین لکھنے اور ذمہ دار بننے کی ترغیب دینے میں اہم کردار ادا کیا۔ وہ بغداد، نجف، کاظمین، بصرہ اور دیوانیہ میں الزہرا اسلامی اسکولوں کے بانیوں میں سے ایک تھیں۔ ان اسکولوں کے قیام کا مقصد مسلمان لڑکیوں کو اسلامی نہج اور طریقے پر تعلیم و تربیت سے آراستہ کرنا تھا۔ بنت الہدی جس نے ہمیشہ شہید سید محمد باقر صدر کے ساتھ مل کر اسلام کو زندہ رکھنے کے لیے جدوجہد کی۔ ان کی ثقافتی اور مذہبی سرگرمیوں میں نجف اور کاظمین کے الزہرا اسکولوں کی نگرانی، گھروں میں اسلامی نشستوں کا انعقاد، الاضوا میگزین میں مضامین، افسانے و رمذہبی نظمیں لکھنا شامل ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ کتاب الشہیدۃ بنت الہدی سیر تھا و میر تھا، الشیخ محمد رضا نعمانی، مؤسسہ اسماعیلیان، تاریخ نشر، ۱۳۷۸ھ ش، ۱۴۲۰ھ ق۔
۲۔ روزنامہ بطلۃ النجف، ص ۴۵۔
۳۔ بنت الھدی، سایت رحماء۔
۴۔ الحسون، محمد و مشکور، ام علی، اعلام النساء المؤمنات، تھران، انتشارات اسوہ، چاپ اول، ۱۴۱۱ق۔
۵۔ مجلہ بانوان شیعہ، شمارہ ۳ (با تلخیص)
۶۔ روزنامہ قدس

بقیہ: مکتب صدر کی کامیابی میں شہیدہ بنت الہدیؒ کا کردار

باقر الصدر عراقی خون خوار صدر کے ہاتھوں گرفتار ہوئے اور سخت شکنجوں کے بعد شہید کر دیے گئے۔

منابع

۱۔ مجموعہ آثار امام خمینی (رہ)، صحیفہ امام، ج ۱۲، ص ۲۵۳ و ۲۵۴
۲۔ خواتین کے اجتماع میں رہبر معظم آیت اللہ خامنہ ای کے بیانات، ۳۰۔۷۔۱۳۷۶
۳۔ محمد رضا نعمانی، سیرہ و راہ شہید بنت الہدیٰ، مقدمہ مولف
۴۔ محمد رضا نعمانی، سیرہ و راہ شہید بنت الہدیٰ، ص ۱۵
۵۔ محمد رضا نعمانی، سیرہ و راہ شہید بنت الہدیٰ، ص ۱۱
۶۔ سید ذیشان حیدر جوادی، شہید اسلام آیت اللہ السید محمد باقر الصدر حیات اور کارنامے، ص ۴ و ۵
۷۔ سورہ رعد، آیت ۱۱
۸۔ عبد الکریم آل نجف، عبد اللہ امینی، مھدی علیزادہ، آزادی در نگاہ شہید آیت اللہ محمد صدر (رہ)، ص ۱۷
۹۔ الحسون، اعلام النساء المؤمنات، ص ۷۸
۱۰۔ جمشیدی و درودی، حکومت اسلامی در اندیشہ سیاسی شہید صدر، ص ۹
۱۱۔ سعید خان پٹھان، پہلی اور آخری مرتبہ، شہید باقر صدر، اسلام ٹائمز، ۲۰۲۱
۱۲۔ ان۔ ویلی، نہضت اسلامی شیعیان عراق، ص ۱۱۲

آمنہ بنت الہدیٰ رح کا تربیتی، سماجی، اور سیاسی کردار

سیدہ کلثوم نقوی

مقدمہ

انسانی زندگی کے مختلف پہلو ہوتے ہیں جیسے انفرادی، اجتماعی، سیاسی پہلو ، جن کا تعلق مرد و عورت دونوں سے ہوتا ہے زندگی کے ان تمام پہلوؤں میں انسان کی کامیابی کا راز تعلیم و تربیت میں مضمر ہوتا ہے جب تک انسان خود کو یا دوسروں کو تعلیم و تربیت کے زیور سے مزین نہیں کرتا تب تک ممکن ہی نہیں کہ اپنے مقصد تک رسائی حاصل کر سکے ، شہیدہ آمنہ بنت الہدی کا شمار بھی ان شخصیات میں ہوتا ہے جنہوں نے نہ فقط خود کو بلکہ دوسروں کو بھی تعلیم و تربیت کے زیور سے آراستہ کیا۔

آپ نے نجف کے حوزہ سے تعلیم حاصل کی اور اپنے بھائیوں کے ساتھ سیاسی و سماجی سرگرمیوں میں مصروف رہی ، آپ نے ظالم و جابر حکومت کے خلاف قیام، باطل قوتوں کی سازشوں کو ناکام، خواتین کے لئے تعلیم و تربیت کا انتظام، اور سماجی خدمات میں بڑا کردار ادا کیا۔

ہم ذیل میں شہیدہ بنت الہدی کی تربیتی، سماجی، سیاسی پہلوؤں کو اختصار کے ساتھ بیان کریں گے:

۱: تعلیمی اور تبلیغی سرگرمیاں

بنت الہدی کے علمی، تربیتی، تبلیغی جہاد کے بعض مراحل ہیں جن میں سے اہم کا یہاں پر تذکرہ ہو گا

الف: الزہراء اسکول اور بعض ثقافتی مراکز کا قیام

بنت الہدی نجف، کاظمین، بغداد میں اسلامی چیریٹی فنڈ سے منسلک الزہراء اسکول کی بانی تھیں ان ابتدائی اور غیر ابتدائی تعلیمی احاطے کے قیام کا مقصد محض تعلیمی ضروریات کو پورا کرنا نہیں تھا کیونکہ عراق میں موجود گورنمنٹ اسکولز میں طالبات کو تعلیم دی جاتی تھی تاہم دیگر ضروریات باعث بنیں کہ الزہراء اسکول کا قیام عمل میں لایا جائے چنانچہ ان ضروریات میں سے صحیح اسلامی ثقافت کا وسیع پیمانے پر پھیلاؤ جس سے خواتین کی حیثیت کو ترقی حاصل ہو جائے، سرفہرست تھا، بلاشبہ ان اسکولز میں تعلیم اور تربیت کے بہترین طریقے تھے جس کی وجہ سے پڑھے لکھے افراد کو تربیتی میدان بھی فراہم کیا جاتا تھا اور یہ طریقے وقت کے تقاضوں اور طلباء کی خواہشات کے عین مطابق تھے ، اور ان اسکولز کے قیام کے لیے حکومت سے منظوری حاصل کرنے کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا کہ جو نصاب سرکاری اسکولوں (پرائمری اور نان پرائمری اسکولوں میں) میں پڑھایا جاتا ہے انہی مواد پر مشتمل نصاب ان میں بھی پڑھایا جائے تا کہ اس اسکول سے فارغ التحصیل طلباء کو اپنی تعلیم جاری رکھنے میں کسی طرح کی دشواری اور رکاوٹ کا سامنا کرنا نہ پڑے۔

"الزہراء اسکول کی ڈائریکٹر مسز صیدلی اس بارے میں کہتی ہے کہ اخلاقی بدعنوانی کے فروغ سے نمٹنے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ لڑکیوں کو تعلیم اور ان کے تربیت پر توجہ دی جائے اور یہ تب ممکن ہے جب اسلامی اسکول قائم کیے جائیں تا کہ مسلم خاتون اپنی حقیقی شناخت تک پہنچ سکے"

بنت الہدی نے ان اسکولز کے قیام کے لئے سخت محنت کی اور لڑکیوں کی تربیت کے لئے دو دروس کا اضافہ کیا اور ایک شیعہ خاتون ٹیچر معین کیا جو عموما علمی میدان میں ماہر اور قابل تھیں اور شریعت اسلامی پر مبنی رسم و رواج کی پابند تھیں اس نے لڑکیوں کے لئے ایک مثال قائم کی اور اس کا نام "الزہراء اسکول" رکھا گیا۔

سرکاری اسکولوں کے مقابلے میں ان اسکولز نے بہت سی کامیابیاں حاصل کیں جس کی وجہ سے الزہراء کے نام سے موسوم یہ علمی ادارہ علمی و تربیتی لحاظ سے بہت مشہور ہوا۔ ان اسکولز میں بنت الہدی کا ایک خاص کردار تھا وہ ہفتہ میں تین دن اسکول میں حاضر ہوتی تھیں اور تین دن تعلیم کے لئے نجف جاتی تھیں، یہ اسکولز عام طور پر خواتین کی تعلیم و تربیت کے لئے تھے کیونکہ ان میں سے کچھ لڑکیوں کو حجاب کی وجہ سے سرکاری اسکولوں میں داخلے سے روک دیا گیا تھا اسی لئے ان اسکولز نے خواتین کو مذہبی تعلیم اور عوامی ثقافت سیکھنے کا موقع فراہم کیا۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ بنت الہدی نے شریعت کی راہ میں بہت کوششیں کیں اور اپنا مال، وقت اور صحت اس کام میں لگایا، شہیدہ کے

خاص کاموں میں ایک کام کاظمین شہر میں ثقافتی مرکز کا قیام تھا جو ثقافتی اور اسلامی سرگرمیوں کا ذمہ دار تھا ان کی کوششوں سے دیگر ادارے قائم ہوئے جن میں طلباء، ملازمین، اور دیگر طبقات موجود تھے۔ عراق کی خاتون ام احمد بنت الہدی کے بارے میں کہتی ہے کہ وہ عورتوں کے معاشرے کو بدلنا، اور عورتوں سے جہالت اور انحراف کے مظاہر کو دور کرنا نیز مغربی ثقافت کو ختم کرنا چاہتی تھیں"

اس اسکول کی تاسیس کا مقصد عرب خواتین کی دینی ثقافت کو تقویت پہچانا تھا چنانچہ شہیدہ اپنے اس مقصد کے حصول میں کامیاب رہیں۔

ب: درس و تدریس اور دعائیہ نشستوں کا انعقاد

بنت الہدی نے درس اور تدریس میں ایک طویل سفر طے کیا درس و تدریس کا سلسلہ ان کی کاوشوں کی اعلیٰ نمونہ تھا، چنانچہ ان کے علمی سفر کے دوران انہیں کچھ مشکلات پیش آئیں ان میں سے ایک یہ کہ اسکول کی نصابی کتابیں اکثر تدریس کے لئے نہیں لکھی جاتی تھیں اور اسے سمجھنے اور سمجھانے کے لئے واضح طریقہ کی ضرورت تھی اسکول کے نصاب کی تعلیم کے ساتھ ایک اور مسئلہ ان کتابوں کی ناقص اشاعت اور تحریر تھی تاہم وہ اپنے بھائیوں سے قربت کی وجہ سے ان تمام مشکلات پر قابو پانے کی صلاحیت رکھتی تھیں، درس و تدریس کے علاوہ شہیدہ نے ایک عوامی مذہبی ثقافت کو ڈیزائن کیا جس میں اس نے اسلامی افکار کو وقت کی ضروریات اور تقاضوں کے عین مطابق پیش کیا اور خواتین کے مختلف حلقوں میں حقیقی مذہبی ثقافت کو فروغ دینے کے لئے ہونے والی تبدیلی کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کرتی تھیں اور صبر واستقامت کے ساتھ اپنے مقصد میں کامیاب ہوئیں۔

۲: سیاسی جدوجہد اور کوششیں

ام صادق کا کہنا ہے کہ بنت الہدی نے عراق میں ۸ جولائی ۱۹۵۸ کی بغاوت کے بعد اپنی سیاسی سرگرمیوں کا آغاز کیا اور بعض رسائل اور اخبارات میں مضامین شائع کرنا شروع کئے عراق میں اپنے بھائی کے ساتھ مل کر ایک تحریک وجود میں لائی اور یونیورسٹیز کی لڑکیوں کے حجاب کے میدان میں نمایاں سرگرمیاں انجام دیں اور جب پہلی بار آیت اللہ باقر الصدر کو گرفتار کیا گیا تو اس کے بعد شہیدہ نے ایک تقریر کی جس نے سب کو حیران کر دیا آپ نے فرمایا آپ کو یہ گمان ہے کہ رات کے اندھیرے میں جس وقت نجف کے لوگ سو رہے ہیں تھے کیوں آئے ہو؟ کس چیز نے آپ کو ڈرایا ہے؟ اس گھر میں کس چیز کا مشاہدہ کیا ہے؟ کیا آپ نے اسلحہ اور دھماکہ خیز مواد دیکھا ہے؟ ایک غیر مسلح آدمی جس کے پاس فقط ایمان اور یقین ہے اس کیلئے ساری طاقت کی کیا ضرورت ہے؟ سب لوگ جاگ چکے ہیں تیری وحدانیت کب تک سوتی رہے گی؟ بھائی کو دیکھ کر فرمایا کہ ہم واپس نہیں جائینگے ہم آپ کے ساتھ رہیں گے جیسے سیدہ زینب سلام اللہ علیہا اپنے بھائی حسین علیہ السلام کے ساتھ رہیں اور اس آیت کی تلاوت کے ساتھ تقریر کو ختم کیا " و سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون"

آیت اللہ صدر کو گرفتار کرکے لے گئے بنت الہدیٰ حرم مقدس کی طرف بڑھیں اور لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا آپ لوگ کیوں خاموش ہیں؟ آپ کے مرجع کو گرفتار کیا جا چکا ہے آئیں احتجاج کریں بنت الہدیٰ کی اس ملکوتی تقریر کا اثر تھا کہ لوگوں نے احتجاج کیا جس کے سبب صدامیوں نے اسی دن مجبورا اسے رہا کر دیا اس احتجاج نے بعثی دہشتگردوں کو ایک واضح پیغام دیا کہ ہم صدام ملعون کی سرپرستی میں چلنے والی شیطانی حکومت کے خلاف قیام کے لئے آمادہ ہیں۔ شہیدہ سیاسی کردار میں بھی ایک بااثر خاتون تھیں جس کے مختلف سیاسی عمل سے بعثی حکومت کو بڑا دھچکا لگا۔

۳: اسلامی معاشرے کی تشکیل کے لئے خواتین کے قوت ارادی کو استحکام بخشنا۔

ان کا ایک خاص عمل یہ تھا کہ خواتین کی توانائیوں کو اجاگر کرکے انہیں اپنی ذمہ داریوں کو نبھانے کا حوصلہ پیدا کرتی اور ان کی فکری صلاحیتوں کو استحکام بخشتی تاکہ معاشرہ میں اسلامی اقدار قائم ہو، اسی لئے آپ خواتین کو خصوصی درس دیتیں، اپنے گھر میں سیمینار منعقد کرتی اور اکثر اوقات دوسروں کے گھروں میں جاتی تاکہ ان پر گہرے اثرات مرتب ہوں اور معاشرے میں بہترین لوگ ملے اسی طرح انہوں نے نیک خواتین کو جمع کیا جنہوں نے اپنے اپنے اسلوب اور طریقہ سے معاشرے پر اثر مرتب کیا۔

۴: خواتین کے لئے سماجی کہانیاں لکھنا:

بنت الہدی ایک مفکرہ خاتون تھیں اس نے خواتین کے لئے سماجی و مذہبی کہانیاں لکھنا شروع کیں عرب ممالک کی بہت سی خواتین ان کہانیوں کے ذریعے سے اسلامی افکار سے مانوس ہوئیں۔ اس نقطہ نظر سے انہیں خواتین کی رہنما کہا جا سکتا ہے وہ ایسی کہانیاں لکھتی جو اسلامی قوانین سے

مربوط تھیں جیسے گھریلو مسائل، حجاب، عقائد، اسلام میں خواتین کا مقام، حقیقت کی تلاش وغیرہ یہ کہانیاں ایسی تھیں جو خواتین کی اجتماعی و معاشرتی زندگی کے مسائل کو حل کرنے میں معاون و مددگار ثابت ہو سکتی تھیں شہیدہ کی یہ خدمت اس حقیقت کی تصدیق کرتی ہے کہ اس کا مقصد اسلام کی زیادہ سے زیادہ خدمت کرنا اور اسلامی بیداری کے لئے جدوجہد کرنا ہے، انہوں نے اپنی زندگی کے آخری ایام تک مختلف طریقوں سے اسلام کی تبلیغ کی جن میں لیکچر دینا، کہانیاں لکھنا، اور شاعری وغیرہ شامل ہے۔

۵: دوران حج خواتین کی تعلیم و تربیت

بنت الہدیٰ نے حج کے موقع کو ایک طاقتور مذہب کی آبیاری کے لئے ایک زینہ کے طور پر دیکھا اس نے مسلم خواتین کی مذہبی بیداری کی سطح کو بلند کرنے، مذہب کے اہم پہلوؤں سے واقف کرانے، غلط اور منفی پروپیگنڈوں کے اثرات کو ختم کرنے کے لئے اس سنہرے موقع سے فائدہ اٹھایا۔ ان کا یہ عمل اس وقت خاص اہمیت کا حامل تھا کیونکہ حجاج کرام بغیر کسی علمی یا ثقافتی تعاون کے سرزمین وحی کو چھوڑ گئے تھے جب کہ حجاج کرام کے خیالات کو ناکام بنانے کے لئے بے شمار سازشیں کی گئی تھیں مثال کے طور پر سعودی حکومت، حج کے موقع کو وہابی نظریات کی ترویج اور شکوک و شبہات پیدا کرنے کے لئے استعمال کر رہی تھی اس کے علاوہ سعودی حکام مختلف سازشوں سے اسلامی افکار کو مٹانے کی کوشش میں تھے ان حالات میں بھی شہیدہ کی سرگرمیوں کا دائرہ مسلم خواتین کی مذہبی بیداری کی سطح کو بلند کرنے تک محدود نہیں ہوتا تھا بلکہ اس کے ساتھ آپ، خواتین کو حج کے مسائل، فقہی احکام سکھانے کے ساتھ وقت کے مرجع عالی قدر سید محمد باقر صدر اور ان کی تقلید کرنے والی خواتین کے درمیان رابطہ قائم کرنے میں بڑا کردار ادا کیا چنانچہ خواتین کے مخصوص فقہی مسائل کے جوابات اپنے بھائی شہید باقر صدر سے دریافت کر کے ان کو آگاہ کرتی، اور حج میں وہ خواتین کے پاس جاتی تھیں جن کے پاس سفر حج سے پہلے پختہ ایمان، تقوی نہیں ہوتا تھا لیکن شہیدہ کی تعلیم و تربیت کے نتیجے میں مکمل طور پر ایمان و تقوی کی دولت کے ساتھ واپس پلٹ آتیں۔

بنت الہدیٰ نے اپنی ثقافتی اور تعلیمی سرگرمیوں کا دائرہ اپنے ساتھیوں تک محدود نہیں رکھا جہاں تک ممکن ہوا دوسرے مسلم ممالک کی خواتین سے وابستہ رہ کر ان کی تعلیم و تربیت کی ذمہ داری بھی اپنے کاندھوں پر اٹھائی۔

۶: تجزیہ و تحلیل

اسلامی معاشرہ مرد و عورت دونوں کی صلاحیتوں، ایثار و قربانی اور خدمات سے تشکیل پاتا ہے ان میں سے کسی ایک کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا نہ ہی کسی کی اہمیت کو کم کیا جا سکتا ہے چنانچہ ایک مہذب اور ترقی یافتہ معاشرے کے لیے لازم ہے کہ اس کے افراد مہذب، اور تعلیم یافتہ ہوں۔ جب ہم تاریخ پر غور و فکر کرتے ہیں تو معاشرے کو مہذب، باوقار، اور ترقی یافتہ معاشرہ بنانے میں مردوں کے شانہ بشانہ خواتین نے بھی بے شمار قربانیاں دی ہیں انہی خواتین میں سے ایک باعمل، باکردار، شخصیت شہیدہ آمنہ بنت الہدیٰ ہیں جنہوں نے اپنے فرائض میں سے سب سے اہم فریضہ سیدہ فاطمہ بنت محمد ﷺ اور سیدہ زینب سلام اللہ علیھا کی سیرت پر عمل کرنا سمجھا۔

آپ نے اپنی شخصیت کو اخلاق فاضلہ کے عطر سے ایسا معطر کیا جس کے نتیجے میں صبر و استقامت، بلند ہمتی، خدا پر توکل، حق کا ساتھ دینے جیسے اوصاف سے اپنے آپکو آراستہ کرتے ہوئے اپنے مطلوبہ ہدف تک رسائی حاصل کرنے میں کامیاب ہوئیں، کوئی بھی انسان ان صفات کے بغیر اپنا مقصد حاصل نہیں کر سکتا۔

آپ کا عظیم مقصد لحمہ بہ لحمہ اسلام کی خدمت تھی۔ اس لیے خواتین کی تعلیم و تربیت کے لئے اداروں کا قیام آپ کے بنیادی مقاصد میں شامل تھا۔ اس کے بعد جب سیاست کے میدان میں آپ نے قدم رکھا تو مشکل حالات میں بلند ہمتی، صبر و استقامت کے ساتھ ظالم و جابر حکومت کے خلاف قیام، باطل قوتوں کی سازشوں کو ناکام بنانے میں بڑا کردار ادا کیا۔

جب باطل حکومت نے وقت کے مرجع عالی قدر شہید سید محمد باقر صدر کے خلاف مختلف سازشیں کرتے ہوئے انہیں انکے مقاصد عالیہ سے روکنے نیز شرعی قیادت کو ختم کرنے کی کوشش کی تو ان سخت حالات میں آپ اپنے رہبر و قائد کے پیچھے چلیں اور اپنے وقت کے مرجع کے حق کا بھرپور دفاع کیا اور باطل قوتوں کی سازشوں کو خاک میں ملا دیا۔

(باقی صفحہ ۳۷ پر ملاحظہ فرمائیں!)

معروف کالم نگار خواہر سویرا بتول سے خصوصی گفتگو

سوال نمبر ۱: شہیدہ بنت الہدی کی شخصیت، افکار اور ہمارے معاشرے میں اس کے تعارف کی ضرورت کے حوالے سے مختصر اظہار خیال کریں

سویرا بتول: بسم رب الشہدا والصدیقین۔ پہلے تو آپ کی میں شکر گزار ہوں کہ شہیدہ کی برسی کے حوالے سے حقیر کو اس قابل سمجھا کہ ان کے بارے میں کچھ عرائض پیش کر سکوں۔ میرا ذاتی عقیدہ ہے کہ شہیدہ کی شخصیت اس قدر بلند ہے کہ اسے ایک نشست میں بیان کرنا ممکن نہیں۔ شہیدہ کی شخصیت کے ایسے بہت سارے پہلو ہیں جو ابھی تک منظر عام پر نہیں آئے اور اس سلسلے میں مزید تحقیقی کاموں کی ضرورت ہے۔ شہیدہ کے جو افکار ہیں وہ ایک زینبی خاتون کے افکار ہیں جو معاشرے میں اپنے وقت کے یزید کے سامنے ڈٹ جاتی ہیں۔ شہیدہ کی پوری زندگی ایک مجاہدانہ زندگی رہی ہے جس میں قلمی جہاد کے ساتھ ساتھ دوسرے میدانوں میں آپ ہر قدم پر اپنے بھائی شہید باقر الصدر کے ہمراہ شانہ بہ شانہ نظر آتی رہیں۔ میں ابھی تک حیران ہوں کہ کیسے اتنی شیر دل خاتون تمام تر باد مخالف کا سامنا تن تنہا کرتی دیکھائی دیتی ہیں بلاشبہ ایسی مثالی خواتین کی زندگی کے پہلو کو عیاں کرنا ہمارا فریضہ ہے۔

اس میں شک نہیں کہ اس وقت ہمارے سماج اور معاشرے میں شہیدہ کے افکار کو عام کرنے کی ضرورت ہے اور اس حوالے سے آپ کی کاوشیں نہ صرف قابل تحسین ہیں بلکہ انہیں ہر پلیٹ فارم پر اجاگر کرنی کی اشد ضرورت ہے۔

سوال نمبر ۲: شہیدہ بنت الہدی کی قلمی خدمات، نیز کہانیوں اور شاعری کے تناظر میں ابلاغ دین کے سلسلے میں ہماری خواتین کے لیے کیا پیغام ہے؟

سویرا بتول :: شہیدہ بنت الہدی نے اپنے قلمی جہاد کا سلسلہ بہت کم سنی سے ہی شروع کر دیا تھا۔ آپ نے اپنے قلمی جہاد کے ذریعے نہ صرف علمی، اخلاقی اور اسلامی مطالب کو دوسروں تک پہنچایا بلکہ بیک وقت آٹھ کتابیں مرتب کیں۔ بلاشبہ ایک خاتون کا اُس پر آشوب دور میں قلم کے ذریعے جہاد کرنا کوئی آسان کام نہیں تھا۔ آج کے دور کی نسبت اُس زمانے میں علم کی ترویج کے سلسلے میں زیادہ مشکلات در پیش تھیں۔ شہیدہ نے باب العلم کی کنیز ہونے کا حق ادا کرتے ہوئے جہیل محبوس قیدیوں تک نور علم کو پہنچانے کی کوشش کی۔ مسلمان بچیوں کی تعلیم کے لیے الزہرا اکیڈمی کا قیام عمل میں لایا اور حقوق نسواں پر کام کیا۔ علم کے حصول کا آپ کو اس قدر شوق تھا کہ آپ نے اس وقت حوزہ علمیہ میں رائج علوم جیسے صرف، نحو، اصول فقہ، علم حدیث وغیرہ پر نہ صرف عبور حاصل کیا بلکہ عملی میدان میں بھی دینی علوم کو رواج دینے میں اہم کردار ادا کیا۔ آج کی خواتین کے لیے شہیدہ کی زندگی نمونہ عمل ہے۔ مجھے یاد ہے کہ جب میں کبھی کبھار تھک کر قلم و قرطاس کو زمین پر رکھتے ہوئے کچھ دیر آرام کرنے کا خیال ذہن میں آتا ہے تو شہیدہ کی مجاہدانہ زندگی ہمیشہ مجھے جدوجہد کا احساس دلاتی ہے جس کے نتیجے میں اپنے قلمی سفر کا سلسلہ ایک نئے جوش و جذبے کے ساتھ جاری رکھنے پر آمادہ ہو جاتی ہوں۔ آج کی خواتین جو ابلاغ کے شعبے سے وابستہ ہیں اگر شہیدہ کی زندگی کا مطالعہ کریں تو ان کی زندگی کے بہت سے گوشوں اور پہلوؤں سے آشنا ہوں گی جس کے نتیجے میں انہیں جہد مسلسل کے ساتھ عزم واستقلال کا درس ملے گا۔

سوال نمبر ۳: بنت الہدی کے ثقافتی، سماجی و تعلیمی خدمات پر مختصر اظہار نظر کیجیے؟

سویرا بتول: شہیدہ کی تعلیمی خدمات ناقابل بیان ہیں جن کی جانب ہم نے پہلے بھی کسی حد تک اشارہ کیا ہے۔ شہیدہ کی سماجی اور معاشرتی خدمات کی بھی ایک لمبی فہرست ہے۔ ایک دینی خاتون جس کے حوالے سے عموما یہ تصور کیا جاتا ہے کہ وہ معاشرے سے کٹی ہوئی مخلوق ہے، چنانچہ شہیدہ کی مجاہدانہ زندگی سے یہ تصور غلط ثابت ہوتا ہے۔ شہیدہ نے عملی طور پر یہ ثابت کر دکھایا ہے کہ کس طرح ایک مذہبی خاتون معاشرے میں اپنا کردار ادا کر سکتی ہے۔ کس طرح وہ اپنی عفت وحیا کے ساتھ ایک زینبی خاتون کے چیلنجز کو قبول کر سکتی ہے۔ ہمیں شہیدہ کی سماجی اور ثقافتی کاوشوں کو عام کرنے کی ضرورت ہے تاکہ آج کل ہمارے معاشرے میں عورت مارچ جیسے مغربی پروپیگنڈوں پر مشتمل نعروں اور سرگرمیوں کو ختم کر کے شہدا سے منسلک ایام کو منایا جا سکے کہ جہاں صرف شہدا کے افکار و نظریات کی بات ہو۔ کتنا اچھا ہو گا کہ آپ کسی ایسے تقریب کا حصہ بنیں جہاں ایک زینبی خاتون کا ذکر ہو جو اپنے بھائی کی گرفتاری پر آہ و نالہ بلند کرنے کی بجائے

سیرت زینبی کا ثبوت دیتے ہوئے دلیرانہ انداز میں شجاعت کا مظاہرہ کرتی ہیں چنانچہ یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ بلاشبہ ایسا جذبہ صرف اور صرف ایک زینبی خاتون کا ہی ہو سکتا ہے۔ چنانچہ ان باتوں کی تشہیر مہم ہے اور اس ضمن میں شہیدہ کی برسی کا دن سب سے زیادہ معاون اور مددگار ثابت ہو سکتا ہے۔

سوال نمبر ۴: شہیدہ بنت الہدی کی نظر میں عورت کا معاشرتی کردار کیا ہونا چاہیے؟

سویرا بتول: شہیدہ کی نگاہ میں خاتون کو معاشرتی اور سماجی ترقی اور علمی میدان میں بھرپور کردار ادا کرنا چاہیے۔ شہیدہ خود سوشیالوجی کی طالبہ تھیں اور آپ نے اپنے مطالعے کو فقط اسی مضمون سے مربوط کتابوں کی حد تک محدود نہیں رکھا بلکہ عراقی خواتین سے متعلق مسائل کے حل کے لیے بھی کوشاں نظر آئیں۔ آپ نے خواتین کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ دی۔ حقوق نسواں پر کام کیا اور ہمارے دور کی خواتین اور عورتوں کو یہ پیغام دیا کہ وہ کیسے اپنا کردار معاشرے میں ادا کر سکتی ہیں۔

سوال نمبر ۵: شہیدہ کی فداکاری اور جہادی زندگی کے بارے میں آپ کچھ کہنا چاہیں گی؟؟؟

سویرا بتول: ہمارے ہاں جب بھی جہاد کا نام لیا جاتا ہے تو اسے فقط مردوں تک محدود سمجھا جاتا ہے جبکہ شہیدہ بنت الہدی نے اس تصور کو غلط ثابت کر دکھایا ہے۔ آپ نے جہاں قلمی جہاد کیا ہے وہی فکری اور عملی جہاد بھی کیا ہے۔ چنانچہ آپ ہر قدم پر اپنے بھائی شہید باقر الصدر کے ہمراہ نظر آتیں ہیں۔ آپ نے نہ صرف جہاد کے تصور کو تبدیل کیا بلکہ اسی کے ساتھ عملی طور پر یہ بھی ثابت کیا کہ ایک خاتون کس طرح مجاہدانہ زندگی گزار سکتی ہے۔ خدا شاہد ہے کہ پاسبان حرم لکھتے وقت شہیدہ کی مجاہدانہ زندگی میری نگاہوں کے سامنے تھی اور اسکی فکر نے مجھے راہ امام (عج) میں قلمی اور علمی جہاد کی ترویج میں حوصلہ دینے میں میری بہت مدد کی۔

ہم آخر میں اس دعا کے ساتھ کہ پرودگار عالم ہمیں حقیقی معنوں میں شہداء کے نقش قدم پہ چلنے کی توفیق عنایت کرے آپ سے اجازت چاہتے ہیں۔

بقیہ: آمنہ بنت الہدیٰؒ کا تربیتی، سماجی، اور سیاسی کردار

عصر حاضر میں ہم خواتین کے فرائض میں سب سے اہم فریضہ یہ ہے کہ پہلے خود کو تعلیم و تربیت سے آراستہ کریں تاکہ ہمارے وعظ و نصیحت کا دیگر مسلم خواتین پر اثر ہو، کیونکہ اسکے بغیر وعظ و نصیحت مؤثر نہیں ہوتا جس کے نتیجے میں ہمارا مقصد ناقص رہتا ہے اور مکمل نہیں ہو پاتا۔

دوسرا فریضہ اپنے عظیم مقصد کے حصول کے لئے صبر و استقامت، بلند ہمتی، خدا پر توکل کے ساتھ باطل حکومتوں کا مقابلہ کرنا ہے کیونکہ اس کے بغیر ممکن نہیں کہ باطل قوتوں کا مقابلہ کیا جاسکے۔

تیسرا اہم فریضہ خواتین کی تعلیم و تربیت کے لیے تعلیمی اداروں کا قیام عمل میں لانا ہے جس کا نظام فقط تعلیم پر منحصر نہ ہوں بلکہ تعلیم و تربیت دونوں کو لازم و ملزوم سمجھا جائے۔

چوتھا فریضہ اہم اپنی زندگی کا ہر قدم اسلام کی خدمت کے لئے وقف کریں تاکہ آنے والی نسل بھی اس خدمت سے بھرپور فائدہ حاصل کر سکے۔

پانچواں اہم فریضہ جس طرح شہیدہ بنت الہدی نے وقت کے مرجع عالی قدر کے حق کا دفاع کیا، اس کی حمایت کو اپنا شرعی وظیفہ سمجھا اور ان کی شرعی قیادت کی حفاظت کی اسی طرح ہمیں بھی اپنے وقت کے مرجع عالی قدر، رہبر و قائد کے حق کا دفاع کرنے کی ضرورت ہے تاکہ جہاں شرعی قیادت کی حفاظت ممکن ہو سکیں، وہاں دشمنان اسلام کی سازشوں کو بھی ناکام بنایا جائے۔ اور اس طرح ہم اپنی منزل مقصود تک باآسانی پہنچ سکتے ہیں اور سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا اور وقت کے امام، صاحب العصر والزمانؑ کے سامنے سرخرو ہوں گے۔

بنت الہدیٰ یونیورسٹی (قم) کی پروفیسر سے خصوصی گفتگو

ہم تہہ دل سے آپ (محترمہ ڈاکٹر طاہرہ ماہروزادہ) کے شاکر ہیں کہ آپ نے اپنے قیمتی اوقات میں سے ہمیں وقت دیا تاکہ اس عظیم شہیدہ (آمنہ بنت الہدیٰ صدر) کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں کے بارے میں گفتگو کرسکیں تاکہ معاشرے کی خواتین اس عظیم شہیدہ کی زندگی اور کردار سے آشنا ہوں۔

سوال نمبرا: شہیدہ بنت کا مختصر تعارف پیش کریں؟

ڈاکٹر طاہرہ ماہروزادہ: میں شہیدہ بنت الہدی کی نسبت اپنا فریضہ انجام دیتے ہوئے ان کے تعارف میں یہ کہہ سکتی ہوں کہ

شہیدہ بنت الہدی انتہائی ثابت قدم اور بہت ہی محنتی تھیں۔ آپ نے اپنے مقاصد کے حصول کے لیے زمانے کے تمام ترسختیوں کے باوجود کبھی توقف نہیں کیا۔ خاص طور پر تعلیمی اور ثقافتی سرگرمیوں کو خود انجام دیتی آپ نے چھ ماہ کی عمر میں اپنے والد کو کھو دیا۔ اسکے بعد اپنی ماں کی گود میں پرورش پائی سے اور لکھنا پڑھنا ان سے سیکھا۔ ابتدائی تعلیم کے بعد آپ اپنے بھائی سید اسماعیل اور سید محمد باقر کے ساتھ نجف اشرف مدرسے میں چلی گئیں۔ وہاں آپ نے اپنی اعلیٰ تعلیم ادبیات، فقہ اور علم حدیث کو جاری رکھا اور آپ فقہی، اخلاق اور تفسیر کے مباحث میں مطالعہ کرنے کے ساتھ اجتہاد کے درجے تک پہنچی۔ آپ کی یہ خصوصیت خاص طور پر مختلف معاشروں کے خواتین کے لیے ایک اچھا نمونہ ثابت ہوسکتا ہے تاکہ وہ تمام رکاوٹیں جو تحصیل علم کی راہ میں پیش آتی ہے ان سب کو دور کرسکیں۔

سوال نمبر ۲: عراقی خواتین کے اندر شعور وآگاہی میں شہید بنت الہدیٰ کا کیا کردار ہے؟

ڈاکٹر طاہرہ ماہروزادہ: بنت الہدی جانتی تھیں کہ دینی کاموں میں عورتوں کا کردار زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔ اسی لیے مذہبی اور دینی امور کے فروغ کے لیے اپنے اور دوسروں کے گھروں میں تبلیغی کام انجام دیتی تھیں اہم نکتہ یہ ہے کہ اطراف کے گھروں میں تبلیغ کرنے کے علاوہ آپ نے تحریری شکل میں بھی تبلیغ کی۔ آپ نے بہت سارے خوبصورت مضامین کو کہانیوں کی شکل میں لکھا تاکہ خواتین مذہبی تعلیمات سے روشناس ہو سکیں اور مغربی نمونوں اور رول ماڈل کی پیروی سے دور رہیں۔

آپ نے (الاضوا) نامی میگزین میں عراق اور عرب کی خواتین کے لیے لکھا۔ ان کی یہ تحریریں خواتین کے گرد گھومتی ہے جو مذہبی اور دینی تعلیمات پر عمل پیرا ہو۔ شہیدہ اپنے اشعار کے ذریعے بہت سارے لوگوں کے توجہ کا مرکز بنی، اشعار کے ذریعے آپ نے دین کو روشناس کرایا اور اسلامی اقدار کی وضاحت بھی کی۔

سوال نمبر ۳: رہبر انقلاب نے بنت الہدی کی شخصیت کو خواتین کے لیے بہترین نمونے کے طور پر متعارف کرایا، خواتین کیسے ان کو اپنے لیے نمونہ عمل بنائیں؟

ڈاکٹر طاہرہ ماہروزادہ: شہیدہ بنت الہدیٰ کے انفرادی اور اجتماعی زندگی کے پہلو میں خواتین ان کو اپنے لیے نمونہ عمل قرار دے سکتی ہیں۔ انفرادی اور خاندانی زندگی میں انکی تلاش اور کوشش، صبر و پائیداری اور استقامت نمونہ عمل ہے۔ اسی طرح کہ بنت الہدی جس مقصد تک پہنچنے کا اردہ رکھتی تھی۔ اس کے حصول کے لئے ایک لمحہ بھی تلاش اور کوشش کو ہاتھ سے جانے نہیں دیتی تھیں اور اپنے تحصیلات کو اعلیٰ درجے تک پہنچانے میں کبھی ہمت نہیں ہارتی تھیں۔

اپنی زندگی کے اجتماعی پہلو میں بھی آپ ایک سرگرم خاتون تھیں شہید بنت الہدی صدر اپنے مجاہد بھائی آیت اللہ سید محمد باقر صدر کے ساتھ عراق میں آمرانہ حکومت کے خلاف جدوجہد میں مصروف رہی اور اس راہ میں بہت قربانیاں دی۔ وہ مذہبی سرگرمیوں میں خواتین کے کردار کی اہمیت سے واقف تھیں، اس لیے مذہبی امور کو (باقی صفحہ ۴۴ پر ملاحظہ فرمائیں!)

شہیدہ بنت الہدیٰ کی شاگرد طاہرہ حائری سے گفتگو

طیبہ مرزا اسکندری
ترجمہ: مریم حسن

محترمہ طاہرہ حائری آج سے پچاس سال قبل چودہ سال کی عمر میں مدرسہ الزہرا کاظمین میں شہید بنت الہدی کی شاگرد تھی۔ انکا خاندان مذہبی اور انقلابی تھا، انہوں نے ایران اور کاظمین میں زندگی گزاری تھی اس کے بعد مستقل طور پر ایران، ہجرت کی۔ یہ ایک عراقی انقلابی خاتون ہے جن کے پاس شہیدہ آمنہ بنت الہدی کی شہادت کی برسی پر، اپنی قابل احترام مذہبی استانی کے بارے میں کہنے کیلئے بہت خوبصورت یادوں پر مشتمل باتیں ہیں۔

میں نے اپنی ایک پرانی سہیلی کو فون کیا، جسے میں جانتی تھی جنہیں انقلاب کے آغاز میں عراق سے ملک بدر کیا گیا تھا۔ جب میں نے ان سے بنت الہدی صدر کے متعلق بات کرنے کے لیے "محترمہ طاہرہ حائری سے بات کی جو اس وقت قم میں اپنے چچا کے گھر مہمان تھیں اور جب میں نے ان سے شہیدہ بنت الہدی صدر کے بارے میں گفتگو کرنے کے حوالے سے بات کی تو انہوں نے مجھے اپنی کزن خانم فاطمہ علمی انوری کے پاس بھیج دیا جو ان کے ہاں ٹھہری ہوئی تھی۔ میں نے ان سے چند سوالات کئے۔

۱۔ آپ کی محترمہ بنت الہدی سے واقفیت کب اور کیسے ہوئی؟

جب میں ۱۳ یا ۱۴ سال کی تھی تو محترمہ بنت الہدی صدر ہماری مذہبی ٹیچر تھی۔ وہ بہت پرکشش شخصیت اور روشن چہرے کی مالکہ تھیں۔ میں کسی ایسی ذات کو نہیں جانتی تھی جو ان کے کردار سے محبت نہ کرتی ہو، یہاں تک وہ لوگ جو زیادہ مذہبی نہیں تھے آپ کے کردار کے دلدادہ تھے۔ محترمہ بنت الہدی عموما لوگوں سے اور بالخصوص ہم لوگوں سے اس انداز میں بات کرتی تھی کہ ہر کوئی ان سے آسانی کے ساتھ ان سے بڑی انسیت پیدا کر سکتا تھا اور ان کے اخلاق اور کردار سے سے آگاہ ہو سکتا تھا۔ ان کی کلاس میں ایسے بچے بھی تھے جو نہ خود مذہبی تھے اور نہ ہی ان کے گھر والے مگر محترمہ بنت الہدی جیسی استانی سے وابستگی کے نتیجے میں جہاں انہوں نے مذہبی تعلیمات پر پابندی سے عمل شروع کیا وہی انقلابی کردار اپناتے ہوئے شہادت کے درجے بھی فائز ہوئے۔

۲۔ کیا شہیدہ کی کلاسز کا بچوں پر اثر ہوتا تھا؟

جی ہاں: جو استاد دین کے بارے میں بہترین صورت میں علم و آگاہی رکھتا ہو اور ساتھ ہی ساتھ خود اہل عمل بھی ہو، اس کا اثر اپنی کلاس کے بچوں پر ضرور ہوتا ہے۔ محترمہ بنت الہدیٰ کی دینی تعلیمات پر مبنی اعلیٰ اخلاقی اقدار جیسے عجز و انکساری، تقویٰ اور خندہ پیشانی اور لبوں پر مسکراہٹ نے ہر کسی کو ان کی طرف مائل کر دیا تھا۔

مجھے بخوبی یاد ہے، کہ میرا تعلق مذہبی گھرانے سے ہونے کے باوجود میرے ذہن میں ایسے کچھ سوالات تھے جن کے بارے میں دوسرے لوگوں سے سوال کرنے میں مجھے خوف محسوس ہوتا تھا کہ کہیں وہ میرا مذاق نہ اڑائیں۔۔ لیکن انہی سوالات کے جوابات کو میں نے ان سے دریافت کیا تو انہوں نے اپنی لبوں پر ایک پرکشش مسکراہٹ بکھیر دی۔ مجھے اپنی استانی کا یہ رویہ دیکھ کر بالکل بھی یقین نہیں آ رہا تھا کہ انکا ردعمل ایسا ہو گا۔ آپ بچوں کے سوالات کا انکے ذہن کے مطابق بہت اچھے طریقے سے مطمئن کرنے والے جوابات دیتی تھیں۔

۳۔ کیا آپ کو یاد ہے کہ آپ نے کون سا سوال پوچھا تھا؟

ہاں میرا سوال یہ تھا کہ میں ٹی وی دیکھتی تھی اور سبھی مجھے اس بات پر میری مذمت کرتے تھے اور کہتے کہ آپ پر ٹی وی اداکاروں کا اثر پڑے گا۔ جب ان سے میں نے یہ سوالات پوچھا تو انہوں نے نہ تو مجھ پر الزام لگایا اور نہ ہی کوئی خاص بات کہی۔

صرف مسکراہٹ کے ساتھ اپنی دوسری وضاحتوں اور الفاظ سے مجھے یقین دلایا کہ ٹیلی ویژن تفریح کا اچھا ذریعہ نہیں ہے۔ پھر میں نے اپنے دوست سے کہا کہ ہمیں اس گمراہ کن آلے کو توڑ دینا چاہیے تاکہ نہ ہم دیکھیں اور نہ ہی دوسرے لوگ دیکھ سکیں۔ انہوں نے کبھی بھی کسی کو ڈائرکٹ امر و نہی نہیں کیا بلکہ وہ لوگوں کی رہنمائی اس انداز میں کرتی تھی کہ وہ خود بخود اسکے فوائد اور نقصانات کو سمجھ سکیں اور مناسب طریقے سے اس پر عمل پیرا ہو سکیں۔

۴۔ شہید بنت الہدی نے کلاس روم میں مذہبی مفاہیم و تعلیمات کو پہنچانے کے لیے کونسا اقدام کیا؟

انہوں نے بہت خوبصورت مذہبی ترانوں ،خاص کر حضرت فاطمہ سلام اللہ علیھا اور حضرت زینب سلام اللہ علیھا کی زندگی کے دلچسپ واقعات کے ذریعے ہمیں ان کے طرز عمل کی طرف لے جانے کی کوشش کی۔ انہوں نے حجاب کے بارے میں کبھی بھی کسی سے ڈائرکٹ بات نہیں کی لیکن جب ہم خود ان مذہبی ترانوں ، اشعار اور دلچسپ واقعات کو سنتے تو خود بخود اسلامی تعلیمات کی جانب مجذوب ہو جاتے اور اان پر عمل کرنے کے لئے آگے بڑھتے تھے۔ شہیدہ بنت الہدیٰ کی گفتگو میں اس قدر گہرا اثر پایا جاتا تھا کہ وہ ہمیں کسی اور دنیا میں لے جاتی تھیں جہاں سکون ہی سکون پایا جاتا تھا۔ جب وہ حضرت زینب علیہا السلام کی زندگی اور ان کے کردار کے بارے میں قصے اور اشعار سناتی تو آدمی کے اندر خود بخود وہ انقلابی کیفیت پائی جاتی جو حضرت زینب علیہا السلام کے کردار کے نتیجے میں اسلامی سماج میں معرض وجود میں آئی تھی۔

۵۔ آپ کے خیال میں ایک مذہبی ٹیچر اپنے شاگردوں پر کیسے اثر انداز ہو سکتا ہے؟

میرے خیال میں جب ایک مذہبی ٹیچر اچھی شخصیت اور نیک طرز عمل کا حامل ہو تو وہ اپنی باتوں کو صحیح طریقے سے لوگوں تک پہنچا سکتا ہے اور یقیناً اس کا اثر بھی لوگوں پر بہت گہرا ہوتا ہے۔ میں خود جب بھی ان کی شخصیت اور نورانیت پر مبنی زندگی کا مطالعہ کرتی ہوں تو مجھے خدا یاد آتا تھا۔ان کی مضبوط اور پر کشش شخصیت ہر شخص کو دین اور مذہب کی جانب جذب کرتی تھی مجھے اس بات پر بہت افسوس ہے کہ میں ان سے زیادہ مستفید نہیں ہو سکی اور جب ہم عراق سے ہجرت کے بعد ایران آئے تو مجھے ان کی شخصیت کے مزید پہلوؤں جیسے ان کا انقلابی ہونا وغیرہ کا علم ہوا، البتہ میری والدہ بھی انہیں خاندانی روابط کی وجہ سے بہت قریب سے جانتی تھیں، وہ اس بات سے بہت خوش تھیں کہ ہمارے پاس ایسی استانیاں بھی ہیں اور مجھے ہر وقت ایسی پرہیزکار اور عظیم القدر استانی کی قدر کا مشورہ دیتی تھی۔

۶۔ شہیدہ بنت الہدی « میں اپنے وقت کی زینب ہوں » سے کیا مراد ہے؟

بنت الہدی الصدر کی شخصیت کے دیگر پہلوں خاص طور پر سیاسی پہلو کے بارے طاہرہ حائری نے کہا۔ بنت الہدی صدر ایک شریف خاندان اور سادات سے تعلق رکھتی تھی، آپ ایک شائستہ خاتون تھی، آپ کا ایک خاص وقار تھا۔ آپ کے بڑے بھائی کاظمین میں رہتے تھے۔ لیکن آپ اپنے دوسرے بھائی سید محمد باقر الصدر کے ہمراہ نجف میں رہتی تھیں۔ آپ کا خاندان نہایت مہربان اور مہمان نواز تھا ۔ آپ لوگوں کو تعلیم دینے اور ان سے روابط کے ساتھ ساتھ، سیاست کے میدان میں ان کی صحیح سمت رہنمائی کرتی۔ جب سید محمد باقر کو صدام کی سرپرستی میں بعثیوں نے گرفتار کر کے جیل میں قید کر دیا تو انہوں نے اپنی تربیت یافتہ تیس دیگر انقلابی خواتین کی معیت میں حرم امیر المومنین علیہ السلام کے صحن میں گئیں اور نقاب اوڑھ کر ایک تقریر کی اور انہوں اپنی تقریر میں کہا ! **"میں زمانے کی زینب ہوں** ان لوگوں (بعثیوں) نے میرے بھائی کو گرفتار کیا ہے اور انہیں زندان میں ڈال دیا ہے۔ اس طرح انہوں نے صدام کی حکومت کو للکارا اور مذموم ارادوں اور منصوبوں کو بے نقاب کیا۔ انفرادی اور خاندانی زندگی میں ان کی سعی اور کوشش، صبر و پائیداری اور استقامت کو خواتین نمونہ عمل قرار دے سکتی ہیں۔

شہیدہ بنت الہدیٰ کا قلمی جہاد

مہرین فاطمہ حسنین
ایم اے اسٹوڈنٹ، اردو ادب. کراچی

شہیدہ آمنہ بنت الہدی کی شخصیت، جوہر اعلی ہے جو بیک وقت ایک مذہبی اسکالر، خطیبہ و مربّی ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بہترین قلمکار بھی تھیں۔ آپ عربی ادب کی ممتاز شاعرہ اور کہانی نویس تھیں۔ عربی ادب میں شامل، شہیدہ بنت الہدی کے تحریر کردہ فن پارے ان کی ذات کے جوہر میں پنہاں عشق حقیقی سے منعکس ہونے والے الٰہی رنگوں کی ایک خوب صورت نقاشی ہیں۔

شہیدہ آمنہ بنت الہدی نے سنت الٰہی کا اتباع کرتے ہوئے ہدایت کو صرف وعظ و نصیحت تک محدود رکھنے کے بجائے اسے اپنی تخلیقی ذہن سے کہانیوں کے پیکر میں تراش کر پیش کیا۔ یہ وہ انداز ہے جسے خدا نے قرآن مجید میں اپنایا اور بہترین قصوں کے بیان سے ایک دلچسپ انداز میں پیغام رسانی کا ہنر متعارف کروایا۔ شہیدہ بنت الہدی نے بھی اپنے زمانے اور حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے خود کو فقط مذہبی مدارس میں درس و تدریس تک محدود رکھنے کے بجائے ادب کے وسیع و عریض میدان سے استفادہ کیا اور اپنی تخلیقی صلاحیت کو بروئے کار لا کر عراقی تہذیب و تمدن اور معاشرے کی نمائندگی کرتے ہوئے وہ کہانیاں سپرد قلم کیں جو اسلامی معاشرہ سازی میں معاون ثابت ہوئیں اور بیک وقت اپنے پڑھنے والوں کے لیے بہترین متن فراہم کرنے کے ساتھ ان کی تربیت اور ہدایت کا سامان بھی بن گئیں۔

قصے کہانیاں ہوں یا شاعری ادب ہر صورت میں انسان کے جذبات اس کے احساسات اور حالات کا بہترین ترجمان قرار پایا ہے۔ دنیا کی ہر بڑی تحریک کی آبیاری کے لیے ادب کی زرخیز زمین ہی کا انتخاب کیا گیا۔ نئے نظریات کی ترسیل ہو یا شعور و آگہی کی شمع روشن کرنا مقصود ہو، پہلی چنگاری ادب ہی سے روشن کی گئی۔

لہذا اس بات سے انکار ممکن نہیں کہ جہاد کا ایک بہترین اور موثر ترین میدان ہمیشہ سے ادب (لٹریچر) رہا ہے۔

شہیدہ آمنہ بنت الہدی صدر، آل صدر اور آل یاسین خاندان کی نور نظر ایک فقیہہ و عالمہ خاتون ہونے کی نسبت اس بات سے بخوبی آگاہ تھیں کہ اگر دین کے نفاذ کو یقینی بنانا ہے تو اسے مسجد و مدارس سے باہر لا کر عراق کے ہر گھر کا مکین کرنا ہو گا۔ دین کی حدود مدارس تک معین کر دینا ہی سب سے بڑی غلطی ہے۔ جبکہ دین اسلام کے نفاذ سے مراد ہی اس کا روزمرہ کی زندگی میں شامل ہو جانا ہے۔ اس فکر و مطلب کے پیش نظر شہیدہ بنت الہدی نے اپنے قلم سے استفادہ کرتے ہوئے اسے مذہبی اسکالرز کی طرح صرف دینی و فقہی مضامین لکھنے میں صَرف کرنے کی بجائے اسے اپنے تخلیقی ذہن کے سپرد کر کے، عراقی تہذیب اور اسلامی عقائد کے تانے بانے جوڑتے ہوئے کہانیوں کی ایسی فنکارانہ بنت کاری کی کہ عربی ادب میں انقلاب برپا ہو گیا۔

عراقی تہذیب میں موجود رسومات میں سے ہر اچھی رسم کی ترویج کے ساتھ نقصان دہ یا بے معنی رسم و رواج پر تنقید، مضامین کی صورت میں کرنے کی بجائے آپ نے ان موضوعات کو اپنی کہانیوں کی سانچے میں ڈھال کر پیش کیا جسے عراقی عوام نے نہ صرف پسند کیا بلکہ کھلے دل و دماغ سے قبول بھی کیا اور پھر اسی روِش کے ساتھ آپ نے اپنی کہانیوں سے دین اسلام اور عقائد پر مبنی پیچیدہ ابحاث کا خلاصہ بہترین اور سادہ اسلوب میں بیان کرتے ہوئے عقائد کی ہر الجھی ہوئی گرہ کو اپنی کہانیوں کی مدد سے سلجھایا۔ یوں آپ نے میدانِ ادب کی شہ سوار بن کر اپنا ہدف حاصل کر لیا اور دین کو مدارس کی حد سے باہر لا کر صرف عراق ہی کے ہر گھر میں نہیں بلکہ ہر عرب گھر میں پہنچا دیا کہ جہاں جہاں عربی زبان بولی اور پڑھی جاتی وہاں وہاں تک آپ کی کہانیوں اور شاعری کی گونج سنائی دینے لگی۔

شہیدہ آمنہ بنت الہدی نے جس زمانے میں زندگی گزاری وہ صدام لعین کی حکومت کا ایک سخت ترین دور تھا کہ جب نجف اشرف سے چند کلو میٹر دور تک عمامہ پہن کر جانے کی بھی اجازت نہیں تھی۔ دین اسلام کی

ترویج پر اس قدر سخت پابندی کے ساتھ ہی لوگوں کو دین سے مزید دور کرنے کے لیے انہیں دنیاوی تعلیم کے نام پر استعماری نظام کے سپرد کیا جارہا تھا۔ ان حالات میں کہ جب فقہاء نے نئی نسل کو مذہب سے دوری اور لادینیت سے بچانے کے لیے دنیاوی تعلیم اور اسکولز کو حرام قرار دے دیا تھا، عراقی معاشرے میں ایک خلا پیدا ہونے لگا کہ وہ گھرانے جو دنیاوی تعلیم حاصل کرتے وہاں مذہب کا وجود نہ تھا اور جو گھرانے مذہبی علوم حاصل کرتے وہ اب دنیاوی علوم سے محروم تھے جس کے نتیجے میں معاشی لحاظ سے مذہبی طبقہ پسماندگی کی طرف جھکنے کے ساتھ سائنسی ترقی کی طرف بڑھتی ہوئی دنیا سے بھی پیچھے ہوتا جارہا تھا۔ اس خلا کو دور کرنے کے لیے شہیدہ آمنہ بنت الہدی میدان میں آئیں اور آپ نے عراق کے مختلف شہروں میں الزہراء نام سے ایسے اسکولز شروع کیے جہاں دنیاوی علوم کے ساتھ حوزوی علوم کو بھی پڑھایا جانے لگا کہ نئی نسل دنیاوی اور دینی علوم دونوں کو ساتھ لے کر آگے بڑھے۔ اس سلسلے میں تعلیمی نصاب کی تیاری سے لے کر اساتذہ کی تربیت تک کی تمام ذمے داریاں آپ از خود ادا کرتیں۔ عراقی معاشرے میں اس طرح کے اسکولز کا قیام شہیدہ بنت الہدی کا ایک بہترین تاریخی اقدام تھا مگر یہ سلسلہ زیادہ عرصہ نہ چل سکا اور جلد ہی صدام نے یہ تمام اسکولز حکومتی تحویل میں لے لیے جس کے بعد آپ نے ان تمام اسکولز سے استعفی دے دیا۔

اور پھر سے عراقی عوام کے مسائل کا مستقل حل تلاش کرتی ہوئیں آپ ادب کی پر فیض وادی میں داخل ہوگئیں اور جلد ہی باغبانی شروع کردی۔ آپ نے اس خوبصورت وادی میں اپنی شاعری اور کہانیوں کے ذریعے تفکر و تدبر سے بھرپور اسلامِ حقیقی کے وہ بیج بو دیئے کہ جن کے کھلتے ہی وادی ادب بھی الٰہی رنگ و بو سے معطر ہوگئی۔

ادب کی اس وسیع و عریض اور پر اثر وادی سے انہیں بے دخل کرنا صدام کے اختیار میں نہ رہا تو بالآخر اس نے اپنی اسی بے بسی کے اعتراف میں آپ کو شہید کروادیا۔

آپ کے بھائی شہید باقر الصدر کی گرفتاری کے کچھ روز بعد ہی صدام نے آپ کو بھی گرفتار کروالیا اور پھر دونوں مظلوم بہن بھائیوں پر بے رحمانہ تشدد کرکے انہیں شہید کردیا۔ یوں اس کاربد سے صدام لعین نے اپنے طور پر ان کا وجود صفحہ ہستی سے مٹادیا جبکہ حقیقت اس کے برعکس رہی کہ شہیدہ بنت الہدی آج بھی اپنی کہانیوں میں زندہ ہیں۔ کہتے ہیں کسی لکھاری کی تحریر کو پڑھنا اس سے ملاقات کرنا ہی ہے۔ ہم آج بھی شہیدہ بنت الہدی سے ان کی کہانیوں میں ملاقات کرسکتے ہیں ان کی لکھی گئی نظموں کو گنگنا کر ان سے کلام کرسکتے ہیں۔

میں جانتی ہوں میں جانتی ہوں
کہ حق کا رستہ بہت کٹھن ہے۔

وہ اپنی اس نظم میں آج بھی ہم سے مخاطب ہیں کہ حق کی سمت بڑھتے قدموں کو گرچہ دشواریوں کا سامنا لازمی ہے مگر پھر بھی یہ قدم پیچھے نہیں ہٹنے چاہئیں کہ آخر فتح حق ہی کے ساتھ ہے پھر چاہے ہم، ہمارا وجود فانی باقی نہ بھی رہے۔ حق ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ باقی رہے گا۔

میں جانتی ہوں
کہ حق کی نصرت وفا کے خوگر سپاہیوں کے لیے رہی ہے
اگرچہ تھوڑے ہوں وہ سپاہی
وفا کے راہی
میں جانتی ہوں
کہ حق ہمیشہ رہا ہے باقی
ہے جو بھی اس کے خلاف بے شک
اسے تباہی کا سامنا ہے
اسی لیے تو ہے میرا پیماں
کہ میں تو اسلام پر جیوں گی
رہِ حقیقت پہ جان دوں گی
میری رگوں میں لہو ہے جب تک
ہر ایک باطل کا ہر دغا کا
شدید انکار ہی کروں گی
میں جانتی ہوں
کہ حق کا رستہ بہت کٹھن ہے
(شاعرہ: آمنہ بنت الہدی صدر، مترجم: ثاقب اکبر)

کربلائے وقت میں بنت الہدیٰ کا زینبی کردار

سیدہ یاسمین نقوی

سیدہ آمنہ بنت الہدیٰ ایک باعظمت اور باکردار اسلامی خاتون تھی اگر قرآن کی رو سے دیکھا جائے تو مرد کے ساتھ خواتین کو بھی زیادہ اہمیت دی گئی ہے اور اسلام میں بہت سی خواتین ایسی گزری ہیں جو نمونہ عمل قرار پائی ہیں جیسے جناب زینب سلام اللہ علیہا، اور عصر حاضر میں ہم خواتین کی طرف نظر کریں تو خواتین میں بنت الہدیٰ ایک جامع کردار شخصیت کا نام ہے جو ہر لحاظ سے دیگر خواتین کے لئے نمونہ عمل ہے۔

بعض صفات جن میں سیدہ آمنہ بنت الہدیٰ، سیدہ زینب (س) سے مشابہت رکھتی ہیں۔

۱۔ تبلیغِ دین

اسلام کی ابتدا پر ہم نظر کریں تو خواتین میں سے جناب زینب (س) کی نانی ام المومنین بی بی خدیجۃ الکبریٰ نے اسلام کی راہ میں مدد کی ہیں ۔ آپ اسلام کی وہ پہلی خاتون ہے جس نے تبلیغ اسلام کی راہ میں اپنا سارا مال خرچ کیا اور اسی طرح جناب زینب (س) بھی مدینہ کی خواتین کو درس دیتی تھی اور حضرت زینب (س) نے واقعہ کربلا کے بعد کوفہ و شام میں اپنے خطبات کے ذریعے دین حق کی تبلیغ سر انجام دی۔ اور عصر حاضر کی خواتین میں سے سیدہ آمنہ بنت الہدیٰ نے بھی اُمور دینی کی تبلیغ کے لئے اپنے اور دوسروں کے گھروں میں نشستوں کا انعقاد کیا اور عرب ممالک و عراقی کی خواتین کے لئے مضامین خود تحریر کیا کرتی اور مدارس میں خواتین کو درس دیتی تھی۔

۲۔ خطبات

شہادت امام حسین (ع) کے بعد سیدہ زینب (س) کے اُصولی اور منطقی خطبات نے دربار یزید میں حاضرین کو بہت متاثر کیا یہاں تک کہ خود یزید لعین بھی اہل بیت کے ساتھ نرمی سے پیش آنے پر مجبور ہوا اور سیدہ زینب (س) نے اعلی علیہ السلام کے لہجے میں کوفہ و شام میں ایسے خطبات دیئے کہ گویا امیر المومنین علی (ع) کی زبان بول رہی ہو اور آپ کے خطبات کا اثر یہ ہوا کہ ظالم خود رو رہے تھے اور پشیمان ہو کر اپنے ہاتھوں کی اُنگلیاں چبا رہے تھے،

اور جب سیدہ آمنہ بنت الہدیٰ کے بھائی سید باقر الصدر جو کہ عراق کے رہبر و مجتہد تھے جب اُن کو گرفتار کیا گیا تو آپ نے آواز بلند کی کہ یہ بہت بڑا ظلم ہے کہ تمہارا مرجع اور مجتہد کو گرفتار کر دیا گیا ہے۔ آپ حضرت علی (ع) کے روضہ کی طرف گئیں اور ظالموں کے خلاف خطبہ دیا۔ جس کا اثر یہ ہوا کہ سید باقر الصدر کو آزاد کر دیا گیا۔

۳۔ صبر و تحمل

جناب زینب (س) کی صفت صبر کو دیکھا جائے تو آپ نے بھائی حضرت امام حسن (ع) سے صبر و تحمل ااور دین کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کرنے کا سبق حاصل کیا اور راہ حق کے دفاع اور دین کی ترویج کا عملی درس اُنہی سے سیکھا۔ اسی وجہ سے واقعہ کربلا میں اوّل سے آخر تک صبر و تحمل سے کام لیا۔ اسی طرح سیدہ آمنہ بنت الہدیٰ نے بھی بہت سی سختیاں برداشت کر کے صبر سے کام لیا جس کے نتیجہ میں سید باقر الصدر اور سیدہ آمنہ بنت الہدیٰ دونوں بہن بھائی کو شہید کر دیا گیا اور دونوں قرآن مجید کی اس آیت کے مصداق بنے: انّ اللہَ مَعَ الصَّابِرین بتحقیق خدا صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

۴۔ قید و بند

جناب زینب (س) کو واقعہ کربلا کے بعد قیدی بنا کر کوفہ و شام لے جایا گیا اور سیدہ آمنہ بنت الہدیٰ کو بھی قیدی بنا کر لے جایا گیا بس فرق یہ تھا کہ زینب (س) کو اپنے بھائی کی شہادت کے بعد اور سیدہ آمنہ بنت الہدیٰ کو بھائی کے ساتھ گرفتار کر کے قیدی بنایا گیا۔

۵۔ بھائی سے محبت

جناب زینب (س) کو اپنے بھائی حضرت امام حسین (ع) سے بہت زیادہ محبت تھی یہی وجہ ہے کہ زینب کبری کا زیادہ وقت مولا حسین کے ساتھ گزرتی اور یہی طریقہ سیدہ آمنہ بنت الہدیٰ نے بھی اپنے بھائی سید باقر الصدر کے ساتھ اپنایا اور وہ بھی اپنے بھائی سے بہت محبت کرتی تھی۔ جب بعثی کارندے سید باقر الصدر کو گرفتار کر کے لے جا رہے تھے تو اس وقت سیدہ آمنہ بنت الہدیٰ نے اپنے بھائی سے کہا کہ: میں واپس نہیں جاوں گی، تادم آخر آپ کے ساتھ ساتھ رہوں گی جیسے زینب (س) اپنے بھائی حسین (ع) کے ساتھ رہی تھی۔

٦۔ قیام

جناب زینب (س) بنت علی علیہ السلام اپنے بھائی مولا حسین علیہ السلام کے ساتھ اپنے وطن مدینہ کو چھوڑ کربلا کی طرف چلیں اور مولا حسین (ع) کے قیام میں شریک رہی۔ اسی طرح سیدہ آمنہ بنت الہدیٰ بھی قیام میں شانہ بہ شانہ اپنے بھائی کے ساتھ رہیں یعنی جب بھی دین اسلام کی بات ہوتی اور اُس کی بقا کے لئے میدان میں اُترنا پڑے تو ہر مسلمان مرد اور عورت پر یکساں طور یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ قیام کرتے ہوئے میدان وارد ہو جائے، چنانچہ اس اسلوب کار کو شہیدہ آمنہ بنت الہدیٰ نے بہت اچھی طرح نبھایا اور انکا یہ عمل تمام مومنہ خواتین کیلئے بھی نمونہ عمل ہے۔ اور اس ضمن میں جس طرح معاشرے کو مرد ہیروز کی ضرورت ہے اسی طرح خواتین کی بھی ضرورت ہے اگر مرد ہیرو بنتے ہیں تو اس جذبے کی تربیت میں ایک خاتون ضرور شامل ہوتی ہے اس لئے ضروری ہے کہ ہم اپنی بیٹیوں کی تربیت بھی ایسی کریں تاکہ وہ بھی اسلامی ہیروز بنانے میں کامیاب ہوں یہی وجہ ہے کہ ہماری خواتین کے مد نظر بنت الہدیٰ کا کردار ہونا چاہئے کہ ہر دور میں ہمارا سماج اور معاشرہ شہیدہ بنت الہدیٰ جیسی خواتین کے کردار سے خالی نہ ہو۔

بقیہ: بنت الہدیٰ یونیورسٹی (قم) کی پروفیسر سے خصوصی گفتگو

فروغ دینے کے لیے اپنے گھر اور دوسروں کے گھروں میں جلسے رکھتی تھیں۔ آج ہماری خواتین بھی خاندان کی حفاظت کے ساتھ ساتھ ثقافتی سرگرمیوں میں بھی حصہ لے سکتی ہیں اور مذہبی امور اور اپنے ملک کو آگے بڑھانے میں کارآمد ثابت ہو سکتی ہیں۔

سوال نمبر ۴: بنت الہدیٰ کی شخصیت کا کون سا پہلو خواتین کے لئے خاص طور پر مہم ہے؟

ڈاکٹر طاہرہ ماہر وزادہ: ان کے شاگردوں نے اس بارے میں جو کچھ بیان کیا ہے۔ اس کے مطابق ان کی عاجزی، سادہ زندگی اور ایثار و قربانی قابل ستائش ہے، لیکن سب سے اہم بات یہ ہے کہ جوانی سے راہِ خدا میں کام کرنا اور اپنی زندگی کو خدا کے لیے وقف کرنا، خدا کے ساتھ رابطہ اور انتھک محنت کے ساتھ الہی راستے میں آگے بڑھنا تمام انسانوں کے لیے ایک بہترین نمونہ ہے۔ خدا شہیدہ کی روح کو حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا اور حضرت زینب سلام اللہ علیہا کے ساتھ محشور فرمائے۔ (آمین)

آمنہ بنت الہدیٰؒ اور معاشرتی شعور

سیدہ زینب عمران نقوی
اسلامک اسکالر

ہدایت بشر کے لیے ایک الہی نمائندہ ہر زمانے میں موجود رہے ہیں۔ پہلا انسان جس نے زمین پر قدم رکھا وہ اللہ کی طرف سے ہادی تھا یعنی اللہ نے انتظام ہدایت کو تخلیق انسان پر مقدم رکھا۔ انبیاء اور اوصیاء کے سلسلے سے واضح ہوتا ہے کہ ہادی بنانے کا اختیار کبھی مخلوق کے حوالے نہیں کیا اور ان تمام حجت ہائے الہی کا مقصد ایک ہی تھا: "اللہ کی معرفت" جیسا کہ (سورہ علق آیت ۸) میں ہے: ان الی ربک الرجعی یقیناً اپنے رب کی طرف ہی پلٹنا ہے

تمام ہادیان خدا کا مقصد مخلوق کو اللہ تک پہنچانا ہے اور مخلوق کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی روح و جان میں اس الہی مقصد کے حصول کے لیے آمادگی ایجاد کرے۔ جو ایسا کرنے میں کامیاب ہو جائے تو ان کے لیے قرآن میں پروردگار اعلان کرتا ہے: فاذکرونی اذکرکم تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کروں گا

یہ مختصر نورانی جملہ، کوزے میں سمندر کے مترادف ہے۔ خداوند متعال اپنے ذکر کی بقا کے لیے کسی کا محتاج نہیں۔ دراصل میں وہ چاہتا ہے جو اس کے ہو جائیں ان کا ذکر باقی رہے۔ جس نے اس نسخہ کیمیا پر عمل کیا اس نے فنا سے بقا کی طرف رخت سفر باندھ لیا۔ جسکی مثال آمنہ بنت الہدی کی صورت میں ہمارے سامنے ہے۔ جس معاشرتی شعور اور بصیرت کے ساتھ انہوں نے اپنے مقصد حیات کو کامیابی سے پایا ہے آئندہ زمانے کی عورتوں کے لیے یقیناً مشعل راہ ہے۔ جس وقت ۱۹۷۲ء میں مدارس الزہراء کا الحاق عراق کی وزارت تعلیم و تربیت سے کر دیا گیا تو محترمہ نے اپنے عہدہ سرپرستی مدارس سے استعفی دے کر طاغوت کے مقابلے میں خدا پر بھروسہ کیا۔ حکومت کے اصرار کے باوجود استعفی واپس نہ لیا۔ جب وجہ پوچھی گئی تو کہنے لگیں: لم یکن الھدف من وجودی فی المدرسہ الا نوال مرضاۃ اللہ ولما انتفعت الغایۃ من المدرسۃ بتاًمیمھا فما ھو جدوی وجودی بعد ذلک؟

میں خوشنودی خدا حاصل کرنے کی خاطر ان مدارس میں خدمت انجام دے رہی تھی۔ اب ان مدارس کے حکومت سے الحاق ہونے (بعثی حکومت کی نظارت) کے بعد میرے یہاں رہنے کی بھلا کیا توجیہ ہو سکتی ہے؟

سبحان اللہ یہی جواب ہونا چاہیے تھا ایک مجاہدہء راہ خدا کا۔ اب یہ نہ خیال آئے کہ علی بن یقطین نے بھی تو حکم امام وقت کے تحت طاغوت کے عہدے کو قبول کر لیا تھا اور اس دور کے شیعوں کو اس عہدے سے فائدہ بھی پہنچا تو اس خیال کو اس دلیل کے ساتھ رد کر دینا چاہیے کہ بنت الہدی کے دور کا تقاضہ یہ ہی تھا۔ اسی کو معاشرتی شعور کہتے ہیں۔ اگر وہ بعثی حکومت کے ساتھ کسی ایک کام میں بھی اتحاد کرتیں تو انکی دوسری مذہبی وسیاسی سرگرمیاں متاثر ہوتیں۔ جیسا کہ ہم دیکھتے ہیں کہ ۱۹۷۲ء سے ۱۹۸۰ء انکی شہادت تک وہ عرب اور عراقی خواتین میں نہ صرف دینی ثقافت کو اجاگر کرنے میں کوشاں رہیں بلکہ انہیں ان کی ذمہ داریوں سے بھی آگاہ کرتی رہیں۔ کوثرالکوفی جو کہ آمنہ بنت الہدی کی بہت قریبی ساتھیوں میں سے تھی بتاتی ہیں کہ جب ان کو گرفتار کر لیا گیا تو میں ان سے ملنے قید خانے گئی تو انہوں نے میری سرزنش ان الفاظ میں کی: "تم نے مسجد جانا کیوں چھوڑ دیا ہے؟ آپ نے شیخ کے لیکچر سننا کیوں بند کر دیا ہے، تم نے اپنا اسلامی کام کیوں روک دیا ہے؟ کیا یہ ہمارا فرض نہیں ہے؟" تو کوثر نے جواب دیا کہ میں نے شرم کے مارے

(باقی صفحہ ۵۲ پر ملاحظہ فرمائیں!)

بنت الہدیٰ ؒ میری نظر میں

لاریب فاطمہ

کسی بھی ذات پر تبصرہ کرنے کے لیے ضروری ہے کہ آپ نے زندگی کے مختلف تجربات کا گہرا مشاہدہ کیا ہو۔ اسکول اور کالج کی زندگی بالکل ایسے ہی گزاری جیسے میں نے گھر سے تربیت پائی یعنی اسلامی طریقے سے رہنا ، اپنے حجاب کی پابندی کرنا، گانے وغیرہ نہیں سننا، اور اس طرح رہنے پر میں کبھی تنقید کا نشانہ نہیں بنی۔ وقت کی تیز رفتار گاڑی مجھے یونیورسٹی لے آئی۔ ایسا ماحول جہاں شاید دم گھٹتا ہو۔ موسیقی سننا فیشن ہو اور نہ سننے والے کو دقیانوسی سوچ کا حامل سمجھا جاتا ہو۔ ہاسٹل میں ویک اینڈ پر ہر طرف سے بلند گانوں کی آوازیں آپ کی روح کو بے چین و بے قرار کرتی ہوں۔ یہ حقیقت ہے کہ ماحول کا اثر چاہتے نہ چاہتے ہوئے بھی ضرور پڑتا ہے اور اس سے بچنے کا واحد حل پاکیزہ ولایت ہے۔ حالانکہ میں ان سب چیزوں کے لیے ذہنی طور پر آمادہ تھی اور بہت بلند عزائم لے کر یہاں آئی لیکن یہاں آکر خود کو یعنی ایک عورت کو کمزور پایا کہ بھلا فقط ایک عورت کیسے بہت بڑا حلقہ تشکیل دے سکتی ہے؟ کیسے ایک عورت اس ماحول پر اپنا اثر ڈال سکتی ہے؟ جہاں شاید خواتین کا ہدف زندگی ہی "شہوت رانی" ہو اور مردوں کا مقصد "شہوت رانی"۔ جہاں احکام خدا سبحانہ و تعالی کی پابندی کرنے والوں کو تنگ نظر سمجھا جاتا ہو (یہ تصویر کا ایک رخ تھا البتہ ایسے ماحول میں بہت پاک و پاکیزہ جوان بھی پائے جاتے ہیں)۔

ایسے میں ذات خداوندی مجھ پر مہربان ہوئی اور مجھے ایک ایسی ہستی پر لکھنے کا موقع ملا جس نے میری اس سوچ کا قلع قمع کیا۔ جو اپنے اندر عورت کی شخصیت کے بارے میں ہر سوال کا جواب سموئے ہوئے ہیں۔ ایسی ذات جو ایک شخصیت سے بالاتر ہو کر ایک کردار بن گئی ہیں۔ ان کے اوصاف اور مؤثر کردار کو بیان کرنے کے لیے شاید الفاظ ماند پڑ جائیں، جو ہر میدان میں ہر عورت کے لیے چراغ راہ بن سکتی ہیں۔ وہ کربلائے عصر کی سورما و دلیر خاتون شہیدہ آمنہ بنت الھدی ہیں۔ دشمن نے ہمیشہ سرد جنگ پر زور دیا ہے یعنی آزاد جسم مسلم جوانوں کی فکروں اور روحوں کو قید کرنے کے لیے منصوبہ بندی کی ہے۔ ہمیشہ مغربی ثقافت کو ترویج دینے کی کوشش کی ہے اور اسلامی عقائد اور دینی ثقافت میں رخنہ اندازی کی ہے۔

ایک عورت جو ماں، بہن، بیٹی اور بیوی جیسی عظمت و مقام رکھتی ہے، مردانہ برابری اور حقوق کی فراہمی کے نام پر اس کی ذات کا مذاق بنایا ہے اور اس کی عزت نفس کو مجروح کیا ہے، اس کی عفت کو کچل کر اس کی حیا کو تار تار کیا ہے۔ مغربی ثقافت کا کردار رکھنے والی عورت کے مقابلے میں ایسی عورت پر لکھا جانا ضروری ہے جس نے نہ صرف دیندار ہو کر بلکہ دین شناس ہو کر پرواز کی ہے۔ جو دینی فکر رکھنے کے ساتھ بہت مطمئن اور پر اعتماد شخصیت کی مالک تھیں۔ آپ نے اپنی تحریک یعنی "تحریک نسواں" سے خواتین کو ہر طرح سے متحرک رکھنے کی کوشش کی، انہیں روحانی طاقت عطا فرمائی اور علمی و عملی میدان میں بہترین پیشوا رہیں۔ آپ نے کئی دینی ادارے قائم کر کے یہ ثابت کیا کہ عورت کسی بھی لحاظ سے کمزور نہیں ہے۔ خواتین کی تربیت اور توانائیوں کی تعمیر کی۔ عمر بلوغت کو پہنچنے والی بچیوں کے لیے تعلیم و تربیت کا اہتمام کیا۔ ان میں تحریکی شعور اُجاگر کیا اور انہیں معاشرے میں اپنی ذمہ داریوں سے آگاہ کیا۔ قنوطیت کی شکار خواتین کو رجائیت کی فکر عطا کی۔ دنیوی معاملات کو اسلام کی روح سے سمجھنے میں مدد کی۔ آج کے آزاد خیال مغربی ثقافت کے آئینہ دار لکھاریوں کے مقابلے میں ایسی تحریریں لکھیں جو خواتین کو ان کی روزمرہ کی زندگی میں درست سمت کا تعین کرنے میں بہترین مدد کر سکتی ہیں۔

عورت مارچ میں شریک ہو کر اپنے حقوق کا تقاضہ کرنے والی خواتین کے مقابلے میں ایسی گوہر جنہوں نے عملی طور پر دکھایا کہ عورت کے حقیقی حقوق کیا ہیں؟ اور ان کا تقاضا کیسے کیا جائے۔ آپ اپنے بھائی شہید صدر کی تحریک کی علمبردار تھیں۔ بالکل اسی طرح شہید کی دست بازو بن کر رہیں جیسے حضرت فاطمہ علیہا السلام حضرت علی علیہ السلام کی ناصرہ تھیں۔ بالکل ایسے ہی، جب حضرت علی کو قید کر کے لے جایا جا رہا تھا اور آپ نے امام کی عباء کا دامن تھام لیا تھا (باقی صفحہ ۵۲ پر ملاحظہ فرمائیں!)

بنت الہدیٰؒ، زینبِ عصر

بنت الہدیٰ

اپنی بات کی ابتدا خدا کی حمد اور اس کے انبیاء اولیاء اور اس کی جانب سے مقرر کردہ ائمہ پر درود کے ذریعے کرتی ہوں۔ جب سے یہ دنیا خلق ہوئی ہے تب سے اب تک خدا کے نیک بندے خدا کے بندوں کو اس کی طرف بلانے میں مشغول ہیں اور یہ سلسلہ تا قیامت جاری رہے گا۔ اس جہان میں خیر و شر کے وارثین موجود ہیں۔ شر کے وارث یعنی ابلیس، قابیل، شداد، فرعون، یزید کے وارثین جو کہ اس دنیا سے حق و انسانیت اور اسلام کے خاتمے کے لیے مکمل جی جان سے ناکام کوشش کر رہے ہیں۔ اسی صورت یہ زمین کسی بھی لمحہ دوستانِ خدا سے خالی نہیں۔ خدا کے یہ دوستان وارثین خیر ہیں۔ ابراہیم و اسماعیل و اسحاق کے وارث، موسی و عیسی و ہارون کے وارث، انبیاء کے وارث، حسین کے وارث۔ اور یہ وارثین خدا پر مکمل توکل کے ساتھ میدان میں حاضر بھی ہیں اور باہوش اپنے کام میں مصروف بھی۔ اور یقیناً خدا اپنے لشکر کے ہی ساتھ ہے۔

یہ خدا کا انتخاب ہے کہ وراثتِ خیر میں خواتین بھی وارثان خیر ہیں۔ خواتین بھی ہیں جو خیر کی وارث ہیں۔ آسیہ و مریم و ہاجرہ کی وارث، فاطمہ کی وارث۔ انہوں نے فاطمہ سے میراث پائی ہے۔ صبر، استقامت، علم، بردباری اور باطل کے مقابل اقدام کی وراثت۔ انہوں نے فاطمہ بنت محمد علیہاالسلام سے سیکھا ہے، حق کی آواز بلند کرنا۔ یہ وسیلہ ہیں حضرت فاطمہ کے عرفان کا۔

انہی میں سے ایک شہیدہ بنت الہدیٰ؛ شہید باقر الصدر کی بہن ہیں۔ جنہوں نے اپنی ولادت کے دو سال بعد ہی والد کا سایہ کھو دیا لیکن خود کو چار دیواری یا بازاروں یا حکومت کے پریشر کے سبب گم نہ ہونے دیا۔

شہیدہ بنت الہدیٰ ۱۹۳۷ عیسوی کو عراق میں متولد ہوئیں۔ رسول اکرم کی والدہ گرامی کے نام کی مناسبت سے آپ کا نام آمنہ رکھا گیا۔ بنت الہدیٰ آپ کا لقب ہے جو کہ آپ نے خود اپنے لئے انتخاب کیا تھا اور اپنی تمام کتب اور رسالوں پر اپنا یہی لقب درج کرتی تھیں۔ شہیدہ بنت الہدیٰ ادیبہ، خطیبہ، شاعرہ ہونے کے ساتھ ساتھ ایک عظیم خاتون بھی تھیں۔ عظیم عزم و ارادے کی مالک، دقیق فہم و فراست اور ناقابل فراموش حکمت سے اسلام اور انسانیت کا دفاع کرنے والی۔ یہ عرب کی عظیم خاتون تھیں کہ جب صدام لعین کے کارندوں نے آپ کے بھائی شہید صدر کو گرفتار کر لیا تو شہیدہ آمنہ بنت الہدیٰ نے اقدام کیا اور نجف کی عوام کو بیدار کیا۔ اور گلیوں میں نکل کر لوگوں کو بیدار کرنا شروع کیا۔ شہیدہ فریاد کرتیں "ظلم ہے کہ تمہارا مجتہد قید کر لیا گیا۔" آپ نے اپنے خطبوں اور فریادوں سے انقلاب برپا کیا جس کے نتیجے میں نجف کی عوام جس میں بچے، بوڑھے، خواتین، جوان سب شامل ہیں سڑکوں پر نکل آئی اور شدید مظاہروں کے ذریعے زبردست ظالم زیر دست ہو گیا اور شہید کو اسی رات آزاد کر دیا گیا۔

شہیدہ کی شخصیت ہمیں حضرت زینب کے انقلاب سے آشنا کرتی ہے۔ شہیدہ نے ہمیں عملاً حضرت زینب کے کردار کی اتباع کر کے دکھایا ہے۔ حضرت فاطمہ اور حضرت زینب کی شخصیت کو ہمارے سامنے احیاء کیا ہے۔ ان کے انقلاب کا اجراء کیا ہے۔ کہ یتیمی کے باوجود خود کو اس قدر پختہ کیا کہ دشمن کو ان کے قتل کے علاوہ کوئی چارہ نظر نہ آیا۔ ہم دیکھیں کہ ایک خاتون خدا سے کیا معاملہ کرتی ہے کہ اس قدر عظیم ہو جاتی ہے۔ علمی، ثقافتی، عملی، معاشرتی، گھرداری، تعلیمی، ہر لحاظ سے یہ ایک ناقابل فراموش نمونہ عمل قرار پاتی ہے۔ شہیدہ نے سخت ترین صورتحال میں اسلام پر قائم رہ کر دکھایا اور ایک مکمل آسائش حیات پر اسلام کو ترجیح دیا۔ حکومت وقت سے دشمنی مول لی۔ بغیر خوف و خطر، احساس ذمہ داری سے سرشار قوی ترین دشمن کے مقابل آ کھڑی ہوئیں۔

شہیدہ بنت الہدیٰ کی شخصیت معاشرے کے ہر فرد خصوصاً خواتین کے لیے زندگی کے ہر پہلو میں نمونہ عمل ہے۔ علمی، ثقافتی، سیاسی، معاشرتی، عملی، گھرداری، نیز بطور ایک خاتون ہر میدان میں شہیدہ ناقابل فراموش نمونہ ہیں۔ شہیدہ مظہر ہیں اس لمحے کا کہ جب یزید اسلام پر حملہ

کرتا ہے اور حضرت زینب اپنے امام وقت کے ہمراہ یزید کے مدمقابل آجاتی ہیں اور اپنے بھائی، اپنے بیٹے، اور اپنے مکمل خاندان سے فقط ایک دن میں دستبردار ہو جاتی ہیں، ہر محبت پر فقط اسلام کو ترجیح دیتی ہیں اور پختہ چٹان کی صورت اسلام پر قائم رہتی ہیں۔ مظالم و صدمات بھی ان کے ارادے متزلزل کرنے میں ناکام ثابت ہوتے ہیں۔

پس شہیدہ ہمارے دور میں حضرت زینب کا مظہر ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ یہ ہمارے سامنے کی بات ہے کہ ایک خاتون ہے جو یتیم بھی ہے، مشقت بھری زندگی بھی ہے، حکومت وقت اسکی دشمن بھی ہے، اس کی زندگی ہر وقت موت کی زد میں ہے، حکومت کبھی بھی اسے اپنے راستے سے ہٹا سکتی ہے، وحشت ہے، ظلم ہے، لیکن یہ خاتون قائم ہے۔ اسلام سے ایک انچ پیچھے ہٹنے کو راضی نہیں۔ احساس ذمہ داری سے سرشار اسلام کی اشاعت کو اپنا اولین فریضہ قرار دیتی ہے۔ یہ ہمارے زمانے کی خاتون ہیں جنہوں نے جان دے کر انقلاب برپا کیا ہے۔

بس یہ ہمارے لئے نمونہ ہیں، زندگی گزارنے کا۔ وسیلہ ہیں، حضرت زینب کا عرفان حاصل کرنے کا۔ ایک مکتب ہیں حضرت زینب سے آشنائی کا۔ وسیلہ ہیں کربلا تک رسائی کا، اسلام سے عشق کا۔ یہ احساس ذمہ داری ہے جو کہ انسان کو متحرک کرتا ہے اور پھر اسے گوارا نہیں ہوتا کہ اپنے فرائض سے بے راہ روی اختیار کرے۔ شہیدہ کی ایک طالب علم ان کا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے کہتی ہیں کہ ایک مرتبہ ان کو کاظمین میں موجود لڑکیوں کے مدرسوں کے معائنے کے لیے وہاں جانا تھا۔ رات کا وقت تھا، موسم خراب تھا، بارش ہو رہی تھی، تیز ہوائیں چل رہی تھیں، بجلی کے تار کٹ کٹ کر گر رہے تھے، اور ایسے میں ان کے ساتھ کوئی نہ تھا، نہ کوئی مرد نہ ہی کوئی عورت۔ پھر بھی انہوں نے اللہ پر بھروسہ کیا اور رات کے گیارہ بجے نجف سے کاظمین پہنچ گئیں۔ یقینا یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے کہ ایک خاتون اس قدر مستحکم ارادے کی مالک ہو لیکن یہ احساس ذمہ داری اور قوم وملت کی محبت تھی جو کہ ان کے لیے بطور اسلحہ کافی تھی۔

یہ کوئی چودہ سو سال پرانا واقعہ یا سانحہ نہیں یہ ہماری آج کی خاتون ہیں جنہوں نے ہمیں بتایا کہ اسلام پر عمل اگرچہ سخت ہے لیکن عشق ہر مشکل کا حل ہے۔ انہوں نے ہم پر حضرت زینب کی شخصیت کو واضح کیا کہ جب ظلم وبے دینی اپنے عروج پر ہو اور مستضعفین کا کوئی پرسان حال نہ ہو تو ایک فاطمی اور ایک زینبی خاتون کا کیا ردعمل ہونا چاہیے، ایک عاشق خاتون کی زندگی کیسی ہوتی ہے، ذمہ دار خاتون کی حیات کیا ہوتی ہے۔

شہیدہ کی ان فعالیتوں کے سبب ظالم ان سے ڈر گئے۔ انہوں نے شہیدہ کو قید اور پھر قتل کرنے کا ارادہ کر لیا۔ اور پھر آخر ا اپنے سفاکانہ ارادوں اور مجرمانہ تدبیر کے تحت ۸ اپریل ۱۹۸۰ کو شہیدہ کو قتل کر دیا اور خفیہ طور پر شہیدہ کی لاش کو مفقود کر دیا یہاں تک کہ ابھی تک ان کا لاشہ نہ مل سکا۔ یقینا حق کا دشمن احمق ہوتا ہے۔ اس نے گمان کیا کہ قتل کے ذریعہ وہ اس مشعل کو بجھا دے گا لیکن دشمن اپنے گمان اور اندازہ میں غلط ثابت ہوا اور اس کی توقع کے برعکس شہیدہ سرمدی ذکر اور حیات کے ذریعہ نہ صرف خود زندہ ہیں بلکہ ہزاروں لاکھوں دلوں کو زندہ کرتی ہیں۔ دشمن ذلیل وخوار ہوا اور ایک بار پھر خون نے تلوار پر فتح حاصل کی۔

شہیدہ بنت الہدیٰ کے متعلق رہبر معظم دامت برکاتہ فرماتے ہیں: ہمارے اسی زمانے میں [اسلامی انقلاب کی کامیابی سے پہلے] ایک جوان، شجاع، عالمہ، مفکرہ اور ہنر مند خاتون "بنت الہدیٰ" نے پوری تاریخ کو ہلا کر رکھ دیا۔ وہ مظلومہ عراق میں اپنا بھرپور کردار ادا کرنے میں کامیاب ہوئیں اور درجہ شہادت کو حاصل کیا۔ بنت الہدیٰ جیسی خاتون کی عظمت و شجاعت عظیم مردوں میں سے کسی ایک سے بھی کم نہیں۔

شہیدہ اپنی ایک نظم میں فرماتی ہیں:

فلطالما کان المجاهد مفرداً بين الجحافل
ولطالما نصرَ الالهُ جنودَه وهم القلائل

ترجمہ: پس مجاہد ہمیشہ لشکروں میں تنہا ہوا کرتا ہے اور بے شک خدا اپنے لشکر کی ہی مدد کرتا ہے اگرچہ وہ کم ہی کیوں نہ ہو۔

خدا ہم تمام کو شہداء اسلام کی قدر و قیمت سے آشنا کرے اور ان کے راستے پر گامزن فرمائے۔ جب تک زندہ رکھے حق پر رکھے اور بعد از مرگ شہداء کے ساتھ محشور کرے۔ آمین

عظیم خاتون

کلثوم ایلیاء شگری
ایل ایل بی۔ ایم اے سیاسیات۔ ایم اے علم کلام

۲۵ شہیدہ آمنہ بنت الہدیٰ جو1937ء میں قدیمیہ بغداد میں پیدا ہوئیں اپنے گھر کی واحد خاتون تھیں،شہیدہ آمنہ بنت الہدیٰ نے ابتدائی تعلیم اپنی والدہ سے حاصل کی اور بعد میں باقی تعلیم اپنے عظیم بھائی شہید باقر الصدر سے حاصل کی تھی،آپ اسلامی دعوہ پارٹی کی خواتین ونگ کی سربراہ تھیں۔

اسلامی تاریخ میں جہاں مرد مسلمانوں کی بہادری کا تذکرہ ملتا ہے وہاں مسلمان خواتین کی بہادری کے بھی لاتعداد واقعات ملتے ہیں۔ بے باک، نڈر، شجاع،بہادر مسلمان خواتین جنہوں نے دین اسلام کی خاطر کوئی بھی قربانی دینے سے دقیقہ فروگذاشت نہ کیا، جنہوں نے ہر کرب وتکلیف برداشت کی یہاں تک کہ جان سے گذر گئیں لیکن اسلام پر آنچ نہ آنے دی۔

اسلام کا آغاز خاتون اول حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی لازوال اور بے مثل قربانیوں سے ہوتا ہے ۔یہ بی بی عزم و ہمت کا کوہ گراں اورحوصلہ افزائی کا سرچشمہ بن کرنبوت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سہارا بن جاتی ہیں۔

بالکل اسی طرح 1979 بعثی دہشت گردوں نے جب شہید باقر الصدر کو نجف اشرف سے گرفتار کر لیا ،اسی وقت ایک باحجاب خاتون جس کا نام آمنہ بنت الہدیٰ تھی جو حرم امام علی علیہ السلام میں داخل ہوکر لوگوں سے مخاطب ہو کر کہتی ہیں:

اے لوگوکیوں تم خاموش ہو؟جب کہ تمہارے رہنما کو گرفتار کیا جا چکا ہے،کیوں تم خاموش ہو؟جب کہ تمہارے مرجع تقلید پر بہیمانہ تشدد کیا جا رہاہے،باہر نکلو اور احتجاج کرو۔

یہ صدا ٹھیک چودہ سو سال پہلے اعلان غدیر کے بعد جب شہادت رسول خدا ہوئی تو لوگوں نے وقت کے امام کو بھلا کر ظاہری خلافت کا ساتھ دیا تو فاطمہ الزہراسلام اللہ علیہا نے کچھ اس طرح سے بلند کی:

لوگو ابھی رسول خدا میرے بابا کی قبر کی مٹی خشک نہیں ہوئی اور تم لوگ یکسر بدل گئے؟

یہاں تک کہ آپ نے وقت کے امام کو تنہا چھوڑنے پر لوگوں کے گھروں کے دروازے کھٹکھٹائے اور انکے ضمیر کو جنھجوڑا۔ صدائے حق بلند کی۔ مگر وقت نے ساتھ نہیں دیا جسکی وجہ سے آج مسلمان ممالک در در کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں ۔ بس یہی کہوں گی کہ زہرا کی آواز تو اس زمانے کی لوگوں نے دبا دی۔ مگر زہرا کی یہ تحفظ امامت کے سلسلہ میں اٹھنی والی آواز ہزاروں کنیزان زہرا کی دلوں میں آج بھی گونج رہی ہے

جسکی مثال شہیدہ بنت الہدیٰ ہے۔ ان ملکوتی اور الہیٰ الفاظ کے اثر سے ہزاروں کی تعداد میں لوگ گھروں سے نکل آئے اور شہید باقر الصدر کی گرفتاری کے خلاف احتجاج شروع کر دیا۔ جس کے سبب صدامیوں کو انہیں اسی دن مجبوراً رہا کرنا پڑا۔ اسلام میں اس عظیم خاتون نے جو تاریخ رقم کی اسکی مثال اب تک نہیں ملتی ۔خود تو شہادت کے درجہ پر فائز ہوگئیں اور ہمیں بھی جہاد کا اصل مطلب سمجھاگئیں کہ ایک خاتون کی ذمہ داری صرف گھرتک محدود نہیں یعنی امورخانہ داری میں تمام زندگی صرف کردینا جبکہ خود جانتی ہو کہ میں امور خانہ داری کے علاوہ اموردین میں بھی کام آسکتی ہوں تو میدان اترنا فرض ہوجاتا ہے۔

مگر افسوس اس زمانہ میں خواتین دین اسلام سےبیزاری کا اظہار کرتی نظر آتی ہیں، جیسے جیسے ذرائع ابلاغ بڑھتے جارہے ہیں ،اتنے ہی فتنے بڑھتے جار ہے ہیں،ان فتنوں میں ایک فتنۂ ارتداد بھی ہے۔اس فتنے کے زہریلے اثرات مسلم معاشرہ میں تیزی سے پھیل رہے ہیں ،رات دن مسلم خواتین کو مرتد بنانے کی کوششیں کی جارہی ہیں،نوجوان بچیاں اسلامی تہذیب اور اسلامی تعلیمات کو

چھوڑ کر کفر والحاد کے راستہ پر چل پڑی ہیں ،غیر مسلم آسانی سے ان بچیوں کواپنی طرف کھینچنے میں کامیاب ہورہے ہیں

یہ سوال ہمیشہ خواتین کو پیش آتا ہے کہ ہمیں کیا کرنا چاہیے؟ کس حد تک ہمیں آگے بڑھنا چاہیے؟ موجودہ حالات میں ہمارا کردار کیا ہوسکتاہے؟ ہمارا دائرہ کار کیا ہو؟ جو عالمی سطح پر خواتین کے مختلف کردار دیکھ کر سوچتی ہیں کہ ہمیں بھی ان کی طرح فعال کردار ادا کرنا چاہیے، تصدیق کون کرے کہ یہ سب کیا جائے یا ہاتھ روک لیا جائے؟

ایک جھجک ہے جو ہماری مطالبات میں نظر آتی ہے۔ یا یہ سوال ہے کہ کیا میں ماحول کی خرابی کے باعث صرف علم دین پر ہی اکتفا کرلوں؟ بہت سی بہنیں ہیں جو حق وانصاف کا پورا شعور رکھتی ہیں اور سماج میں متحرک کردار ادا کرنا چاہتی ہیں، مگر کہاں جاکر؟ کیا ہر ضلع میں اسطرح کی تربیتی مراکز قائم ہیں جہاں سے ایک خاتون کی تبدیلی کی آغاز ہو؟

میں یہاں پر عام مدارس کی بات نہیں کررہی ہوں کہ جوصرف قرآن کو قرائت کی حد تک اور جامعات میں خواتین کو صرف اسلامی تعلیم کی حدتک رکھتے ہیں اور ایسے مضامین پڑھائے جاتے ہیں جو معاشرے کے لیے موثر نہیں ہیں ۔ معاشرے کی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے مناسب مضامین نہیں پڑھائے جاتے۔ جیسے کہ:

مقصد عاشورہ و اقتدار عاشورہ، تربیت اولاد، تربیت کے اصول حالات حاظرہ کی تناظر میں، مکتبی خاتون کا کردار، خودشناسی، دشمن شناسی، میڈیا اور اسکے استعمال کے طریقے، کرادر زینبی و فاطمی کالج اور یونی ورسٹی کے ماحول میں وغیرہ وغیرہ

آپ خود سوچیں اس دور میں جہاں گھر کے اندر بھی گناہ اور باہر بھی گناہ کرنے کے مواقع موجود ہوں اور اس معاشرے میں تربیت گاہ نہ ہوں تو کیا حال ہوگا؟

اوپر سے اگر کوئی خاتون اسلامی اورمروجہ تعلیم ساتھ حاصل کرنا چاہے تو بھاری بھرکم فیس ادا کرنے پڑتے ہیں۔

بہر حال میں اپنے ذاتی تجربہ سے یہ ضرور کہوں گی کہ ہمت کے ساتھ اگر ایک عورت میدان عمل میں اتر آئے تو ضرور میدان جیت حاصل کرلیتی ہے۔ میں نے جب اس شہیدہ کی زندگی کا مطالعہ کیا تو پتاچلا کہ ایک خاتون جب خلوص نیت سے میدان میں نکلتی ہے تو خوف خود خوف کھاجاتی ہے اور خودبخود میدان صاف ہوجاتاہے ۔

اور میری اپنی ذاتی کوشش بھی ہے کہ ایسے ادارے بلتستان میں بنائے جائیں جہاں کردار اور گفتارایک جیسے ہوں ۔

اور آخر میں یہ بات عرض کرتی چلوں جو حقیقت پر مبنی ہے کہ اس دور میں ایک عورت معاشرے میں اسوقت کامیاب ہوسکتی ہے جب معاشرے میں ان کے لئے منفرد نظام کا اہتمام ہو۔ جہاں والدیں اطمینان کے ساتھ اپنی بچیاں بھیج سکیں ۔ ہم نے بہت سی خواتین کے ساتھ ملاقاتیں کی ہیں جو بہت ہی زیادہ اثرانداز کرنے والی خواتین ہیں۔ کیونکہ معاشرہ اس حد تک بگڑ چکا ہے کہ کوئی ادارہ پاک نہیں ہے کہ جہاں ایک پاک دامن خاتون سکون سے تعلیم مکمل کرسکے۔

پاکستان میں ابھی حال ہی میں آقا سید جواد نقوی نے ام الکتاب نام سے خواتین مدرسہ اور تحریک کا آغاز کیا ہے کہ جو واقعا بے مثال ہے۔ اس طرز پرپاکستان میں بہت سے مکاتب کی ہے جو خواتین میں تحریک پیدا کری ۔ اس شہیدہ میں تحریک گھر ہی سے پیدا ہوئی کیونکہ وہ گھر پہلے ہی سے بیدار تھامگر ہر گھر اس طرح کا نہیں ہوتا کہ جو تربیت شدہ اولاد میدان میں لائے۔ اس لئے ہمارے علماء کرام پر لازم ہے کہ وہ ایسے ادارے تیار کریں کہ ہر خاتون میں شہیدہ بنت الہدی کی سی جرات پیدا کرسکیں۔

شیر دل خاتون

سیدہ فاطمہ رضوی
کارشناسی ارشد، بنت الہدی۔ قم

جس طرح سورج کے طلوع ہونے سے پوری دنیا روشن ہو جاتی ہے، لائٹ اور بلب کے جلنے سے گھر روشن ہو جاتا ہے اور اگر کہیں پہ چاروں طرف اندھیرا ہی اندھیرا ہو تو ایک چھوٹی سی شمع بھی روشن ہو جائے تو اس کی بھی روشنی بہت ہوتی ہے۔ آج اگر امامت کا سورج پردہ غیبت میں ہے تو بہت سے علماء اور فقہاء ہیں جو اپنے علم کے ذریعہ سے نور اسلام کو دنیا میں پھیلا رہے ہیں۔ ہر دور میں کوئی نہ کوئی علمبردار موجود رہا ہے۔ یہ سلسلہ امام عصر عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف کی غیبت کے آغاز سے ابھی تک جاری ہے اور امام کے ظہور تک جاری رہے گا انشاء اللہ۔ ایک دور ایسا بھی رہا ہے کہ جس میں اسلامی ملک میں اسلام کے نام پر بدترین اور ظالم ترین لوگ حکومت کرتے تھے۔ جنہوں نے بنی امیہ اور بنی عباس کی طرح مسلمانوں پر بہت زیادہ ظلم و ستم ڈھائے جنہیں لفظوں میں بیان نہیں کیا جا سکتا ہے۔ اس دوران کوئی ہلکی سی بھی آواز اگر اسلام کے نام پہ بلند ہوتی تھی تو اسے فوراً دبا دیا جاتا تھا اور وہ یہ بات گوارا نہیں کرتے تھے کے علم کی روشنی سے امت بیدار ہو، اس کے اندر شعور و بیداری اور تعقل و تفکر پیدا ہو۔ اس نہایت ہی سخت دور میں ایک گھرانہ ایسا بھی ملتا ہے جس کا ہر فرد کے حصول کی کوشش کرتا ہے۔ صرف مرد ہی نہیں بلکہ ان کی خواتین بھی ظلم و ستم کے خلاف باقاعدہ طور پر آواز بلند کرتی ہیں اور ظالم سے کسی بھی طرح کا خوف نہیں کھاتیں۔ انھیں خواتین میں سے ایک شیر دل خاتون ابھر کر سامنے آتی ہے جو اس دور تاریکی اور ظلم و ستم کو ختم کرنے کی کوشش کرتی ہے، جو اپنے بھائی کے لئے زینب وقت بن کر امت اسلام کو بیدار کرنے کا ارادہ کرتی ہے اور بغیر کسی ڈر اور خوف کے بلند ہمتی کے ساتھ اپنا کام شروع کرتی ہے، یہی سوچ کر کہ اس اندھیرے میں شمع بن کر بھی روشنی پھیلائی جا سکتی ہے۔ یہ گھرانہ کوئی اور نہیں بلکہ خاندان صدر کا گھرانہ تھا اور یہ خاتون کوئی اور نہیں بلکہ بنت الھدی صدر تھیں جو اپنی علمی اور عملی کوششوں اور کاوشوں کے ذریعہ سے لوگوں کو بیدار کرنا چاہتی تھیں۔ بنت الھدی کا اصل نام آمنہ ہے اور آپ کی پیدائش عراق کے شہر کاظمین میں ہوئی، آپ کے والد سید حیدر صدر اور والدہ آیت اللہ آل یاسین کی بیٹی تھیں اور دو بھائی سید اسماعیل اور سید محمد باقر صدر ہیں۔ (حسینی حائری، زندگی و افکار شہید صدر، تہران وزارت فرہنگ ارشاد، ص ۳۲)

آپ ۱۱ سال کی تھیں کہ اپنے بھائی کے ساتھ نجف میں حوزوی تعلیم کا آغاز کیا اور ساتھ ہی ساتھ تفسیر، حدیث، اور تاریخ میں اپنے بھائی آیت اللہ محمد باقر صدر سے استفادہ کرتے ہوئے درجہ اجتہاد پر فائز ہو گئیں۔ تمام مراجع کے احکام سے واقف ہونے کی بنا پر حج کے ایام میں ۲۰۰ عراقی خواتین کی راہنمائی کے سلسلہ سے حج کے سفر پہ جایا کرتی تھیں۔ ان کی علمی کاوشوں میں سے مدارس الزھرا کی تاسیس ہے جنہیں عراق کے کئی شہروں میں قائم کیا گیا اور نجف و کاظمین کے مدارس کی سرپرستی بھی اپنے ذمہ لی۔ ان مدارس کی خصوصیت یہ تھی کہ ان میں درس کے ساتھ ساتھ عقائد اور دینی تعلیم کی سہولت بھی بچیوں کے لیے موجود تھی لیکن بعثی حکومت نے سنہ ۱۳۵۰ قمری میں مدارس کو گورنمنٹ کے نام کر دیا پھر بھی آپ تین دن نجف اور تین دن کاظمین کے مدرسہ میں پڑھاتی تھیں۔ آپ بہترین شاعرہ، ادیبہ اور مصنفہ تھیں۔ آپ کے علمی مقالے الاضواء میگزین میں چھپے ہیں اور ان مقالات کے علاوہ کئی کہانیوں کی کتابیں بھی لکھی گئی ہیں اور آپ نے اپنی داستانوں کے ذریعہ سے اسلام کی برتری اور پاکی کو بیان کیا ہے۔ آپ کی کوشش یہی تھی کہ خواتین کو ان کے حقوق سے آگاہ کریں اور ان کو اس بات سے آگاہ کریں کہ اسلام ہر ظلم کو ختم کرنے کے لئے آیا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ اس چیز کو بھی ثابت کریں کہ بعض وہ افراد جو اپنی بیویوں یا بیٹیوں پر اسلام کے نام پر ظلم کرتے ہیں اور بد سلوکی کا مظاہرہ کرتے ہیں اس کی وجہ اور بنیاد ان کا جہل ہے۔

آپ کی چند کتابوں کے نام:

حقیقت کی تلاش، کھویا ہوا گھر، اسپتال میں ملاقات، مسلمان خاتون کی شخصیت، دو خاتون اور ایک مرد، فضیلت کامیاب ہے، اے کاش جانتے (الحسون، اعلام النساء المومنات، ص ۷۶)

ایران میں اسلامی انقلاب کی کامیابی کے بعد آیت اللہ محمد باقر صدر کی کوشش یہ تھی کہ اسی طرح عراق میں بھی انقلاب برپا ہو، لوگ بیدار ہوں اور ظلم کے خلاف آواز اٹھائیں لیکن صدام حسین کے حکم سے انہیں گرفتار کر لیا گیا۔ بنت الھدی کی کوشش تھی کہ بھائی کے ساتھ رہیں لیکن بعثی حکومت مانع ہوگئی۔ پھر بھی آپ نے خاموشی اختیار نہیں کی بلکہ امیر المومنین علیہ السلام کے حرم میں گئیں اور رات ہی میں ایسی تقریر کی کہ سارے حاضرین کے رونے کی آوازیں بلند ہو گئیں۔ پھر روزانہ مسلسل ان کی تقاریر جاری رہیں جس کے نتیجہ میں صدام آپ کے بھائی محمد باقر صدر علیہ الرحمہ کو آزاد کرنے پر مجبور ہو گیا۔ لیکن چند مہینے کے بعد پھر سے صدام نے محمد باقر صدر کو گرفتار کر لیا اور اس بار اسے پتہ تھا کہ یہ بہن جناب زینب سلام اللہ علیہا کی کنیزوں اور پیروکاروں میں سے ہے اور جو اسے اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہونے دیں گی لہذا اس نے آیت اللہ محمد باقر صدر کی گرفتاری کے ایک دن بعد ہی بہن کو بھی گرفتار کر لیا اور سخت شکنجے میں رکھا۔

آپ خواتین کے درمیان اکثر اس بات کو بیان کرتی تھیں کہ اسلام غریب ہے اور اسلام کے سچے دلسوز کم ہیں۔ کسی بھی حالت میں آپ نے اپنے بھائی کا ساتھ نہیں چھوڑا اور صدام کی متعدد اذیتیں برداشت کیں۔ صدام کے بھائی نے آیت اللہ محمد باقر صدر سے کہا کہ صرف چند جملے آیت اللہ خمینی اور انقلاب اسلامی کے خلاف لکھنے سے رہائی مل جائے گی لیکن انہوں نے قبول نہیں کیا اور گرفتاری کے تین دن بعد صدام کے شدید شکنجے برداشت کرنے کے بعد ۲۲ جمادی الاول سنہ ۱۴۰۰ میں صدام کے حکم سے انہیں شہید کر دیا گیا اور ان کی قبر مبارک نجف اشرف کے قبرستان وادی السلام خاندان صدر کے حصہ میں ہے۔ (بنت الھدی در آیینہ خاطرات منتشر نشدہ شہید صدر، ترجمہ عبد الکریم زنجانی، ماھنامہ شاھد یاران، شمارہ ۱۸)

بقیہ: بنت الہدیٰؒ میری نظر میں

اور یہ ہاتھ بہت مضبوط ہاتھ تھے کیونکہ یہ وقت کے امام کی بہترین مددگار اور ناصرہ کے ہاتھ تھے۔ آپ بھی اپنے بھائی کی بہترین مددگار تھیں جب شہید صدر کو قید کرنے کی غرض سے سپاہی لینے آئے تو آپ نے ان کو للکارا اور پھر گلیوں میں یہ استغاثہ بلند کیا کہ لوگو بیدار ہو جاؤ کہ تمہارے بزرگ کو لے جایا جارہا ہے۔

آپ نے اپنے کردار اور تحریک سے ثابت کر دیا کہ پیروان فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کا علمی، عملی، معاشرتی، تربیتی، اور سیاسی کردار کیسا ہوتا ہے اور تحریک امام حسین علیہ السلام اور للکار زینبی سلام اللہ علیہا کو عملی طور پر انجام دے کر عصر حاضر کی خواتین کو اس تحریک کو سمجھنے میں آسانی پیدا کی۔ تمام بحث اس بات پر منتج ہوتی ہے کہ آپ خواتین کے لئے ایک جامع کردار اور مثل مشعل ہیں۔

بقیہ: آمنہ بنت الہدیٰؒ اور معاشرتی شعور

زمین کی طرف دیکھنا شروع کر دیا اور اپنی قوت مجتمع کر کے کہا: سیدہ کیا آپ کو باہر کے حالات کا علم نہیں ہے، مجھے ڈر ہے کہ مجھے گرفتار کر لیا جائے گا اور مجھے خوف ہے کہ میں بعث سیکورٹی کے ہاتھ لگ جاؤں گی آپ جانتی ہیں وہ عورتوں کی عزت ہرگز نہیں کرتے۔

شہیدہ بنت الہدیٰ نے اپنے الفاظ جاری رکھتے ہوئے کہا" یہ غلط عقائد ہیں، اسلام ہماری عظمت ہے۔ اگر ہم اسلام کو محفوظ کریں گے تو ہم اپنی عظمت اور فخر کو محفوظ کریں گے ہم سیدہ زینب سلام اللہ علیھا کی زندگی سے بہترین سبق سیکھ سکتی ہیں۔

اس بات نے کوثر پر بہت اثر کیا اور انہوں بنت الہدیٰ اور ان کے بھائی کی شہادت کے بعد اہم کردار ادا کیا۔

چونکہ حق کے ساتھ ہر زمانے میں باطل بھی موجود رہا ہے اور رہے گا اس لیے ہر زمانے میں ایسی ہی الہی بصیرت کی ضرورت ہے جو انسان کو اس کے مقصد تخلیق سے منحرف نہ ہونے دے۔

اکیسویں صدی کی کربلا میں ایک اور بہن بھائی

بشریٰ علوی

چاندنی رات تھی۔ آسمان ستاروں سے سجا ہوا تھا۔ گرمیوں کا موسم تھا۔ کھلے آسمان کے نیچے گھر کے صحن میں ہم دونوں بہن بھائی "فرج زہرا اور محمد مہدی" بیٹھ کر اپنے دادا جان کے آنے کا انتظار کر رہے تھے۔ اور ساتھ ہی ساتھ باتیں بھی کر رہے تھے۔

فرج! آج چاند کتنا خوبصورت لگ رہا ہے۔ جی بھائی جان! ڈگمگاتے ستاروں اور چاند کی خوبصورتی نے آسمان کو بہت ہی دلکش بنایا ہوا ہے۔

اتنے میں دادا جان آ گئے۔ السلام علیکم میرے بچو! وعلیکم السلام دادا جان۔ دادا جان دیکھئے آج آسمان کتنا پیارا لگ رہا ہے۔ جی بلکل بچو۔ جس طرح آپ دونوں کو خوبصورت لگ رہا ہے، ویسے ہی آپ دونوں آسمان والوں کیلئے چمکدار ستاروں کی مانند خوبصورت لگ رہے ہیں۔ "کیا سچ میں داداجان؟ فرج نے کہا؛

جی ہاں میری بیٹی۔ ویسے یہ بتائے آج آپ دونوں میں لڑائی نہیں ہوئی خیر تو ہے؟ آہ! داداجان ہمیشہ لڑائی مہدی بھائی ہی شروع کرتے ہیں۔ دادا جان یہ تو سارا قصور میرا ہی نکالتی ہے۔ ارے اب بس بس اب دونوں نے لڑائی شروع نہیں کر دینی۔

ٹھیک ہے داداجان۔۔۔۔۔۔۔چلیے آج میں آپ دونوں کو ایک ایسے بھائی، بہن کی کہانی سناتا ہوں جو ایک دوسرے سے بہت محبت کرتے تھے اور ان دونوں نے ہمیشہ ہر میدان میں ایک دوسرے کا ساتھ دیا تھا اور کبھی انہوں نے ایک دوسرے کو اکیلا نہیں چھوڑا۔ حتی کہ وہ راہ خدا میں بھی شہادت کے مرتبے پر ساتھ فائز ہوئے تھے۔

ذیقعدہ کا مہینہ تھا۔ عراق کے شہر کاظمین میں ایک علمی گھرانے میں ایک چھوٹی سی بچی "معصومہ" کی پیدائش ہوئی۔ وہ اپنے بابا کے دل کا ٹکڑا تھی اور بھائیوں کی اس میں جان بسی ہوئی تھی۔ گھر میں سب معصومہ سے بہت محبت کرتے تھے۔ جب دو سال کی ہوئی تھی تو وہ اپنے بابا کی شفقت و محبت سے محروم ہوگئی تھی۔ بعد ازاں بھائی کی زیر تربیت میں پلی بڑھی۔

بچپن سے ہی پڑھنے کا بہت شوق تھا۔ جب وہ پہلی مرتبہ اسکول گئی تو وہاں کچھ بچوں نے سردی کی وجہ سے آگ جلائی تو آگ کی وجہ سے ڈر گئی اور اس نے اسکول جانے سے انکار کر دیا تھا، اس کے بعد وہ کبھی اسکول نہیں گئی۔ اپنے بھائی (جو بہت بڑے دانشور، مفکر، مصنف، مفسر، مجتہد (وہ بھی چودہ سال کی عمر میں) تھے۔ جن کو اب شہید چہارم کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔) کے پاس ہی درس پڑھنا شروع کیا۔

معصومہ اپنے بھائیوں سے بہت محبت کرتی تھی۔ اپنے بھائی کے پاس پڑھنے لگی۔ معصومہ نے بہت خوب محنت کی اور دل لگا کر پڑھتی تھی۔ اسی محنت و لگن کے ساتھ مختلف علوم جیسے: علم فقہ، علم منطق، علم فلسفہ، علم اخلاق اور دوسری موضوعات پر مشتمل اکثر کتابیں مکمل پڑھ لی تھی۔ معصومہ کے بھائی جب چھوٹے تھے تو ان کے تمام دوست احباب اور ان کے اساتید انکے اخلاق و کردار کی وجہ سے آپ کا بہت احترام کرتے تھے۔ استاد دوسرے بچوں کے سامنے انہیں نمونہ عمل قرار دیتے تھے۔ بہت خوش اخلاق تھے۔ سب کے ساتھ مل جل کر پیار و محبت سے رہتے تھے۔

ان کی شخصیت سے چھوٹے بڑے لوگ بہت متاثر تھے اور ان کو بہت پسند کرتے تھے۔

جب وہ کچھ بڑے ہوئے تو انہوں نے پڑھانا شروع کیا۔۔ ان کے بہت شاگرد ہوتے تھے لیکن ان سب میں خاص ان کی بہن معصومہ تھی۔ انہوں نے اپنے بھائی سے علمی اثر لیا۔ وہ ہمیشہ تمام علوم، دلچسپی سے سیکھتی اور اس پر عمل کرتی تھیں۔ اسی طرح انہوں نے اپنے بھائی سے کتابوں سے محبت کرنا سیکھا۔ دونوں بہن بھائی کو جو پیسے ملتے تھے تو وہ کتابیں خرید لیا کرتے تھے اور پھر پڑھنے کے بعد فروخت کرکے دوسری کتابیں لے لیا کرتے تھے۔

دادا جان جب ان بہن بھائی کی باتیں کرتے ہوئے یہاں تک پہنچے تو مہدی نے سوال کیا۔ "دادا جان، وہ کتابیں کیوں فروخت کرتے تھے؟" "مھدی بیٹا! ان کے گھر کے حالات کچھ ٹھیک نہیں تھے اور ان کے بابا بھی اس دنیا میں نہیں تھے۔" "اچھا دادا جان پھر کیا ہوا؟" مہدی نے بڑی دلچسپی سے کہا۔ "جی بیٹا! اب اس کے بچپن کا ایک واقعہ بتاتا ہوں۔

جب وہ بارہ سال کی تھیں تو انہیں ایک شادی میں شرکت کی دعوت ملی۔ لیکن جب انہوں نے اپنے جوتوں کی طرف دیکھا تو وہ پھٹے ہوئے تھے اور ایسے جوتے شادی میں پہن کر جانا مناسب نہیں تھا۔ ان کے پاس ایک صندوقچہ تھا جس میں وہ تھوڑا تھوڑا کر کے پیسہ جمع کرتی تھیں تا کہ ہر مہینے کے آخر میں اس سے کوئی کتاب خرید لیں۔ انہوں نے اس پیسے کو کبھی کسی اور مقصد کے لئے استعمال نہیں کیا۔ انہوں نے اس پیسے سے جوتے خریدنے کے بجائے کتاب خریدنے کو ترجیح دی اور شادی میں جانے کا ارادہ ترک کر دیا۔"

"دادا جان! ہم نے کبھی اپنے علاقے میں کسی کو ایسا کرتے ہوئے نہیں دیکھا کہ کتابوں کو اتنی فوقیت دی ہو۔ تقریباً سب ہی مادیت کو زیادہ ترجیح دیتے ہیں۔ مہدی نے کہا۔" "جی بلکل بیٹا یہی تو فرق ہے۔ اگر ہم بھی اس طرح علم سے خود کو آراستہ کرے تو ہم بھی ان عظیم شخصیات کے ساتھ شامل ہو سکتے ہیں۔" "فرج کہنے لگی؛ "دادا جان! ہم کیسے ان کی طرح بن سکتے ہیں؟" "بیٹا اپنے کردار و گفتار کے ذریعے۔۔۔"جس طرح وہ با عمل، با تقوی اور با اخلاق تھی۔ ان کا ہر عمل ان کی عظیم شخصیت کی گواہی دیتا ہے۔ اسی طرح جب معصومہ کی ملاقات مشہور مصنفہ، دانشور ڈاکٹر بنت الشاطی سے ہوئی تو وہ آپ کے علم و عمل، کردار و گفتار سے بہت متاثر ہوئی تو آپ سے کہا؛ "آپ کسی یونیورسٹی سے فارغ التحصیل ہیں؟" تو آپ مسکراتے ہوئے جواب دیتی ہیں؛ "میں اپنے ہی مدرسہ سے فارغ التحصیل ہوں۔" یہ سننے کے بعد ڈاکٹر بنت الشاطی متعجب ہوئی۔ یہاں سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کا علم و عمل اور کردار و گفتار ہی عظیم شخصیت ہی کی علامت ہے۔

"میرے بچو! جس طرح آپ دونوں کو کہانیوں میں دلچسپی ہے اسی طرح انہیں بھی بہت زیادہ دلچسپی تھی۔" جب وہ دس سال کی تھی تب کہانیاں مجلات وغیرہ پڑھتی تھی، اگر کہیں سے کوئی تحریر مل جاتی تو اس کا مطالعہ کیا کرتی تھی۔ پھر اسی طرح اس نے خود قلم اٹھایا اور کہانیاں اور مقالات لکھنا شروع کیے۔" دادا جان ایک دن میں بھی اسی طرح کہانیاں لکھوں گی۔" فرج نے جوشیلے انداز سے کہا۔ "ان شاءاللہ میری بیٹی تم ضرور بڑی ہو کر ایک قلمکار بنو گی"

"دادا جان معصومہ بڑی ہو کر کیا کرنا چاہتی تھی؟" "جی مہدی بیٹا! جب وہ بڑی ہو گئی تو انہوں نے تبلیغی کام سر انجام دیے، وہ دینی معاملات میں خواتین کے کردار کی اہمیت سے واقف تھی۔ لہذا انہوں نے اپنے گھر میں اور اسی طرح سے دوسرے گھروں میں امور دینی کی تبلیغ کے لئے جلسوں کو تشکیل دیا۔ وہ "مجلہ الاضواء" میں عراقی اور عرب لڑکیوں کے لئے مضامین تحریر کیا کرتی تھی۔ اس مجلہ میں ان کی تحریر کا موضوع مسلمان خواتین کے لئے دینی امور کی پابندی اور مغربی آئیڈیل اور نعروں سے دوری ہوا کرتی تھی۔

وہ کبھی بھی عورتوں اور خاص کر ان عورتوں کو جو نئی مذہبی تعلیمات میں مصروف ہوئی ہو، مذہبی احکامات میں مصروف نہیں کرتی تھیں بلکہ آہستہ آہستہ ان کو دنیا کے معاملات کو اسلام کی روح سے سمجھنے میں مدد دیتی تھی۔ وہ اس کام کے لیے عمومی دعوت کا سہارا لیتی اور جب وہ غیر مخصوص نشستوں میں بھی خواتین سے ملتی تب بھی وہ مکمل حجاب میں ہوتی تھی اور دوسری خواتین کو حجاب کی طرف مائل کرتی تھی۔

کوثر الکوفی سے روایت ہے کہ میں نے ایک مرتبہ ان سے کہا" آپ گھر کے اندر حجاب کیوں پہنتی ہیں اور خاص کر اس قدر موٹی جرابیں۔ انہوں نے جواب دیا؛ "میں عورتوں کو سکھانا چاہتی ہوں کہ درست حجاب کا یہی طریقہ ہے۔" کوثر الکوفی کے مطابق ایک مرتبہ ایک خواہر نے مجھے بتایا کہ اس نے کبھی بھی مجھے کھلے کپڑے پہننے کو نہ کہا حتی کہ تین سال بعد جب انہوں نے دیکھا کہ اب وہ مجھے قائل کر سکتی ہیں تو انہوں نے اسلام میں حجاب سے متعلق احکامات مجھ پر واضح کیے۔ ہمیشہ اس نے اپنے عمل کے ذریعے دوسروں کو تعلیم دی۔

معصومہ کو اشعار بہت پسند تھے اور وہ اشعار خود بھی لکھا کرتی تھی۔ ایک دن ان کا بھائی فلسفہ اور دوسری بڑی کتب کے اہم نکات ان کے سامنے بیان کر رہے تھے۔ تو آپ نے کہا؛

"بھائی میں کہاں آپ کہاں۔۔۔؟"

آپ تو اتنے بڑے عالم دین، بڑے دانشور، مفسر و مفکر ہے۔ مجھے یہ فلسفہ کے نکات کہاں سمجھ آئینگے۔ تو ان کے بھائی کہنے لگے؛ "آپ مجھ سے بھی زیادہ قابل اور باصلاحیت ہو۔" تو آپ نے تعجب سے پوچھا کہ وہ کیسے؟ ان کے بھائی کہتے ہیں کہ آپ اشعار پڑھتی ہے۔ مجھے بھی اشعار سے دلچسپی ہے اس سے لذت بھی حاصل ہوتی ہے۔ لیکن میں کبھی ایک شعر بھی نہیں کہہ سکا اس لئے آپ مجھ سے زیادہ باصلاحیت ہے۔"

میرے بچو! آپ کو معلوم ہے وہ دونوں بہن بھائی ہمیشہ سے اپنے تمام کام خدا کے لئے انجام دیتے تھے۔ وہ ظالم حکمران کے خلاف ڈٹ کر مقابلہ

کرتے رہے۔ اس لیئے وہ ظالم حکمران ان کے بھائی کے خلاف کاروائی کرنے لگا اور انکے کارندے انہیں طرح طرح کی تکلیفیں دیتے اور کئی مرتبہ انہیں گرفتار بھی کیا گیا لیکن وہ کبھی بھی ظالم سے خوفزدہ اور مرعوب نہیں ہوئے اور اس کی بہن ہمیشہ اس کی ڈھال بن کر اپنے بھائی کو رہائی دلانے کے لئے شہروں میں احتجاج کرتی جس کی وجہ سے ان کے بھائی کو رہا کر دیا جاتا پھر ایک دن ان کے بھائی کو گرفتار کرنے آئے تو اس وقت ان کی بہن نے ایسی تقریر کی کہ دشمن کو تاریخ کربلا یاد آگئی۔

آیت اللہ سید کاظم حائری فرماتے ہیں کہ وہ تقریر کے لئے مناسب جگہ تلاش کرنے کے لئے ہم سے آگے نکل گئیں اور اس کے بعد ایک تاریخی تقریر کا آغاز کیا۔ آپ کے جملے کچھ یوں تھے:

دیکھ لو۔۔۔۔۔۔۔۔ یہ میرا بھائی ہے یکہ و تنہا ہے اس کا کوئی مدافع نہیں ہے، اس کے پاس کوئی ہتھیار نہیں ہے لیکن تم لوگ سیکڑوں کی تعداد میں ہو۔ میں تم سے پوچھتی ہوں کہ اتنے ہتھیار اور اتنے افراد کس لئے لائے ہو؟ یہ جنگی ہتھیار کس سے جنگ کرنے کے لئے لائے ہو؟

جواب معلوم ہے، تم ڈرتے ہو، خدا کی قسم تم ڈرتے ہو، کیونکہ تم جانتے ہو کہ میرا بھائی تنہا نہیں ہے بلکہ عراق کے لوگ میرے بھائی کے ساتھ ہیں۔ تم لوگ ڈرپوک ہو اور خدا کی قسم اگر ڈرپوک نہ ہوتے تو اس طرح صبح کے وقت نہ آتے کیونکہ تم لوگ اسی وقت آتے ہو جب لوگ سو رہے ہوتے ہیں۔ انہیں گرفتار کرنے کے لئے تم نے اسی وقت کا انتخاب کیوں کیا ہے؟ کیا خود سے کبھی یہ پوچھا ہے؟ کیا تمہارا یہ عمل میری بات کی سچائی کی دلیل نہیں ہے؟

اس کی تقریر کے دوران فوجی پراکندہ ہوگئے اور گلیوں میں چھپ گئے۔ سب چپ تھے۔ کسی میں بھی اس وقت تک لب کھولنے کی ہمت نہ ہوئی جب تک زینب عصر بولتی رہی۔ لگتا تھا کے سروں پر موت کا سایہ منڈلا رہا ہے۔ ان کی بہن کردار زینبی ادا کرتی رہی، جناب زینب سلام اللہ کی طرح ہر وقت اپنے بھائی کی حفاظت کرنے کی کوشش کرتی رہی۔"

"دادا جان، پھر اس نے اپنے بھائی کو ظالموں سے بچا لیا؟ فرح نے محزون اور غمگین لہجے میں کہا۔" "نہیں فرح بیٹی! ظالموں نے اسے گرفتار کرنے کے بعد اس پر شدید تشدد کر کے اسے شہید کر دیا۔ لیکن وہ ظالم ان کے بھائی کو شہید کرنے کے بعد بھی بہت خوفزدہ تھا۔ وہ اس بات سے بخوبی واقف تھا کہ ان کے بھائی کی قیادت سنبھالنے والا کوئی نہیں ہے۔ لیکن ان کی زینبی بہن یہ ذمہ داری سنبھال سکتی تھی۔ وہ اس یزیدی حکومت کا تختہ پلٹ سکتی تھی۔ لیکن مکار بعثی ظالم حکمران (صدام) نے کہا: "یزید نے امام حسین علیہ السلام کو قتل کرنے کے بعد زینب سلام اللہ علیہا کو زندہ چھوڑنے کی غلطی کر دی تھی جس کی وجہ سے ان کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا لہذا اب ہم یہ غلطی نہیں دہرائیں گے۔

لہذا ان کے بھائی کی گرفتاری کے ایک دن بعد ایک پولیس آفسر گھر آکر کہنے لگا کہ آپ کے بھائی آپ سے ملنا چاہتے ہیں اس بہن نے بھائی کے لئے ہمیشہ قربانیاں دی تھیں۔ ہر مقام پر ان کا دفاع کیا تھا ان کی مشکلات ختم کرنے کی ہمیشہ کوشش کی تھی۔ اس زینب عصر کا مشہور فقرہ ہے: * "میری حیات میرے بھائی کی حیات میں ہے اور ان شاء اللہ میں تب تک قید حیات میں ہوں جب تک میرے بھائی زندہ ہیں۔" پھر اس کی بہن کو پولیس افسر اپنے ہمراہ بغداد کی طرف لے گئے اور اپنے بھائی کے ہمراہ درجہ شہادت پر فائز ہو گئیں۔" *

دادا جان رخسار سے اشک صاف کرتے ہوئے کہنے لگا: "میرے بچو! یہ دونوں بہن بھائی وہی عظیم شخصیات ہیں جنہیں آیت اللہ سید محمد باقر الصدر اور ان کی بہن آمنہ بنت الہدیٰ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ ان عظیم شخصیات کی زندگی سے ہمیں یہ درس ملتا ہے کہ چاہے جتنی مشکلات آجائے کبھی بھی ہم نے حق کا راستہ نہیں چھوڑنا ہے، دشمن ہمارے علم و عمل اور عورت کے حجاب سے خوفزدہ ہوتا ہے۔ اس لیے زینبی کردار ادا کرتے ہوئے اور خود کو علم کے ہتھیار سے آراستہ کریں اور دشمن کے عزائم کو خاک میں ملا دیں۔ مجھے امید ہے کہ آپ دونوں بھی مل کر دشمن کا مقابلہ کرینگے۔"

"ان شاء اللہ دادا جان"

شہدا کا مقام اور بنت الہدیٰ رح

زہرا الحسینی

عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ لوگ شہادت اور عام موت کے درمیان فرق محسوس نہیں کرتے بلکہ شہادت کو جان کا ضیاع سمجھتے ہیں۔ جبکہ شہادت موت کی ایک قسم ہے۔ جس سے انسان اسی دنیا سے ناطہ توڑ کر ہمیشہ کے لئے چلا جاتا ہے۔ مگر عام موت سے مختلف بھی ہے کہ شہید سفر کے اگلے مرحلے میں داخل ہو جاتا ہے۔ یہاں وہ زندہ لوگوں کی طرح اپنا سفر جاری رکھتا ہے۔ خدا سے اس کا براہ راست رشتہ ہوتا ہے اور اسے خدا سے روزی ملتی رہتی ہے۔ البتہ اس کے لئے شعور ضروری ہے۔

حدیث نبوی ہے کہ "شہید" کی سات صفات ہیں۔

ا: جب اس کے خون کا پہلا قطرہ زمین پر گرتا ہے خدا اس کے بدلے اس کے تمام گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔

۲: شہید کا سر زمین پر نہیں لگتا بلکہ وہ حوروں کی گود میں گرتا ہے۔

۳: اسے فوراً جنت کی پوشاک پہنائی جاتی ہے۔

۴: اسے جنت میں مخصوص مقام (رہائش گاہ) دی جاتی ہے۔

۵: اس کی نظروں کے سامنے جنت کے تمام پھول لائے جاتے ہیں۔ جنہیں وہ پسند کرتا ہے اس کی رہائش گاہ کی طرف لے آتے ہیں۔

۶: اس کی روح کو جنت میں گھومنے پھرنے کی عام اجازت ہوتی ہے۔

۷: شہید کا خدا سے براہِ راست رابطہ ہوتا ہے۔

فرمان معصوم علیہ السلام ہے: شہید پر جب تلوار، تیر یا خنجر چلتا ہے اس پر خدا کے نور کی چادر پھیل جاتی ہے اور اسی نور میں اس قدر مخمور ہو جاتا ہے کہ اسے اپنے جسم کے کٹنے کا احساس نہیں ہوتا ہے۔ اس کی بہترین مثال حضرت یوسف علیہ السلام کے نور کا واقعہ ہے کہ ان کے نور میں مدہوش ہو کر خواتین اپنی انگلیاں کاٹ بیٹھی تھی مگر انہیں احساس تک نہ ہوا تھا۔

جب عاشق اپنے معشوق سے عشق کرتا ہے تو وہ اس کے رنگ میں ڈھل جاتا ہے پھر وہ دنیا کی رنگینیوں سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ شہداء بھی عشق کرتے ہیں اور اس عشق کی بنیاد پر وہ اپنے گھر، اولاد، دوست، احباب، حتی کہ اپنے وجود کو بھی خدا کی خاطر لٹا دیتے ہیں۔ پھر اس کا ہر کام، گفتگو اور مقصد، خدا کی ذات، حق کو زندہ رکھنا اور ظلم کو خاک میں ملانا ہوتا ہے۔ شہید کا جب عشق کمال تک پہنچ جاتا ہے تو وہ خود کو وقت کے امام کی صدا ھل من ناصر پر لبیک کہہ کر اس کا شیدائی ہو جاتا ہے۔ شہادت نعمات الہیہ میں ایک ایسی نعمت ہے جو انسان کو عروج پر کھڑا کر دیتی ہے جس کے نتیجے میں شہید کے نفس کا خریدار خدا ہوتا ہے اور خدا اسکے خون بہا کو خود ادا کرتا ہے۔۔ شہادت انسان کو سربلند کر دیتی ہے جب جام شہادت پی کر شہداء سرخرو ہو جاتے ہیں تو وہ بہت سے گمراہ انسانوں کی مدد کرتے ہیں۔ جیسے امام خمینی کا ارشاد ہے کہ: شہداء ان ستاروں کی مانند ہیں جو اندھیرے میں بھٹکتے ہوئے انسانوں کے لئے مشعل راہ ہوتے ہیں انکی رہنمائی اور ہدایت کرتے ہیں نیز ان کی رہبری کر کے حقیقی معشوق تک پہنچاتے ہیں۔

اب یہ سوال ذہن میں آتا ہے کہ شہید کی کتنی قسم ہوتی ہیں؟؟

شہید کی قسم دو ہیں

ایک شہید وہ ہوتا ہے جو میدان جنگ میں دشمن سے مقابلہ کر کے راہ خدا میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کر دیتا ہے اور دوسرا شہید وہ ہوتا ہے جو قلم کے ساتھ دین اسلام کی تبلیغ کر کے اپنے الفاظ کے ذریعے دشمن سے مبارزہ کرتا ہے اور اپنے قلم کے ذریعے انقلاب کا جذبہ دلوں میں اجاگر کرتا ہے پھر جب یہ انقلابی الفاظ جب قوم کی رگوں میں دوڑتے ہیں تو اچانک ایک انقلاب برپا ہو جاتا ہے اور نتیجتاً دشمن اس چراغ کو بجھانے کی کوشش کرتا ہے اور پھر اس کا پاک لہو سرزمین خدا پر گراتا ہے۔

ایسے ہی قلم سے جہاد کرنے والے بہت سے ایسے شہید مرد اور عورتیں پیدا ہوئیں ہیں کہ جنہوں نے پہلے اپنی زندگی کو علوم الہیہ سے مزین کرنے میں صرف کر دیا پھر جب ان کا علم عروج پر پہنچ کر تبلیغ کرنے کا جب وقت آجاتا تھا تو پھر اپنے قلم و خطابات کے ساتھ دین خدا کا پیغام ہر مسلمان کے گھر تک پہنچاتے پھر وقت کے ظالم حکمران، ان کو شہید کر دیتے ہیں۔۔

جیسے صدام ملعون کے دور میں شہید باقر الصدر کی بہن بنت الہدیٰ نے حکومت کو اپنے خطابات اور اشعار کے ساتھ حکومت کا مقابلہ کیا اور

اپنے بھائی شہید باقر الصدر کے مشن اور تحریک کو زندہ رکھنے کیلئے ہر ممکن کوشش کرتی رہی شہید بنت الہدیٰ نے بچپن سے ہی حسینی درسگاہ سے یہی سبق سیکھا کہ ہمیشہ ظالم کے مقابلہ میں ڈٹے رہنا ہے۔

کیا ہوا کہ ہم عورت ہے!!

کیا ہوا کہ ہم میدان جنگ میں نہیں جا سکتی!!!

پر ہم اپنے گھر کی چار دیواری میں علم حاصل کرکے اپنے الفاظ کی مدد سے کردار زینبی کو اپناتے ہوئے دشمن کے ایوانوں کو لرزہ بر اندام کر سکتی ہیں کیونکہ دشمن چاہتا یہ ہے کہ عورتوں کو جہالت میں غرق کردے تاکہ ان کے خلاف کوئی آواز اٹھانے والا ہی نہ ہو، کیونکہ انقلابی عورتوں کی وجہ سے شہید باقر الصدر، شہید باقر النمر جیسے دانشور ہر دور میں پیدا ہوتے ہیں۔

اور جب عورت اپنے دین کو بچانے کے لیے آواز بلند کرتی ہے تو کسی دشمن کی ہمت نہیں ہوتی جو اس کو جواب دے سکے۔۔۔ایسے ہی بنت الہدیٰ نے اپنے گھر کی چار دیواری میں رہ کر علم حاصل کی اور اپنے کردار کے ذریعے اپنی چادر کی حفاظت کے ساتھ صدام جیسے لعین کے خلاف قیام کیا اور اپنے بھائی شہید باقر الصدر کے مشن اور انکے پیغام کو جاری رکھا جب صدام نے دیکھا کہ بنت الہدیٰ سخت پابندیوں اور تکلیفوں کے باوجود بھی اپنے پیغام کو لوگوں تک پہنچا رہی ہیں تو صدام ملعون نے سید باقر الصدر کو شہید کرنے کے بعد یہی کہا کہ: میں یزید کی طرح غلطی نہیں کروں گا یزید نے حسین کو شہید کر کے زینب کو چھوڑ دیا تھا پر میں وقت کی زینب کو بھی قتل کر دوں گا۔اس وجہ سے صدام نے بنت الہدیٰ کو شہید کروا دیا...۹ اپریل ۱۹۸۰ میں بنت الہدیٰ کو پھانسی دے دی گئی۔۔۔جبکہ صدام بھی یزید کی طرح بھول گیا تھا کہ یہ حسینی خون ہے جتنا بھی قتل کروگے اتنا ہی مشن آگے پھیلتا جائے گا اور پاک لہو کبھی ضائع نہیں ہوگا کیونکہ راہ خدا میں جنہوں نے بھی اپنا پاک لہو دین پر قربان کیا آج وہی شہداء زندہ جاوید ہیں اور جنہوں نے حق کی آواز کو دبانا چاہا آج تک ان کا نام و نشان ہی باقی نہیں رہا۔بنت الہدیٰ کی زندگی سے ہم سب خواتین کو یہی درس ملتا ہے کہ اپنے گھر میں علم حاصل کرکے اور چادر کی صورت میں اپنے حجاب کو ہتھیار بنا کر وقت کے دشمن کا مقابلہ کریں۔

خدا سے یہی دعا ہے کہ ہر اس بہن بیٹی اور ماں کو شہید بنت الہدیٰ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے جیسے شہیدہ بنت الہدیٰ نے اپنے بھائی کے پیغام کو ہر مسلمان تک پہنچانے کیلئے اٹھایا تھا، اور انکی سیرت کو اپنے سر مشق قرار دیتے ہوئے آج کی ہر بیٹی نوجوان شہیدوں (مدافعان حرم) کی وصیتوں اور پیغامات کو ہر مسلمان کے گھر تک پہنچائے۔۔۔اور وقت کے ہر ظالم ب حکمراں کو بتادے کہ آج بھی زینب علیہا السلام کی درسگاہ موجود ہے جو ہمیں یہی سبق سیکھاتی ہے کہ چادر کی حفاظت کے ساتھ ساتھ بھائیوں کے پاک خون کا انتقام لینا تم سب پر فرض ہے خواہ انتقام علم کے ذریعے لیا جائے یا پھر ہتھیار کے ذریعے۔۔۔

بقیہ: شہیدہ آمنہ بنت الہدیٰؒ اور تاریخ میں عورت کا کردار

حضرت زینب نے اپنے بھائی امام حسین کی حقانیت اور مظلومیت کو دنیا کے سامنے اجاگر کیا اور کربلا کی شیر دل خاتون کا لقب پایا۔ آمنہ بنت الہدی حضرت زینب کبری کے نقش قدم پر چلتی ہوئی درجہ شہادت پر فائز ہوئیں۔

معاشرہ میں عورت سیرت معصومین پر عمل پیرا ہو کر دین و دنیا کے امور میں متحرک رہ سکتی ہے۔ان امور کی انجام دہی کے لئے دینی اور دنیاوی علوم کا حصول الزامی ہے کیونکہ تعلیم انسان کے شعور کو جلا بخشتی ہے، حق و باطل کی تمیز سکھاتی ہے، ظالم اور مظلوم کی شناخت کرواتی ہے اور سب سے بڑی بات یہ کہ اپنے نفس کی پہچان کرواتی ہے۔ حضرت علی نے فرمایا: من عرف نفسه فقد عرف ربه۔

بنت الہدیٰ رح تاریخ ساز قرآنی و اسلامی خواتین کا تسلسل

عنیزہ عابد

اسلام میں فرد اور انسان کی حیثیت میں تعین کے لحاظ سے جنس کا کوئی عمل دخل نہیں ہے چونکہ وہ انسان ہے اس لیے اسے خلیفہ خدا کا درجہ حاصل ہے اس سلسلے میں مرد اور عورت میں کوئی فرق نہیں وہ ایک دوسرے کے ساتھ ہیں۔ ثقافتی میدانوں کے علاوہ عملی میدان میں بھی خواتین مردوں کے شانہ بشانہ اسلام کا پرچم بلند کرتی نظر آتی ہیں اور جہاد کے میدانوں میں اپنی موجودگی سے ثابت کر دیتی ہیں کہ وہ انسانیت کی بنیاد پر اسلام کے لیے جدوجہد کر رہی ہیں۔ اس کی مثالیں ہمیں تاریخ کی وہ خواتین دکھائی دیتی ہیں جنہوں نے بغیر کسی خوف وخطر جنگوں میں حصہ لیا، چنانچہ ہمیں تاریخ کے آئینے میں بہت سی ایسی خواتین بھی نظر آئیں گی جنہوں نے اسلام کی نشر و اشاعت، مظلوم کی حمایت اور ظالم کے خلاف آواز بلند کرنے میں مردوں کے ہمراہ تو کبھی تنہا بھی ظالم و جابر حکمرانوں کے خلاف ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ معاشرے میں بیداری کا بیج بو دیا جس کا ثمر ہمیں آج بھی نظر آتا ہے۔ یہاں ایک بات واضح کرنا ضروری ہے کہ جہاد / مزاحمت کا مطلب فقط تلوار لیے میدان جنگ میں جانے کا نام نہیں ہے بلکہ جہاد کا مطلب ہے کہ اللہ کی راہ میں تمام تر توانائیوں کو بروئے کار لاتے ہوئے مبارزہ آرائی کرنا. اب انسان جس نہج اور طریقے سے بھی راہ خدا میں جدوجہد کرے وہ جہاد شمار ہوگا ہواہ وہ جہاد بالقلم یا جہاد بالعلم، یا پھر جہاد بالعمل ہو یا جہاد بالنفس (جہاد اکبر)۔ آج کے ماڈرن دور میں ہمیں وہ خواتین بھی میدان جہاد کا حصہ بن کر نظر آتی ہیں جو سوشل میڈیا پر اچھائیوں کا پرچار اور برائیوں کی روک تھام کیلئے اقدام کرتی ہیں۔

جناب آسیہ زوجہ فرعون تاریخ کی انہی خواتین میں شمار ہوتی ہیں جنہوں نے ظالم کے خلاف مزاحمت کی۔ فرعون جو خدائی کا دعویٰ کر چکا تھا خود کو خدا کہنے والا انتہائی ظالم و جابر بادشاہ مگر باوجود اس کے جناب آسیہ خدائے وحدہ لاشریک پر ایمان اور اسی کی عبادت کرتی رہیں۔ فرعون نے بارہا چاہا کہ جناب آسیہ راہ حق سے ہٹ جائیں اور خدا کی بجائے اس کو خدا تسلیم کر لیں اور اس مقصد کے حصول کے لیے وہ انہیں مختلف اذیتوں سے گزارتا رہا مگر جناب آسیہ ایک قدم بھی راہ حق سے پیچھے نہیں ہٹیں اور آخری لمحے تک فرعون کی جانب سے تکلیفیں اور اذیتیں جھیلتی رہی یہاں تک کہ فرعون کے حکم پر ان کے پیروں میں کیل ٹھونک کر زیر آفتاب ان پر بھاری بھر پتھر رکھ دیے گئے۔ اسی طرح مزاحمت کا ایک اور کردار ہمیں صدر اسلام میں جانب سمیہ ام عمار کی صورت میں نظر آتا ہے جن پر مظالم کے پہاڑ توڑے گئے۔ ابو جہل ان کے جسموں پر آہنی زرہیں پہنا کر انہیں مکہ کے صحرا میں تپتی دھوپ میں زیر آسمان باندھ دیتا تھا۔ انہوں نے بہت سی سختیاں اور تکالیف برداشت کی مگر زبان پر حق کا کلمہ اور راہ خدا سے پیچھے نہ ہٹنے کا پختہ عزم و ارادہ تھا یہاں تک کے بے دردی کے ساتھ شہید کر دی گئی۔

چنانچہ تاریخ کے آئینے میں دیکھا جائے تو ہمیں تاریخ میں بہت سی خواتین مختلف طریقوں سے جہاد کا حصہ بنتی دکھائی دیتی ہیں اور اس کی بہترین مثالیں ہمیں اہل بیت علیہم السلام کے گھرانے سے ملتی ہے۔ جناب خدیجہ رسول خدا ص پر ایمان لائیں اور اپنا سارا مال راہ خدا میں قربان کر دیا ہر لحظہ رسول ص کے ساتھ رہیں کبھی انہیں تنہا نہیں چھوڑا جناب خدیجہ اور رسول ص کے زیر سایہ تربیت پانے والی ان کی بیٹی جناب فاطمہ س جو مزاحمت کا سب سے اہم اور تاریخ کا بڑا کردار رہی ہیں آپ س نہ صرف خواتین بلکہ مردوں کے لیے بھی نمونہ عمل اور مشعل راہ ہیں۔ آپ س کے بعد آپکی تربیت یافتہ بیٹی جناب زینب س بھی اسی راہ پر گامزن رہی اور خواتین اور بچیوں کی تربیت کا بیڑا اٹھائے رکھا اپنے بھائی حضرت امام حسین ع کے ساتھ ہمیشہ کھڑی رہی مدینہ سے مکہ، مکہ سے کربلا اور پھر کربلا سے شام کا سفر طے کیا کوفہ میں لوگوں سے خطاب کیا دربار یزید میں کھڑے ہو کر یزید کا اصلی چہرہ لوگوں کو دکھایا اور ہر منزل پر اپنے بھائی کے پیغام کو لوگوں تک پہنچاتی رہی۔ جبکہ ایک مصیبت دیدہ خاتون کیلئے یہ کام کوئی آسان نہ تھا۔

ہر دور میں خواتین کا کردار ایسا ہونا چاہیے کہ کسی بھی خوف و خطر کو خاطر میں لائے بغیر ہر دور کے یزید کے خلاف ڈٹ کر کھڑی ہوں۔، اور ساتھ ہی ساتھ اپنے معاشرے کی فلاح و بہبود کے لیے اپنا کردار ادا کرتی

رہیں۔ جس بھی گھرانے نے اپنی بیٹی کی اچھی طرح تربیت کی ہے اور وہ بیٹی ایک عظیم انسان بنی ہے۔" اسی زمانے میں (اسلامی انقلاب کی کامیابی سے قبل) ایک جوان، شجاع، عالمہ، مفکرہ خاتون "بنت الہدی" (آیت اللہ سید محمد باقر شہید کی خواہر) نے پوری تاریخ کو ہلا کر رکھ دیا، وہ عراق میں اپنا بھرپور کردار ادا کرنے میں کامیاب ہوئیں اور اسی راہ پر جام شہادت نوش کیا۔ بنت الہدیٰ جیسی خاتون کی عظمت و شجاعت، تاریخ عظیم مردوں میں سے کسی سے کم نہیں ہے۔ اُن کی سرگرمیاں ایک زنانہ فعالیت تھی اور ان کے برادر کی جدوجہد وفعالیت ایک مردانہ کوشش تھی لیکن دونوں کی جدو جہد وفعالیت دراصل کمال کے حصول اور ان دونوں انسانوں کی ذات اور شخصیت کے جوہر وعظمت کی عکاسی کرتی تھی۔ اس قسم کی خواتین کی تربیت وپرورش کرنی چاہیے"۔

آمنہ بنت الہدیٰ انقلابی متقی و پرہیز گار، خوف خدا درد دین درد انسانیت اور انقلابی سوچ رکھنے والی خاتون تھیں آپ عورت کی حقیقت، مقام و مرتبے سے واقف تھیں۔ آپکو یقین تھا کہ اہل بیت علیہم السلام کی سیرت پر عمل کرتے ہوئے آپ معاشرے میں ایسا انقلاب برپا کر سکتی ہیں جو آئندہ نسلوں کے لیے اپنے نقوش تاریخ میں چھوڑ دے گا۔ مختلف طریقوں سے آپ نے معاشرے میں بیداری کا بیج بویا۔ خاص طور پر خواتین کی تعلیم وتربیت کے حوالے سے بہت کام کیا۔ اپنی مختصر سی زندگی میں صدامی دہشت گردی کے خلاف بلاخوف وخطر عراقی غریب عوام کے بہبود اور تعلیم کی پسماندگی کو دور کرنے اور شعور اسلامی کو اجاگر کے لیے فعال ترین کردار ادا کیا اپنی زندگی اور فعالیت سے تمام شعبہ ہائے حیات کو متاثر کیا۔ آپ عراق کی صاحب تصانیف، عالمہ، شاعرہ، مؤلف، علم فقہ اور اخلاق کی معلم خواتین میں سے تھیں۔

جس راہ کا انتخاب کرتے ہوئے آپ جس سفر کا آغاز کر چکی تھیں یقینا وہ ایک دشوار اور کھٹن راستہ تھا جس میں طرح طرح کی مشکلات و پریشانیاں، صعوبتیں برداشت کرنا پڑتی تھیں، مگر چونکہ یہ حق وصداقت کی راہ، سربلندی کی راہ، خدا تک پہنچنے کی بہترین راہ تھی اس لیے آپ نے اس راہ کا انتخاب کر لیا اور باطل کے خلاف آخری دم تک بر سرپیکار رہیں۔ طرح طرح کی مشکلات برداشت کیں، گھر میں نظر بند کی گئیں اور جھیل کی سلاخوں کے پیچھے بھی رہنا پڑا مگر حق کی راہ کو کبھی نہیں چھوڑا۔

آپ نے اپنے بھائی شہید باقر الصدر کے ساتھ مل کر عظیم جہاد کیا۔ ۱۹۷۹ میں اپکو صدام کے حکم پر گرفتار کیا گیا تو مثل جناب زینب س ان کی کنیز آمنہ بنت الہدیٰ میدان میں اتری. اور عوام میں اس بیداری کو پیدا کیا جو بیداری چودہ سو سال پہلے جناب زینب س نے لوگوں میں پیدا کر کے حق کی شناخت کروائی تھی۔ آپ حرم امام علی ع میں گئی اور ایسی تقریر کی کہ ہر فرد اشک بار ہو گیا۔ آپ کی اس پر اثر تقریر نے لوگوں میں جذبہ حریت پیدا کر دیا عراق میں جگہ جگہ مظاہروں کی وجہ سے آخر کار صدام، شہید باقر الصدر کو رہا کرنے مجبور ہوا۔

آج کے دور میں ہماری خواتین کے لیے آمنہ بنت الہدیٰ کی زندگی مزاحمت کا بہترین کردار ہے جو ایک خاتون کے لیے جہاد کی حیثیت رکھتی ہے۔ گھر میں شوہر کی خدمت کرنے کو عورت کا جہاد کہا گیا ہے تاہم اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ دین اسلام ایک خاتوں کسی شعبے میں جانے سے منع کرتا ہے اور نہ ہی یہ حق کسی کو دیتا ہے کہ اگر خاتون کسی دوسرے سماجی شعبے میں کسی طرح کوئی صلاحیت رکھتی ہے تو اسے گھر کی چار دیواری تک محدود کر کے رکھ دیا جائے۔ اسی کے ساتھ اپنی اولاد کی بہترین تربیت کرنا ان کو معاشرے کا بہترین فرد بنانا ایسا فرد جو معاشرے میں بہترین کردار ادا کرے جس سے خاندان، گھر اور معاشرے میں استحکام آسکے، بھی جہاد کے مترادف ہے، بلاشبہ خوف خدا سے مملو، نیک اور دین دار عورت معاشرے کو جنت کی مانند بنا دیتی ہے عورت اگر باحیا ہونے کے ساتھ علم کے زیور سے آراستہ ہو گی تو معاشرہ بھی نیک ہو گا آج کی خواتین کو چاہیے اپنے قلم کو ظالم کے خلاف تلوار اور قرطاس کو ڈھال بنائیں اور سوشل میڈیا جس کو رہبر معظم انقلاب اسلامی نے جنگ نرم کا میدان قرار دیا ہے اس میدان میں جہاد کریں۔ تاکہ حسینیت کا پیغام دنیا کو پہنچایا جاسکے۔ اپنی اولاد کی بہترین تربیت کریں اپنی بیٹیوں کو کردار فاطمہ سے روشناس کرائیں تاکہ وہ اپنی حجاب پر مبنی چادر کے زریعے دفاع کریں اور بیٹوں کو کردار حسینی سکھائیں تاکہ وہ باطل کے سامنے کبھی نہ جھکیں اور اسلام کا دفاع کریں۔ پروردگار عالم ہماری تمام خواتین شہیدہ بنت الہدی کی طرح جناب زہرا اور جناب زینب س کی سیرت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے!

شہیدہ آمنہ بنت الہدیٰ رح اور تاریخ میں عورت کا کردار

ڈاکٹر خدیجہ بتول

شہیدہ بنت الہدیٰ کی سوانح حیات

آیت اللہ حیدر صدر کو اللہ تعالیٰ نے کو ایک بیٹی سے نواز جن کا نام آمنہ رکھا گیا۔ انکی والدہ محترمہ آیت اللہ محمد رضا آل یاسین کی بہن تھیں۔ دو سال کی عمر میں سیدہ آمنہ والد کے سایہ سے محروم ہو گئیں۔ انہوں نے ابتدائی تعلیم اپنی والدہ سے حاصل کی۔ اس کے بعد نحو، منطق، فقہ واصول جیسے علوم اپنے دونوں بھائیوں سے حاصل کیے۔ آپ ایک عالمہ، فاضلہ خاتون تھیں۔ وہ بیک وقت عالمہ، معلمہ، منتظمہ، ادیبہ اور شاعرہ تھیں۔ شہیدہ بنت الہدی نجف، کاظمین اور بغداد میں موجود مدارس الزہرا کی منتظمہ اور سرپرست مقرر ہوئیں۔ وہ بطور مدرس بھی خدمات انجام دیتی رہیں۔ جب عراقی حکومت نے ان اداروں کو حکومتی سرپرستی میں لیا تو آپ نے ان اداروں کی نظارت چھوڑ دی۔ دینی شعور وآگاہی کے علاوہ آپ سماجی وسیاسی شعور بھی رکھتی تھیں۔

شہیدہ بنت الہدی عراق میں خواتین کی اسلامی تحریک میں پیش پیش رہیں۔ دینی تربیت کے علاوہ خواتین کو سیاسی آگاہی دلائی۔ آپ جناب زینب کے نقش قدم پر گامزن رہیں۔ جس طرح حضرت زینب نے اپنے بھائی حسین کا ساتھ دیا اور امام کی شہادت کے بعد امام کی مظلومیت اور یزید کے ظلم وستم کو اپنے خطبوں کے ذریعے دنیا کے سامنے آشکار کیا اسی طرح آمنہ بنت الہدی نے اپنے بھائی آیت اللہ باقر الصدر کا بھرپور ساتھ دیا۔ صدام کے مظالم کو اپنی تقریروں اور تحریروں کے ذریعے نمایاں کرتی رہیں۔ عوام میں ظالم سے نفرت اور مظلوم کی حمایت کے فلسفہ کو اجاگر کیا۔

آیت اللہ باقر الصدر ایک نابغہ روزگار شخصیت کے مالک تھے۔ علم اصول، فقہ، فلسفہ ومنطق کے علاوہ اقتصاد کے ماہر تھے۔ ان کی انقلابی سوچ اور فکر سے صدام کو یہ خوف لاحق ہوا کہ کہیں عوام حکومت کے خلاف بغاوت نہ کرے۔ چنانچہ انہیں گرفتار کیا گیا۔ اس موقع پر بنت الہدی نے اپنے بھائی کی گرفتاری کے خلاف اجتماعات کیے، تقریریں کیں اور عوام میں شعور پیدا کیا کہ ظالم حکمرانوں سے چھٹکارا حاصل کیا جائے۔ علی کی شیر دل بیٹی کی طرح ااس خاتون نے دینی وسیاسی میدان میں اپنے آپ کو منوایا۔ حکمران اس خاتون سے بھی خائف ہونے لگے اور آخرکار آپ کو بھی گرفتار کر لیا گیا۔

ان کا ایک جملہ مشہور ہوا کہ " میری حیات میری بھائی کی حیات میں ہے اور انشا اللہ تب تک میں قید حیات ہوں جب تک میرے بھائی زندہ ہیں۔"

سپاہیوں نے صدام سے پوچھا کہ وہ تو ایک عورت ہے، ان سے ہمیں کیا خطرہ ہو سکتا ہے۔ تب اس نے جواب دیا کہ: میں یزید کی غلطی نہیں دہرانا چاہتا کہ اس نے حسین کو کو شہید کر دیا ور ان کی بہن زینب کو چھوڑ دیا جنہوں نے بعد میں اپنے خطبوں کے ذریعے یزیدیت کو نابود کیا۔"

جب آپ کے بھائی کو گرفتار کیا گیا تب آپ نے کہا کہ: اب میرے خاموش رہنے کا وقت نہیں، مرجع وقت کو گرفتار کیا جائے اور میں خاموش بیٹھی رہوں؟ آیت اللہ کاظم حائری نے آپ سے کہا کہ ممکن ہے آپ کی فعالیتوں کی وجہ سے حکومت آپ کو شہید کر دے۔ سیدہ نے فرمایا کہ: میں راہ خدا میں شہادت کے لیے تیار ہوں مجھے یقین ہے میں راہ حق پر ہوں۔ اور اللہ کی رضا میرے شامل حال ہے۔ اس بلند ہمت خاتون کی گفتگو سے لگتا ہے کہ یہ زینب بول رہی ہے، وہی کردار، وہی اعتماد، وہی ایمان اور وہی جذبہ۔ جی ہاں بنت الہدی زینبی کردار کی مالکہ تھیں۔

بعثی حکومت نے بالآخر آپ کو گرفتار کیا اور آٹھ اپریل کو اذیتیں دے کر آپ اور آپ کے بھائی کو شہید کیا۔

معاشرے میں عورت کا کردار

اگر تاریخ اسلام کی خواتین کی زندگی پر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خدیجہ تجارت کیا کرتی تھی اور کار رسالت میں پیغمبر کی شریک کار رہیں۔ حضرت فاطمہ مدینہ میں گھر گھر جا کر حضرت علی کی حقانیت کی گواہی لیتی رہیں، حاکم وقت کے دربار میں اپنی حقانیت ثابت کی اور اپنے حق کی خاطر قیام کیا۔ (باقی صفحہ ۵۷ پر ملاحظہ فرمائیں!)

شہیدہ بنت الہدیٰؒ، بیداری کی صدائے بازگشت

بتول حسین نگری
کارشناسی، جامعۃ المصطفیٰ۔ اصفہان

وَلا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَكِنْ لا تَشْعُرُونَ (سورہ بقرہ، ۱۵۴)اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے جاتے ہیں ان کے بارے میں یہ نہ کہو کہ وہ مردہ ہیں بلکہ وہ تو زندہ ہیں لیکن تمھیں خبر نہیں۔

موت زندگی کے اختتام کا نام نہیں بلکہ عالم قیامت کی لامحدود زندگی کی شروعات کا نام ہے۔ چنانچہ ہر ذی روح نے انتقال کرتے ہوئے اِس دنیا سے اُس دنیا کی طرف کوچ کرنا ہے جہاں راحت یا تکلیف سے بھری زندگی کا انحصار ہمارے اعمال پر ہے۔ جو لوگ زندگی جیسی نعمت کو کسی عظیم مقصد کی خاطر قربان کر دیتے ہیں 'وہ حیاتِ جاوداں پا لیتے ہیں۔ دینِ اسلام میں اللہ کی راہ میں اپنی زندگی قربان کر دینے والوں کو شہید کہا جاتا ہے یعنی وہ اپنی جان کا نذرانہ پیش کر کے دراصل اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ یہ زندگی رب العزت ہی کی امانت تھی 'لہٰذا اسی کو یہ امانت لوٹا رہے ہیں۔

زندگی میں آئیڈیل اور نمونے کی تلاش انسان کی فطرت کا حصہ ہے۔ اسی لیے انبیا، ائمہ کو اللہ نے انسان کے لیے نمونہ عمل بنا کر اس جہان ہست و بود میں بھیجا، چنانچہ انسان ہدایت کے لئے خداوند متعال نے مردوں کے ساتھ صنف نسواں کیلئے بھی قرآن کریم میں مختلف نمونے پیش کئے۔ اور اسی تناظر میں اسلام میں بہت سی خواتین کا کردار بھی نمونہ عمل قرار پایا۔ عصر حاضر کی خواتین میں آمنہ بنت الہدی ایک جامع کردار ہے۔ جن پر مختلف پہلوؤں سے بحث اور گفتگو کی جاسکتی ہے جو دیگر خواتین کے لیے آئیڈیل بن سکتے ہیں۔

شہیدہ بنت الہدیٰ ندای بیداری

شہیدہ بنت الہدیٰ دور حاضر کی تاریک تاریخ کی وہ روشن چراغ ہے جس نے کبھی بھی عورت ہونے کی وجہ سے اپنے آپ کو کمزور محسوس نہیں کیا بلکہ انہوں نے اپنے مضبوط ارادے سے ایسی فعالیت سر انجام دی جو رہتی دنیا تک کے لیے خاص کر خواتین کے لیے نمونے عمل قرار پائی۔ چنانچہ تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ ہر دور کے فرعون و یزید کے مقابلے میں شروع سے ہی ایک حسین رہا ہے، البتہ اگر ہم غور و فکر کریں تو ہر دور کے حسین کے ساتھ، حسینی مشن و اہداف کو بچانے اور رہتی دنیا تک پیغام حسنیت کو پہنچانے کے لیے ایک باکردار خاتون کا ہاتھ ضرور دکھائی دیتا ہے۔ انہی زینبی کردار کی حامل مجاہدہ خواتین میں سے ایک شجاع، بہادر، علم و معرفت سے لبریز اور زینبی عزم و سیرت کی حامل خاتون شہیدہ بنت الہدیٰؒ ہے۔ شہیدہ بنت الہدیٰ وہ عظیم و بہادر خاتون ہے جس نے اپنی پوری زندگی کو راہ اسلام کے لیے واقف کر دیا تھا۔ بلاشبہ انہوں نے ایک فعال و متحرک زندگی گزاری ہے ان کی زندگی کا اولین ہدف اسلام کی اعلی تعلیمات کا حقیقی معنوں میں پرچار کرنا تھا۔ انکا تعلق صنف نازک سے ہونے کے باوجود انتہائی مشکل مرحلہ میں بھی مردوں سے بڑھ کر ثابت قدمی دیکھا دی اور مختلف میدانوں میں اپنی صلاحیتوں و خدمات کے انمٹ نقوش چھوڑے ہیں۔

بنت الہدیٰ کی ہمیشہ یہی کوشش رہتی تھی کہ وہ مخاطبین کے افکار پر کام کرے اس لئے انہوں نے اپنی فکری و ثقافتی سرگرمیوں کا آغاز بچیوں کی کلاسس سے شروع کیا۔ صرف اتنا ہی نہیں بلکہ وہ مختلف کلاسز و کانفرنسوں کے زریعے ہمیشہ لڑکیوں کی تربیت پر زور دیتی تھی خاص کر ان لڑکیوں پر جو سن بلوغت کو پہنچ چکی تھیں یا پہنچنے کے قریب تھیں ان کو حجاب و عبادات کی طرف ترغیب دلانے میں بہت اہتمام کرتی تھی۔

بنت الہدیٰ ایک ایسے پر آشوب دور میں روشن چراغ کی طرح نمودار ہوئی جہاں پر عورتوں کی آواز کو دبایا جاتا تھا اور عورتوں کا اپنے حق کے لیے بولنا اپنی موت کو دعوت دینے کے مترادف تھا۔ وہ اس دور میں بہادر خاتون کے طور پر سامنے آئی اور ہمیشہ یہی کوشش کرتی رہی کہ خواتین کے اندر بھی جوش و ولولہ پیدا ہو جائے اور ان کو بھی اپنے حق کے لیے آواز اٹھانے کی جرائت پیدا ہو جائے۔ اس لیے انہوں نے عورتوں کے حق میں

بولتے ہوئے ان مردوں کو اپنی تنقید کا نشانہ بنایا جو اپنی بیٹیوں و بہنوں کی قسمت کا فیصلہ ان سے مشورت کے بغیر اپنی خود غرضی کے مطابق کرنا چاہتے تھے۔ اور اسی کے ساتھ خود خواتین کو اس بات کا دلاسا دیتی تھی کہ دین اسلام ظلم کو مٹانے اور ظالموں کو سزاء دینے کے لیے آیا ہے مظلوم نسل پیدا کرنے کے لیے نہیں۔

اور انہوں نے وقت کے طاغوت کے سامنے کھڑے ہو کر اپنی اس بات کو ثابت کر کے دیکھایا کہ مظلوم ظالم کے خلاف بولنے پر آتا ہے تو اس کی پوری نسلوں کو ہلا کر رکھ دیتا ہے اور ان کے چین و سکون کو بے چینی میں تبدیل کرتا ہے۔ چنانچہ آپ کی شجاعت اور بہادری کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ آپ کا دشمن اس حد تک آپ سے خوف زدہ تھا کہ جب آپ کو شہید کرنے کے بعد یزید وقت سے آپکی شہادت کی علت کے بارے میں پوچھا گیا تو اس نے یہی کہا کہ میں یزید کی غلطی کو دہرانا نہیں چاہتا تھا اس لئے ان کو بھی شہید کیا۔ تاہم یزید وقت یہ بات بھول چکا تھا کہ جن کے خون میں اہلبیت علیہم السلام سے وفا کا جوہر پایا جاتا ہو اور جن کے خون میں جذبہ شہادت ہو ان کی تاریخ اور داستانوں کو دنیا کوئی بھی طاغوتی طاقت نہیں مٹا سکتی۔

۱۹۶۷میں بنت الہدی ، الزہرا اکیڈمی کے شعبہ ہائے نجف و کاظمین کی سرپرست مقرر ہوئیں۔ اس زمانہ میں وہ نجف میں ایک اور دینی مدرسہ کی سرپرست تھیں۔ اس لئے انہوں نے ہفتہ کے ایام کو تقسیم کر رکھا تھا، آدھا ہفتہ وہ نجف میں اور آدھا کاظمین میں بسر کرتی تھیں۔ وہ مدرسہ کی چھٹی کے بعد اساتید کی تربیت میں وقت صرف کرتی تھیں اور بعد از ظہر کا وقت انہوں نے اسٹوڈنٹس کے سوالوں کے جوابات سے مخصوص کر رکھا تھا۔ ۱۹۷۲ ء میں عراقی حکومت کی وزارت تعلیم و تربیت کی جانب سے الزہرا اکیڈمی سے منسلک مدارس کو سرکاری تعلیمی اداروں سے الحاق پر مبنی دستور کے بعد بنت الہدی نے ان مدارس کی سرپرستی سے استعفی دے دیا اور حکومت کی طرف سے خط ملنے کے باوجود انہوں نے ان کے ساتھ تعاون سے انکار کردیا ، انہوں نے عدم تعاون پر مبنی سوال کا جواب ان الفاظ میں تحریر کیا:

میں خوشنوی خدا حاصل کرنے کی خاطر ان مدارس میں خدمت سر انجام دے رہی تھی۔ اب ان مدارس کے حکومتی اداروں سے الحاق کے بعداور(بعثی حکومت کی نظارت کے بعد) میرے یہاں رہنے کی بھلا کیا توجیہ ہو سکتی ہے؟

بنت الہدی ،دینی معاملات میں خواتین کے کردار کی اہمیت سے بخوبی واقف تھیں۔ لہذا انہوں نے اپنے گھر میں اور اسی طرح سے دوسرے گھروں میں امور دینی کی تبلیغ کے لئے نشستوں کا اہتمام کرتے ہوئے تبلیغ کے سلسلے کو جاری رکھا۔ وہ مجلہ الاضواء میں عراقی اور عرب لڑکیوں کے لئے مضامین تحریر کیا کرتی تھیں۔ اس مجلہ میں ان کی تحریروں کا موضوع مسلمان خواتین کے لئے دینی امور کی پابندی اور مغربی تہذیب اور ثقافت کو آئیڈیل قرار دینے سے دوری پر مبنی عنصر کار فرما ہوتا تھا۔

بنت الہدی نے اپنی گفتگو کے لئے مخاطبین کا دائرہ مزید بڑھانے کے لئے تحریر کو ترجیح دی؛ عربی و اسلامی ممالک کی بہت سی خواتین آپ کی کتابوں کے مطالعہ سے اسلامی افکار تک رسائی حاصل کر سکتی تھیں۔ گھریلو مسائل، جاب کرنے والی خواتین کی دشواریاں، مزاق اڑانا، خواتین کی حیثیت کو زیر سوال لانا، خوب صورتی، میک اپ ، حجاب وغیرہ آپکی تحریرات بنیادی مضامین تھے چنانچہ اسی مقصد کے تحت اشعار بھی کہے۔ آپکے زیادہ تر اشعار دینی و مذہبی رنگ میں رنگے نظر آتے ہیں۔

اپنی اس مختصر زندگی میں عظیم خاتون شہیدہ آمنہ بنت الہدیٰؒ نے صدامی دہشت گردوں کے خلاف بلا خوف و خطر عراقی غریب عوام کی بہبود اور تعلیمی لحاظ سے پسماندگی کی دوری اور شعور اسلامی کی بیداری کے لئے فعال کردار ادا کیا اور اپنی زندگی میں انجام دی جانے والی سرگرمیوں اور فعالیتوں سے تمام شعبہ ہائے زندگی کو متاثر کئے بغیر نہیں رکھا۔

شہید باقر الصدر اور ان کی بہن شہیدہ آمنہ بنت الہدیٰ نے راہ سید الشہداء امام حسین علیہ السلام پر چلتے ہوئے جب دیکھا کہ

(باقی صفحہ ۶۵ پر ملاحظہ فرمائیں!)

شہیدہ آمنہ بنت الہدیٰ اسلامی عورت کا نمونہ

ہما فاطمہ

عورت اللہ تعالی کی عظیم نعمت، رحمت اور بہترین تحفہ ہے۔ عورت کے بغیر کائنات ادھوری ہے۔ تاریخ انسانی پر اگر نظر دوڑائی جائے تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ عورت نے ہر دور میں ایک نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ عورت ہی ہے جو ایک مرد کو اس کے مقصد تک پہنچا سکتی ہے۔ معاشرے کی تشکیل میں عورت بڑا کردا ادا کرتی ہے۔ عورت ہی وہ عظیم ہستی ہے کہ جن کی گود میں عظیم اور بلند مرتبہ افراد پرورش پاتے ہیں۔ اس بارے میں امام خمینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"عورت کی گود سے مرد معراج تک پہنچتا ہے"_

امام خمینی رحمہ اللہ کے اس فرمان سے عورت کے مقام کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ عورت کی قربانیوں کی وجہ سے ہی اسلام زندہ ہے۔

اگر ہم واقعہ کربلا پر نظر دوڑائیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے اسلام کی بقاء اور اپنے بھائی امام حسین علیہ السلام کے مشن کو آگے بڑھانے کی خاطر بڑی قربانیاں پیش کیں اور مشکل ترین حالات میں اپنے بھائی امام حسین علیہ السلام کے ساتھ شانہ بشانہ کھڑی رہیں اور شریکۃ الحسین کا لقب پایا۔ تاریخ انسانی میں اور بھی ایسی خواتین گزری ہیں کہ جو اسلام کی بقاء کی خاطر اپنے بھائی، بیٹے، باپ اور اپنے شوہر کے شانہ بشانہ کھڑی رہیں اور اسلام کی خاطر قربانی دی۔

یہاں پر عصرِ حاضر کی ایسی ہی ایک خاتون کا ذکر مقصود ہے جنہوں نے اپنے بھائی کے ساتھ عراق میں اپنا بھرپور کردار ادا کیا، زینب سلام اللہ علیھا کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے اپنے بھائی کے شانہ بشانہ کھڑی رہیں اور اپنے بھائی کے ساتھ ہی درجہء شھادت پر فائز ہو گئیں۔

اس عظیم المرتبہ خاتون کا نام آمنہ بنت الہدیٰ ہے۔

بنت الہدیٰ خواتین کی توانائیوں کو اجاگر کر کے ان میں زندگی کی ذمہ داریوں کو اٹھانے کا حوصلہ پیدا کرتیں۔ وہ لڑکیوں کو بہترین تعلیم کے حصول کا درس دیتیں اور مختلف شعبوں میں مہارت حاصل کرنے کی نصیحت کرتیں۔ وہ اکثر کہا کرتیں تھیں کہ ہم ایک اسلامی معاشرے کی تشکیل کے لیے کام کر رہے ہیں اور اس معاشرے کو ہر طرح توانائی کی ضرورت ہے۔ اس کے لیے ہمیں قابلِ بھروسہ اساتذہ، خواتین ڈاکٹرز، خواتین انجینیرز اور مذہبی کارکنوں کی ضرورت ہے۔ پس اس طرح انھوں اسلام کے لیے خواتین کو زندگی کے سبھی شعبوں میں تیار کرنے میں مدد دی۔ وہ چاہتی تھیں کہ جب ایک سچے مسلمان کی طرح زندگی گزارنے کی بات آئے تو عورتیں اپنی ذمہ داریوں سے بخوبی آگاہ ہوجائیں۔ کوثر الکوفی کہتی ہیں کہ: انہوں نے ہم پر ہمیشہ زور دیا کہ ہم اسلام اور مسلمانوں کے لیے کام کرنے کے لیے اپنی زندگی میں اپنے مقصد کا تعین کریں۔ جب ان کو گرفتار کر لیا گیا تو میں ان سے ان ملنے گئی اور انہوں نے میری سرزنش ان الفاظ میں کی ”آپ نے مسجد جانا کیوں چھوڑ دیا ہے؟ آپ نے شیخ کے لیکچر سننا کیوں بند کر دیا ہے، آپ نے اپنا اسلامی کام کیوں روک دیا ہے؟ کیا یہ ہمارا فرض نہیں ہے؟ تو کوثر نے جواب دیا کہ: میں نے شرم کے مارے زمین کی طرف دیکھنا شروع کر دیا اور اپنی قوت مجتمع کر کے کہا:

”سیدہ کیا آپ کو باہر کے حالات کا علم نہیں ہے، مجھے ڈر ہے کہ مجھے گرفتار کر لیا جائے گا اور مجھے خوف ہے کہ میں بعث سیکورٹی کے ہاتھ لگ جاؤں گی آپ جانتی ہیں وہ عورتوں کی عزت ہرگز نہیں کرتے۔“

شہیدہ بنت الہدی نے اپنے الفاظ جاری رکھتے ہوئے کہا: ”یہ غلط عقائد ہیں، اسلام ہماری عظمت ہے۔ اگر ہم اسلام کی حفاظت کریں گے تو ہم اپنی عظمت اور فخر کو محفوظ کریں گے ہم سیدہ

زینب سلام اللہ علیہا کی زندگی سے بہترین سبق سیکھ سکتی ہیں۔" اس بات نے کوثر پر بہت اثر کیا اور انہوں بنت الھدی اور ان کے بھائی کی شہادت کے بعد اہم کردار ادا کیا۔

ان کا ایک اہم عمل مخصوص نیک خواتین کو چننا اور ان کو خصوصی اہمیت دینا تھا، وہ ان کو خصوصی اسباق دیتیں اور سیمنارز منعقد کرواتیں جو اکثر اوقات ان کے اپنے گھر پر ہی منعقد ہوتے۔ وہ اکثر ان کے گھروں کے دورے کرتیں تاکہ پورے گھر پر اس کا اثر پڑے جس کی وجہ سے معاشرے میں انہیں بہترین لوگ ملے جن کے ذریعے وہ معاشرے کو تبدیل کرنے کا کام کر سکتی تھیں۔ اس طرح انہوں نے قریبا ۴۰۰ ایسی نیک اور فعال طلبہ کو اکٹھا کیا جنھوں نے اپنے اپنے انداز میں معاشرے پر بہترین اثرات مرتب کیے۔ وہ ہر جگہ اپنی بہنوں کو ایمان کا پیغام پہنچاتیں اور اسی وجہ سے انہوں نے شادی نہیں کی کیونکہ انہوں نے اپنی زندگی کا ہر لمحہ اسلام کے لیے وقف کر رکھا تھا حالانکہ کئی عظیم اسکالرز نے انہیں شادی کی پیش کش بھی کی۔

شہیدہ بنت الھدی یقینا ایک عظیم خاتون تھیں کہ جنھوں نے اپنی ذمہ داریوں کو سمجھا اور اپنی زندگی اسلام کی خاطر وقف کر کے اپنے بھائی شہید باقر الصدر کے ساتھ دین کی خدمات انجام دیتے ہوئے جامِ شہادت نوش کیا۔

اللہ تعالی ہمیں بھی حقیقی معنوں میں اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے اور انھیں پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور دورِ حاضر کے حسین کے لیے زینب بننے کے توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین

شہیدہ بنت الہدیؒ عصر حاضر کی ایک عظیم انقلابی خاتون

شبانہ بتول شاکری

ایران میں رونما ہونے والے اسلامی انقلاب کی برکتوں کے نتیجے میں اسلامی سماج بہت سی ہمہ گیر شخصیات منظر عام پر آگئیں جو پوری مملکت کو بیدار کرنے اور اسے ایک نئی زندگی عطا کرنے کی صلاحیت کے حامل تھیں چنانچہ یہ شخصیات حقیقت میں وہ تابناک چہرے ہیں جو ایک طرف بلند اسلامی افکار سے روشناس ہیں وہی دوسری طرف میدان عمل میں شریعت کی پیروی میں ہر لحاظ سے پیش گام ہیں۔ ان ہی شخصیات میں سے ایک بنت الھدیٰ کی ذات ہے۔

شہیدہ بنت الھدی نے دین اسلام کے احیا میں ایک عظیم کردار ادا کیا ہے انہوں اپنے کردار سے اسلام اور آئین محمدی کو زینت اور آبرو بخشی۔ شہیدہ بنت الھدی نے جناب فاطمہ کی کنیزی کا کردار اپناکر اسلام کے لئے اپنی جان کی قربانی دے دی۔ شہیدہ بنت الھدی نے اپنی طاقت شجاعت سے ثابت کردیا کہ عورت کسی کمزور موجود کا نام کمزور نہیں۔ بنت الھدی نے علم اور قلم کی طاقت سے عراق کی خواتین میں روح ھھونکتے ہوئے ایک تحریک کو معرض وجود میں اور صنف نسواں کی علمبردار بن کر پرچم علم کو سر بلند کیا ،بغداد اور کاظمین کہ مدارس میں بچیوں کی تعلیم اور تربیت میں اہم کردار ادا کیا۔اس سلسلے میں ایک عراقی مجاہد کی بہن کے بقول: شہیدہ بنت الھدیٰ نے علمی توانائی کو خواتین میں رائج کرنے اور حجاب کو عام کرنے میں بہت بڑا کردار ادا کیا۔

شہیدہ کا کردار آج کی خواتین کے لئے نمونہ ہے

آج کی خواتین کو بھی وقت کے امام کی نصرت اور اعوان انصار میں شامل ہونے اور ان کے ظہور کیلئے زمینہ سازی کرنے کے لئے اپنا کردار ادا کرنا چاہئے، آج کی خواتین کو چاہئے کہ وہ دشمن سے خائف نہ ہوں۔ بلکہ میدان عمل میں آئیں اور کام کریں۔ آج کی خواتین کو اپنا کردار ادا کرنا چاہئے زینب کبری علیہا السلام اور انکے نقش قدم پر چلنے والی شہیدہ بنت الھدی کی طرح اسلام کے لئے قربانی دیناپڑے تو دینی چاہئے ،آج بھی بعض ایسی مائیں ہیں جو اسلام کے لئے اپنے بچے قربان کر رہی ہیں۔ آج ہماری خواتین کو ایسے بچوں کی تربیت کرنے کی ضرورت ہے کہ ہر بچہ وقت کے امام کاسپاہی بن کر سامنے آئے اور ہر بچی زینب کی طرح ہو جائے۔

بنت الہدیٰ ایک جامع الصفات کردار

حسینہ بتول

بنت الہدیٰ کی فکر اور کردار:عصر حاضر کی خواتین میں آمنہ بنت الہدیٰ ایک جامع کردار شخصیت کا نام ہے جن پر مختلف پہلوں سے بحث کی جاسکتی ہے۔

تالیف اور تدریس میں شہیدہ بنت الہدیٰ کا کردار:تالیف اور تدریس کے میدان میں بنت الہدیٰ نے مدرسہ الزھراء کی سرپرستی کو سنبھالا، مدارس الزھراء چند مدارس پر مشتمل ایک علمی اور فلاحی ادارہ تھا۔ان مدارس کی تاسیس کا مقصد بصرہ دیوانیہ حلہ ،نجف، کاظمین اور بغداد کے بچوں کو دینی اورثقافتی لحاظ سے مضبوط بنانا تھا۔

جہاد اور انقلابی کردار:جہاد کے میدان میں ایثار ،فداکاری ،جانثاری ،جرات ،بہادری ،بصیرت اور جان نثاری کا جذبہ ، نظر بندی کے دوران شہیدصدر کی حفاظت۔اسلسلے میں مظالم و سختی کے مقابل صبر، تحمل و برداشت جیسی صفات اس کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

اسلامی اخلاق کا اعلیٰ نمونہ: جب ایک انسان کا ایمان درجہ کمال کو پہنچتا ہے تو اس وقت اس انسان کی فکر اور سوچ ہر قسم کی برائیوں سے پاک ہوتی ہے اور آہستہ آہستہ انسان اخلاق اور معنویت کے اعلیٰ منازل پر فائز ہوتا ہے چنانچہ آمنہ بنت الہدی اعلیٰ انسانی کمالات اور اخلاق کا مجسمہ تھی۔

قوم کی خواتین کو پیغام: بنت الہدیٰ کا پیغام ہر مسلم عورت کے لئے یہ ہے کہ وہ اپنے ضمیر کو بیدار کریں ،نئی بیداری اور تازگی حاصل کریں ، اپنے سماج اور معاشرے میں علم حاصل کرتے ہوئے جہاں دوسروں تک الہی پیغام کو پہنچائیں وہی ہر عالمہ فاضلہ خاتون اپنے دائرہ کار میں احساس ذمہ داری پید کریں چنانچہ ہر مسلم عورت بنت الہدیٰ کے اس پیغام کو اگر جامہ عمل پہنانے کی کوشش کرے تو اپنے وقت کی بنت الہدیٰ بن سکتی ہے۔ہمیں بنت الہدیٰ کی زندگی سے درس لیتے ہوئے کہ انہوں نے کس طرح ایک ظالم حکمران اور سیاسی ماحول کے اندر اپنی ذمہ داری کوبخوبی نبھاتے ہوئے دینی اہداف کو کس طرح آگے بڑھایا اور اپنے اہداف کے حصول میں کامیاب ہوئی ، سبق سیکھیں تو آج ہم اپنے اہداف اور مقاصد میں کامیاب ہوسکتی ہیں، آئیں ہم سب عہد کریں کہ بنت الہدیٰ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنے گھروں ، گائوں ،شہروں میں پیغام حق کو عام کریں۔

بقیہ:شہیدہ بنت الہدیٰؒ، بیداری کی صدائے بازگشت

وقت کا یذید لعین صدام اسلام حقیقی کو مٹانے کی سازشوں میں مصروف ہے اور ظلمت بڑھتی جا رہی ہے تو آپ نے اپنے جد امجد ابا عبد اللہ الحسین علیہ السلام کی سیرت پر عمل کرتے ہوئے صدام لعین کے خلاف اپنی جان کی پرواہ کئے بغیر قیام کیا۔ چنانچہ ظالم اور جابر بعثی حکومت کے خلاف مبنی اقدام کے بعد صدام کے حکم پر شہید باقر الصدر کی شہادت کے بعد ۹اپریل ۱۹۸۰ کو سیدہ آمنہ بنت الہدیٰ کو بھی پھانسی دے دی گئی۔لیکن یزید لعین کی طرح صدام لعین بھی یہ بات بھول چکا تھا کہ ابا عبد اللہ الحسین علیہ السلام کے خون مقدس کی طرح شہید باقر الصدر اور شہیدہ آمنہ کا خون بھی اسلام کی آبیاری اور نشو نما کا باعث بنے گا۔خواہ ایران میں آنے والا اسلامی انقلاب ہو یا لبنان میں معرض وجود میں آنے والی حزب اللہ کی مقاومت ،یا پھر ارض فلسطین میں چلنے والی اسلامی تحریک حماس کی جد وجہد یا پھر عراق میں اسلامی نشاۃ ثانیہ ،یہ سب شہید وں کے خون کی برکت اور مرہون منت ہے۔

برادر کی جاں نثار

سیدہ گل فروا نقوی

بنت الہدیٰ ہیں بنتِ علی کی جو پیروکار
زینب کی طرح اپنے برادر کی جاں نثار
وہ خاندانِ صدر کا روشن چراغ ہیں
یہ ملک و قوم کے لیے روشن دماغ ہیں
فکر و عمل سے دین کے ڈنکے بجا دیے
فکرِ یزیدیت کے الاؤ بجھا دیے
بتلایا آبرو ہے فقط دیں کی آبرو
کرنا ہمیشہ اس کی حفاظت کی جستجو
عورت کو حریت کے مطالب بتا دیے
صبر و رضا کے ذات میں پیکر دکھا دیے
شعر و ادب کو اک نیا مقصد عطا کیا
تشہیر کربلا کا ذریعہ بنادیا
عزم و عمل کی اک یہی تازہ مثال ہے
باطل کے آگے سینہ سپر باکمال ہے
جاں سے عزیز بھائی کی نصرت کے واسطے
روکے تمام اہلِ شقاوت کے راستے
نعرے بلند کر کے کلیجے ہلا دیے
اس دور کے یزید کے گھٹنے ٹکا دیے
بھائی کو مشکلات میں چھوڑا کبھی نہیں
منہ زینبی ثبات سے موڑا کبھی نہیں

یہ جوش دیکھ کر عدو گھبرا کے رہ گیا
خاتون باوقار سے تھرا کے رہ گیا
زچ ہو کے اپنے آپ کو اسفل بنا گیا
لفظوں کے انتخاب میں وہ ڈگمگا گیا
خود کو یزیدِ نحس کا استاد کہہ گیا
اپنی زباں سے اک نئی روداد کہہ گیا
بولا وہ پیروی میں کروں گا ہزید کی
ڈالوں گا داغ بیل میں ظلمِ شدید کی
باقر کے ساتھ آمنہ کو مارا جائے گا
ورنہ لہو شہید کا پھر رنگ لائے گا
بھائی کے بَعد بچتی نہ زینب جو نوحہ گر
رہتا نہ انقلاب کا فوجِ شقی کو ڈر
کوتاہیِ یزید نہ دہراؤں گا کبھی
ماروں گا ساتھ بھائی کے خواہر کو میں ابھی
ظالم نے جو کہا تھا وہ کر کے دکھا دیا
بھائی کے ساتھ خون بہن کا بہا دیا
باطل پرست آج بھی کب حق شناس ہے
فروا خدا پرستوں کو مہدی کی آس ہے

زمین پہ آسمان جیسی

ڈاکٹر عنبر فاطمہ عابدی
نائب مدیر: ریسرچ جرنل "اردو"

زمیں پہ رہتے ہوے آسمان جیسی رہی
وہ اپنے عزم میں پختہ چٹان جیسی رہی

جو اپنے عہد کی سب ظلمتیں مٹانے کو
اندھیری شب میں اک روشن نشان جیسی رہی

اس کے افکار بھی اس امر کی گواہی ہیں
وہ حق کے رستے پر اک نگہبان جیسی رہی

اس کا بھائی ہے اگر کشتئ جہد کی طرح
تو اس سفینے کی وہ بادبان جیسی رہی

دے کے اہداف کو علم و ہنر کی زیبائش
اس کی تدریس مثلِ ارمغان جیسی رہی

ایسی تقریر کہ آہنگ و لب و لہجے سے
زینبی فکر کی وہ ترجمان جیسی رہی

اس کی تحریر کا ہر لفظ اوج رکھتا ہے
بلندیوں کی طرف نردبان جیسی رہی

تری حیات سے یہ درک مجھ کو ملتا ہے
نساء کی بن کے تُو اک پاسبان جیسی رہی

قلم سے تیرے کِھلے پھول انقلابوں کے
تری تحریر مثلِ باغبان جیسی رہی

حیات اس کی مزیّن ہوئی شہادت سے
گو مختصر ہی سہی ، داستان جیسی رہی

شہیدہ آمنہ بنت الہدیؒ شخصیت،افکار اور کردار

آئیڈیل کی تلاش انسان کی فطرت کا حصہ ہے۔اسی لیے انبیا ،ائمہ کو اللہ نے انسان کے لیے نمونہ بنایا۔

مردوں کے ساتھ خواتین کے مختلف نمونے قرآن نے پیش کیاہے۔اور اسلام میں بہت سی خواتین کا کردار بھی نمونہ قرار پائی۔

عصر حاضر کی خواتین میں آمنہ بنت الہدی ایک جامع کردار ہے۔جن پر مختلف پہلوؤں سے بحث اور گفتگو ممکن ہے۔جو دیگر خواتین کے لیے آئیڈیل بن سکتی ہیں۔

آمنہ بنت الہدی۱۳۵۶ہجری کو عراق کے شہر کاظمین میں پیداہوئی۔اور شہید محمد باقر الصدر کی چھوٹی بہن تھی۔صدام نے دونوں بہن بھائیوں کو شہید کیا۔

شہیدہ بنت الہدی کی زندگی مختلف پہلوؤں سے قابل بحث ہے۔

شہیدہ الہدی کا خاندانی پس منظر

ولادت ،بچپن،ابتدائی تعلیم وتربیت ،علمی مدارج،والدین، بھائیوں کا کردار، بچپن کاماحول،تربیت،نوجوانی اور جوانی میں شعور، ایمان، احساس، سیرت کردار اور ان کی جدوجہد جیسے اوصاف۔

شہیدہ بنت الہدی کا علمی مقام،صلاحیت،محنت،شوق ودلچسپی اور مقام ومنزلت،

ان کاگھریلو،اجتماعی اخلاق اور معاشرے کا درد اور ذمہ داری پر عمل،

۲۔معاشرے میں جدوجہد اور شعور وآگاہی،بیداری،خواتین میں حقوق وذمہ داری اور شخصیت کااحساس اجاگر کرنا۔

احساس اور معاشرتی شعور

۱۔فکری اور ثقافتی سوچ

۲۔تدریس

۳۔تالیف

۴۔جہادی انقلابی عمل

۵۔بامقصد زندگی

مضبوط فکر

اعلیٰ اسلامی اخلاق

گھریلو میں آپ کی زندگی اور ذمہ داری

عبادت

۳۔بنت الہدی کی نمایاں صفات

اسلام۔شناسی، اسلامی کی اجتماعی پہلو سے آگاہی اور شناخت و معرفت۔
اسلام کی فکر اور انقلابی سوچ
بنت الہدی اور مکتب شہید صدر
بنت الہدی اور تاریخ سے آگاہی
بنت الہدی ایک ادبی شخصیت
اخلاقی پہلو
آپ کا ہم و غم
بیدار ضمیر
زہد وتقوی کا مجسمہ
پاکیزہ نفس
حکمت کے راستے کا انتخاب
بنت الہدی اور تسلیم خدا وندی
بنت الہدی اور تبلیغ دین
۴۔تبلیغی، تربیتی اور ثقافتی میدان مین شہیدہ کی کوششیں اور اقدامات۔
ثقافتی وتبلیغی کردار،
ان کی تصنیفی وتالیفی کردار، خطبات، لیکچرز، مدارس کا قیام اور دیگر ثقافتی سرگرمیاں۔
مدارس زہرا کی تاسیس
تدریس اور مباحثہ وگفتگو
تصنیف وتالیف
کاروان حج
مرجع اور خواتین میں رابطہ
۵۔شہیدہ آمنہ بنت الہدی، افکاروآثار کے آئینے میں
شہیدہ کی تصنیفات، تقاریر اور گفتگو کی روشنی میں افکار کا جائزہ۔ خصوصا خواتین کے مقام، حقوق، ذمہ داری اور شخصیت کے حوالے سے ان کا نکتہ نظر۔۔
۶۔جہادی وانقلابی کردار
جہادی میدان میں ایثار، فداکاری، جاںنثاری، جرات، بہادری اور بصیرت اور جان کی قربانی کا جذبہ۔
انقلابی وجہادی سیرت
شریک رسالت شہید صدر

حکومتی ارکان سے خطاب

امیرالمومنین میں خطاب

نظر بندی

شہید صدر کی حفاظت

شہادت اور سلسلے میں مظالم وسختی میں صبر وتحمل وبرداشت جیسے آپ کے محکم ارادہ۔۔۔۔

شہادت

تدفین۔
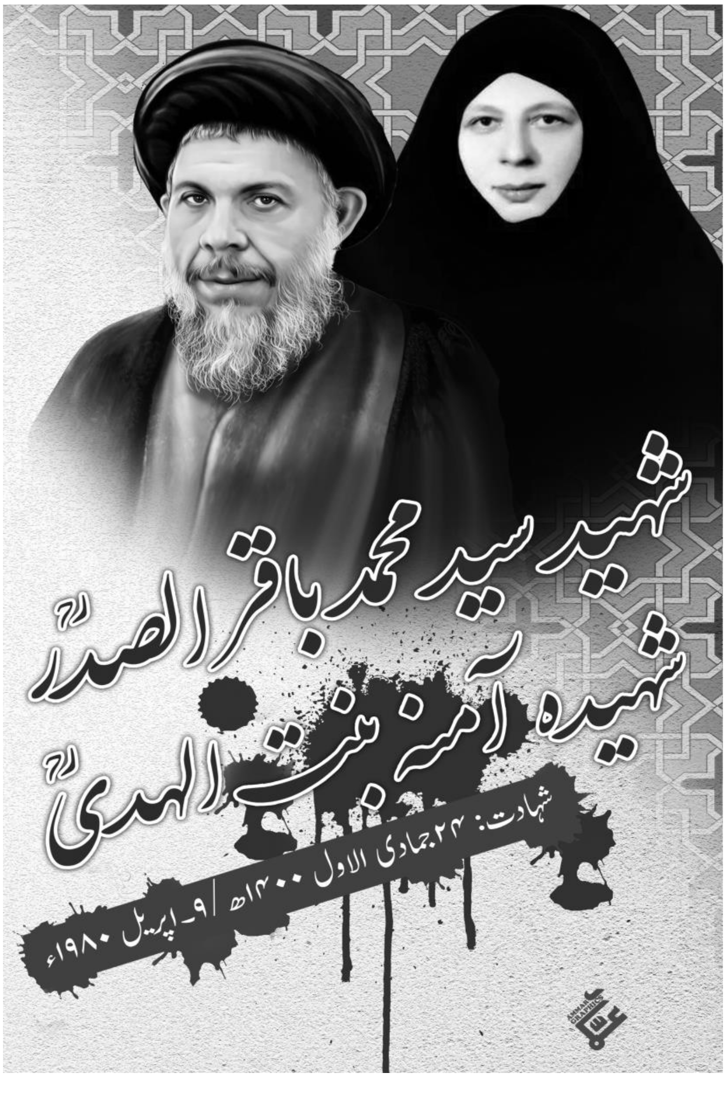
مذکورہ موضوعات پر اہل قلم ومحققین کو بیان کی ضرورت ہے۔تاکہ عصرحاضر کی خواتین اپنا مقام،کردار اور حقوق وذمہ داری سے آگاہ ہوسکیں۔